# حضرت علیؑ
# میدانِ جنگ میں

## عشرۂ مجالس

بشکریہ سید قاسم علی باقری
طالبِ دعا
سید نذر عباس رضوی

۱۱ صفر تا ۲۰ صفر (عشرۂ چہلم) ۱۹۹۸ء

یہ عشرہ جامعہ سبطین گلشنِ اقبال کراچی، پاکستان میں پڑھا گیا


...... خطیب العصر ......

علامہ ڈاکٹر سید ضمیر اختر نقوی

یہ الیکٹرونک PDF فائل ریڈنگ کیلیے بنائی
دوسرے مومنین بھی استفادہ کر سکتے ہیں
اگر ان کے ممالک میں اردو اسلامی کتب
دستیاب نہ ہوں۔
طالب دعا
سید نذر عباس رضوی
11-11-2008


| | | |
|---|---|---|
| ناشر | : | مرکزِ علومِ اسلامیہ<br>I-4 نعمان ٹیرس، فیز-III، گلشنِ اقبال<br>بلاک-11، کراچی۔ فون: 4612868 |
| مطبع | : | سیّد غلام اکبر 0300-2201665 |
| تعدادِ اشاعت | : | ایک ہزار |
| سالِ اشاعت | : | 2007ء |
| قیمت | : | Rs. 200/= |


کتاب ملنے کا پتہ


# مرکزِ علومِ اسلامیہ

I-4 نعمان ٹیرس، فیز-III، گلشنِ اقبال بلاک-11، کراچی

فون: 4612868

# فہرستِ مجالس

## پہلی مجلس......

صفحہ نمبر ۲۲ تا ۳۹

## ......دوسری مجلس

صفحہ نمبر ۴۰ تا ۶۰



## ......تیسری مجلس

صفحہ نمبر ۶۱ تا ۷۸

## ......چوتھی مجلس......

صفحہ نمبر ۷۹ تا ۹۶

## ......پانچویں مجلس......

صفحہ نمبر ۹۷ تا ۱۱۶



## ......چھٹی مجلس......

صفحہ نمبر ۱۱۷ تا ۱۳۶

## ......ساتویں مجلس......

### صفحہ نمبر ۱۳۷ تا ۱۵۹

## ......آٹھویں مجلس......

صفحہ نمبر ۱۶۰ تا ۱۷۷

# ......نویں مجلس

صفحہ نمبر ۱۷۸ تا ۲۰۰

۹۰۔ علیؑ نے علم پھیلانے کا جہاد بھی کیا۔

۹۱۔ عرب عورتوں کی طرح علیؑ پر سبّ و شتم کرتے رہے۔

۹۲۔ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ میں نے عربوں پر اپنی ہیبت طاری کر دی تھی۔

۹۳۔ پیغمبرِ اسلام مُلک فتح کرنے نہیں آئے تھے بلکہ ذہن فتح کرنے آئے تھے۔

۹۴۔ تین مہینے کے اندر پورے عرب کے بت خانے علیؑ نے مسمار کر دیئے۔

۹۵۔ ذوالجناح بُت پرستی نہیں ہے۔

۹۶۔ جنگ ذاتِ سلاسل میں علیؑ کی فتح۔

۹۷۔ سورۂ عادیات میں حضرت علیؑ کی شجاعت کی تعریف ہے۔

۹۸۔ حدیثِ رسولؐ کے حصار میں علیؑ کا میدانِ جنگ ہے۔

۹۹۔ یا علیؑ! تمہاری فضیلتیں اگر بیان کر دوں تو لوگ تمہاری خاکِ قدم اپنے سر پر رکھیں گے۔ لیکن ڈرتا ہوں کہ تمہیں وہ نہ کہا جائے جو عیسیٰؑ بن مریمؑ کے لیے کہا گیا۔ (حدیثِ رسولؐ)

۱۰۰۔ علیؑ کے میدانِ جنگ میں کوئی دوسرا حصے دار نہیں ہے۔

۱۰۱۔ ذوالجناح کی وفاداری۔

۱۰۲۔ قید خانے سے اسیروں کو رہا کر دیا گیا۔

۱۰۳۔ مُلکِ شام میں بہن نے بھائی کی صفِ ماتم بچھائی۔

# ......دسویں مجلس......

صفحہ نمبر ۲۰۱ تا ۲۲۲

۱۰۴۔ علیؑ نے میدانِ جنگ میں امن کا درس دیا۔

۱۰۵۔ علیؑ کے میدانِ جنگ نے اسلام کو پروان چڑھایا۔

۱۰۶۔ علیؑ کے میدانِ جنگ نے توحید کو مستحکم کیا۔

۱۰۷۔ علیؑ کا میدانِ جنگ کربلا تک ہے۔

۱۰۸۔ رسولؐ اللہ کے گھر کے جھگڑے جمل کے میدانِ جنگ میں آ گئے۔

۱۰۹۔ علیؑ کا ولیمہ یوں ہوا کہ تلوار اور گھوڑا میدانِ جنگ کے لیے رہا اور زرہ فروخت ہوگئی۔

۱۱۰۔ مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی، علیؑ تو امیر المومنینؑ تھے۔

۱۱۱۔ رسولؐ اللہ کہتے تھے پورا عرب مِل کے علیؑ سے لڑے پھر بھی علیؑ ہی فاتح رہیں گے۔

۱۱۲۔ علیؑ فاتح بدر و حنین ہیں۔

۱۱۳۔ جب علیؑ میدانِ جنگ میں جاتے عرب یہ سوچ کر دل میں خوش ہوتے تھے کہ آج تو میدانِ جنگ سے علیؑ کا لاشہ آئے گا۔

۱۱۴۔ علیؑ میدانِ جنگ سے واپس آتے تھے تو مسلمان علیؑ کو یوں دیکھتے تھے جیسے سب عید کا چاند دیکھتے ہیں۔

۱۱۵۔ علیؑ میدانِ جنگ سے واپس آتے تو یوں چلتے تھے جیسے جنگل میں شیر برستی پھوار میں چلتا ہے۔

۱۱۶۔ جب علیؑ کی دشمنی شباب پر ہو تو علیؑ کا میدانِ جنگ پڑھو۔

۱۱۷۔ جنگِ جمل میں علیؑ نے میدانِ جنگ امام حسنؑ کے حوالے کر دیا۔

۱۱۸۔ یزید کا میدانِ جنگ حسینؑ نے اُجاڑ کر رکھ دیا۔

۱۱۹۔ چہلم کے روز قبر پر حضرت زینبؑ کی آمد۔

۱۲۰۔ اہلِ بیتؑ کی مدینے واپسی کے مصائب۔



فیاض زیدی:

# جنگ کا پس منظر

اقوام عالم کی زندگی کا محور امن اور جنگ رہا ہے۔ دونوں الفاظ میں حروف تین تین ہیں مگر نقطوں کا فرق یہ واضح کرتا ہے کہ جنگ ہمیشہ امن پر بھاری رہی ہے۔ کرّہ ارض جنگ کی لپیٹ میں زیادہ رہا اور امن کا عرصہ مختصر دیکھنے کو ملا۔ دنیا کے ممالک پر ایک نگاہ ڈالنے سے یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ ملکوں کا قیام جنگ ہی کا مرہونِ منت ہوتا ہے۔ یوں تو جنگ کی وجوہات جغرافیائی، علاقائی اور سیاسی لحاظ سے مختلف ہوتی ہیں مگر ایک مشترک وجہ ہر جگہ پائی جاتی ہے وہ ہے بالا دستی۔ ہر چھوٹی بڑی سلطنت یا مملکت اپنی طاقت کا مظاہرہ جنگ ہی کے ذریعے کرتی ہے اور اِس کا شکار گرد و نواح کی چھوٹی ریاستیں ہی عموماً ہوتی ہیں۔ دوسری مشترک وجہ وسائل زندگی کا زیادہ سے زیادہ دیرپا حصول بھی ہے۔ ہمسایہ ملک اگر بھوک و ننگ کا شکار ہے تو ٹھیک ہے اور اگر وہ کسی قدرتی نعمت سے مالا مال ہے تو حریص ہمسایہ ممالک کی نگاہیں ہر آن موقعے کی متلاشی ہوتی ہیں کہ کب جنگ چھیڑ کر اپنا کم سے کم نقصان کر کے اُن وسائل کی خاطر اُس ملک پر اپنا تسلّط جمایا جائے۔

مختلف مذاہب اور عقائد کا جب دنیا کے مختلف علاقوں میں آہستہ آہستہ عروج ہوا تو وجہ جنگ مذہبی بھی ہوگئی۔ ایک عقیدے کا انسان دوسرے عقیدے کے انسان کو اچھا نہیں لگا اور دنیا میں مذہبی جنگیں بھی ہوئیں اور وقتاً فوقتاً وقوع پذیر ہوتی رہتی ہیں۔

مذہب میں گروہ بندی نے بنیادی طور پر ایک ہی عقیدے کے افراد کو آپس میں جنگ کی راہ پر ڈال دیا اور یہ وجہ سب سے خطرناک ثابت ہوئی جس کے نتیجے میں دنیا کے اکثر ممالک اس کی لپیٹ میں ہیں اور شدت میں کمی کے آثار نظر نہیں آتے۔ عجیب بات ہے کہ دنیا کے تمام مذاہب اور عقیدے زور امن پر دیتے ہیں مگر جنگ سے گریز نہیں کرتے۔ کتنے ہی عالمی ادارے وجود میں آئے کہ جنگ نہ ہو مگر جنگ نہیں رکتی۔ صلح کے معاہدے ہوتے ہیں پھر ٹوٹ جاتے ہیں ایک دوسرے پر الزام تراشیاں اور پھر جنگ کبھی سرد جنگ اور کبھی با قاعدہ جنگ۔ جیو اور جینے دو پر عمل پیرا ہونے کو کوئی تیار نہیں۔ علیؑ نے میدان جنگ میں جو جنگ کا مفہوم سمجھایا تھا کاش مسلمان ہی سمجھ جاتے تو آج ڈیڑھ اینٹ کی مسجدیں الگ الگ نہ تعمیر ہوتیں۔

خطۂ ارض وجود میں آیا۔ پیغمبروں کی آمد کا سلسلہ شروع ہوا۔ اقرار توحید ہی منشائے قدرت تھا مگر ایک لاکھ چوبیس ہزار کی تعداد جب پوری ہوئی اور عرب کے ریگستان میں نور الٰہی کا ظہور ہوا تو با قاعدہ اسلام، مسلمان کے الفاظ روشناس ہوئے۔ یہودی، عیسائی اور بت پرست یہ تین school of thoughts معرض وجود میں آچکے تھے یعنی اسلام کو تین سے ٹکرانا تھا۔ اسلام کا پیغام عجیب تھا۔ سلامتی اور امن، اسی سلسلے میں پہلا سبق اخوّت کا دیا گیا یعنی انسان کو انسانیت سکھانے کا سلسلہ شروع کیا گیا۔ ہر نبیؐ کی طرح نبی آخر الزماںؐ بھی بت پرستوں، شرابیوں اور بدکاروں کے گھناؤنے ماحول میں پروان چڑھے مگر اپنے آبا وَ اجداد کے نقش قدم پر ہر عیب سے بری رہے۔ چونکہ کسی کو کچھ کہتے نہیں تھے بلکہ لوگوں کے کام آتے تھے اور معاشرتی زندگی میں مثالی تھے اِس لیے کسی نے مجبور بھی نہیں کیا کہ آؤ بت پوجیں یا کسی بُرے کام کی طرف کسی نے رغبت دلائی ہو البتہ صادق اور امین اپنے آپ کو منوالیا۔ جسے دیکھو محمدؐ کی تعریف

میں رطب اللسان تھا۔ اور محمدؐ ابوطالبؑ کے ممنون و مشکور تھے۔ ابوطالبؑ کی خوشی کا ٹھکانا نہیں تھا۔ ابوطالبؑ کے بھتیجے کے قصیدے سارا عرب پڑھ رہا تھا۔

وقت گذرتا گیا اور مکّہ والوں نے دیکھا کہ عبداللہ کے یتیم کی شادی دنیائے عرب کی امیر ترین اور معزز ترین خاتون سے ہوگئی۔ حضرت خدیجہؑ سے شادی کے طلبگار کئی تھے مگر جب یہ شادی ہوگئی تو کوئی مسئلہ کھڑا نہیں ہوا سوائے اِس کے کہ مکہ کی عورتوں نے حسد میں آ کے ملنا جلنا ختم ہی کر دیا۔ زندگی اپنی روائتی ڈگر پر منزلیں طے کر رہی تھی کہ رسالت کے تیسویں سال ظہور امامت کعبہ میں ہوا یعنی رسالت کے body guard کے مبارک قدم سجدۂ ربانی کے ساتھ زمین کعبہ سے مَس ہوئے یا یوں سمجھ لیجئے کہ ابوترابؑ نے تراب کو اپنے مقدّس قدموں سے زینت بخشی۔ حضرت علیؑ نے پہلے کعبہ میں در بنا کر پھر گہوارے میں کلّۂ اژدر چیر کر اپنی قوتِ الٰہیہ کا مظاہرہ کیا اور جب ابوجہل آپ کی آنکھوں میں بتوں کے قدموں کی خاک بطور نیگ شگن ڈالنے کا ارادہ کر رہا تھا تو آپ نے ایک ہی تھپّڑ کے ذریعے ابو اور جہل کی تقسیم فرما دی۔ کفّار کے ماتھے ٹھنکے۔ شاید اُس وقت کے نجومیوں اور کاہنوں نے کچھ پیشن گوئیاں بھی کی ہوں مگر زیادہ توجہ نہ دی گئی لیکن بہر کیف علیؑ نے اپنے مستقبل کے منصوبوں کا ہلکا سا ٹریلر trailor چلا دیا تھا کہ سند رہے اور وقتِ ضرورت حیرانی نہ ہو اور دنیائے عرب خبردار رہے۔

امامت کی آمد نے رسالت کو توانائی فراہم کی۔ مکّہ کے رہنے والوں نے دیکھا کہ دونوں میں بڑی اور گہری محبت ہے۔ ہر جگہ ساتھ ساتھ گرچہ عمروں کا واضح فرق تھا۔ ابوطالبؑ کے ہمدم اور ہمراز بہت خوش تھے۔ رسالت نے اپنی روحانی چھاؤں میں امامت کو پروان چڑھانا شروع کیا۔ رسالت و امامت کے منصب دار ایک دوسرے

کے رازوں کے امین تھے۔ اتنے عرصے میں رسالت نے مکہ والوں کے سامنے اپنی صداقت، امانت، دیانت، رواداری، خوش اخلاقی، بھائی چارہ، طہارت، عصمت اور شرافت کا practical نمونہ مسلسل پیش کیا، ہر کہہ ومہ عبدالمطلبؑ کے پوتے کی تعریف کر رہا تھا۔ اور وہ حکم الٰہی کا منتظر تھا۔

رسالت کی زندگی کی چالیسویں بہار نے انگڑائی لی اور سرزمین عرب پر نزول وحی کا سلسلہ شروع ہوتے ہی معبودِ حقیقی کی بندگی کی کھلّم کھلاّ تصویر کعبے میں نظر آنے لگی۔ دعوتِ ذوالعشیرہ میں امامت نے رسالت کی بھرپور امداد کا وعدہ کیا۔ توحید کی گواہی و ذمہ داری میں معاہدۂ ذوالعشیرہ تحریر ہوا۔ رسالت کی حفاظت کے صلے میں سلسلۂ امامت کے پہلے امام کو وصی، وزیر، خلیفہ، جانشین بنانے کا اعلان ہوا۔ مکّہ والوں نے اِسے بھی ایک مذاق ہی سمجھا۔ صبح و شام کا سفر جاری تھا کہ حکم الٰہی آیا کہ توحید کا اعلان عام کیا جائے۔ ابوقبیس کی پہاڑی پر کھڑے ہوکر امامت کے پہلو میں رسالت نے اعلان کیا کہ صرف اللہ معبودِ برحق ہے۔ بتوں کا کوئی مقام نہیں ہے۔ اِسلام کی تبلیغ شروع ہوئی اور سرد جنگ کی ابتداء ہوگئی۔ طعنے، فقرے بازیاں، نام بگاڑ کر چھیڑ خانیاں، راہوں میں کانٹے، بچوں سے سنگ بارانی یعنی اسلام اپنی کٹھن منزلوں سے ابتداء ہی میں مانوس ہوگیا۔ ابوطالبؑ کو مجبور کیا گیا کہ وہ بھتیجے کو سمجھائیں۔ دنیاوی لالچ بھی دی گئی مگر علیؑ کے پدرِ بزرگوار نے بھتیجے سے کہا اپنا کام جاری رکھو۔

امامت نے ازروئے معاہدہ بچوں کو وارننگ (warning) دی پھر ایکشن (action) شروع کردیا۔ کچھ بچے زخمی ہوئے، کچھ معذور ہوئے، اور کچھ علیؑ نے ہوا میں اُڑا کر خیبر کی ریہرسل (rehearsal) کی۔ مکّے والے دوڑے دوڑے ابوطالبؑ کے پاس آئے اور بیٹے کی شکایت کی۔ ابوطالبؑ نے فرمایا جو کچھ مرے بیٹے

نے کیا ٹھیک کیا اور آئندہ بھی کرے گا۔ اپنا سے منہ لے کر چلے گئے۔ رسالت و امامت کے سورج و چاند اپنے خاندان والوں کے ساتھ شعب ابی طالب کے معاشرتی بائیکاٹ (boycott) کا جان لیوا طویل عرصہ گزارنے کے بعد واپس اپنے گھروں میں آئے۔ سرد جنگ میں تیزی آ گئی کہ ابو طالبؑ و خدیجہؑ دونوں یکے بعد دیگرے عالم جاودانی کو سدھار گئے۔ میدان صاف ہو گیا۔ قتل رسالت کی منصوبہ بندی کی گئی جس میں ہر قبیلے کا ایک فرد شامل تھا۔ حکم پروردگار سے ہجرت ہوئی اور امامت نے بسترِ رسالت پر گہری نیند سو کر ہمیشہ بیدار رہنے کا عزم بالجزم کیا۔ رفاقت غار نا کام ہوئی۔ اسلام مدینے میں پھلنے پھولنے لگا۔

بتوں کے پجاریوں کو اپنا مستقبل خاک میں ملتا نظر آیا۔ کیا کِیا جائے بڑے بڑے ابو سر جوڑ کر بیٹھ گئے۔ بدر میں میلہ لگا اور بالآخر جنگ کا طبل بڑی دھوم دھام سے بجایا گیا۔ علیؑ نے دفاعِ اسلام سے اپنی جنگی زندگی کا آغاز کیا۔ پِٹے مکے والے اور بُری طرح پِٹے۔ احد میں تازہ تازہ مسلمانوں نے جن کے دلوں میں بت خانے آباد تھے رسالت و امامت کی جان لیوا محنت پر پانی پھیر دیا۔ ذوالفقار کی ڈیوٹی (duty) شروع ہوئی۔ ذوالفقار منشائے توحید و رسالت و امامت سے بخوبی آشنا تھی۔ اِس لیے بغیر کسی تردّد کے جوہر دکھاتی رہی اور امامت پر انعامات کی برسات ہوتی رہی۔ انعامات کے نزول نے اور کرامات کے ظہور نے نصیری کی آنکھیں چکا چوند کر دیں تو وہ خدا کہہ بیٹھا اور آج تک کہہ رہا ہے۔ رسالت کے سفرِ آخرت کے بعد بقول حضرت سیدہ طاہرہ مخدومۂ کونینؑ دنوں کو تاریک کر دینے والے مصائب گزر گئے مگر علیؑ نے شرائطِ معاہدۂ رسالت و امامت پر عمل کیا اور نفسیاتی جنگ کو جاری رکھی۔ ذوالفقار نیام میں رہی۔ پچیس سال کے طویل وصبر آزما عرصے کے بعد علیؑ کی زندگی کے آخری چار سالوں میں

ذوالفقار پھر چمکی، گرجی اور کڑکی ۔ ۴۰ھ میں فزت برب الکعبہ کی صدا کوفہ میں وقت سحر بلند کرنے کے بعد علیؑ درجۂ شہادت پر فائز ہو گئے ۔

بالغ نظری اور تعصب کے لینز (lens) ہٹا کر انتہائی غیر جانبداری سے اگر علیؑ کے میدان جنگ کا بغور مطالعہ اور تصوراتی مشاہدہ کیا جائے تو یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ علیؑ جنگ نہیں کر رہے تھے تبلیغ اسلام کا فریضہ سر انجام دے رہے تھے۔ کون سمجھے اور ضمیر اختر صاحب کسے کسے سمجھائیں کہ علیؑ میدان جنگ میں کیا کر رہے تھے اور کیا نہیں کر رہے تھے۔ اِس عشرۂ مجالس میں مولانا موصوف نے اپنی خداداد صلاحیتوں اور وقت کے تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ بتانے کی کوشش کی ہے کہ علیؑ میدان جنگ میں صرف تلوار ہی نہیں چلا رہے تھے بلکہ علیؑ تلاوت قرآن بھی کر رہے تھے۔ اصولِ دین وفروع دین کی تفصیلات بھی سمجھا رہے تھے۔ وہ یہ بھی ذہن نشین کرا رہے تھے اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات (complete code of life) ہے کوئی کھلونا نہیں ہے۔ بت ٹوٹ چکے اب نہیں جڑیں گے۔ ہوگی اللہ اللہ اب یہ تمہاری مرضی ہاتھ کھول کر آزاد منش انسانوں کی طرح کرو یا قدیم وجدید کا مرکب بنا کر ہاتھ باندھ کے کرو۔ دل سے کرو یا صرف زبان سے کرو۔ روزانہ پانچ وقت کرو یا تین وقت کرو سکّہ توحید کا چلے گا۔ علیؑ میدانِ جنگ میں اپنے آپ کو پہچنوا رہے تھے اور چونکہ عرب کے ریگستانی بدو تلوار کی زبان جلدی سمجھتے تھے اسی لیے اُن کی اپنی پسندیدہ زبان میں درس اسلام دیتے ہوئے اسلام کے آئندہ منصوبوں کا اعلان بھی کر رہے تھے کہ دیکھو توحید کے دو بازو ہیں رسالت وامامت یعنی محمدؐ وعلیؑ تو یہ بازو تو دنیا پر حکومت کریں گے تم خلافتوں کی صرف تین دیگیں پکا پاؤ گے۔ پھر میں خلافت کو تالا لگا کر چابی اپنے نائب کو دے جاؤں گا وہ اپنے نائب کو دے گا۔ کبھی علیؑ کبھی محمدؐ کبھی دونوں یہاں

تک کہ بارہواں نائبؑ تم سے مجبور ہو کر نہیں بلکہ امرِ الٰہی سے غیبت اختیار کرے گا اور پھر ظہور کرے گا اوّل تو میدان جنگ کا کام مکمل کر رہا ہوں لیکن اگر تمہاری عقلوں پہ پردے پڑے ہی رہے لات و عزیٰ کی چاہت نے بہت بے چین کیا تو میرا حسینؑ کربلا برپا کرے گا اور مجھ سے زیادہ صبر و استقامت و بہادری کے جوہر دکھا کر ایسے ناکوں چنے چبوائے گا کہ تمہارے نام گالی بن جائیں گے اور حسینؑ تو خیر میرا بیٹا ہے۔ میری ایک بیٹی تختِ شام کا تختہ کر دے گی۔ ایک عرصے کے بعد میرا بارہواں اور آخری نائب اسی ذوالفقار کے ساتھ اِسی کعبے میں ظہور کرے گا۔ رہی سہی کسر وہ نکال دے گا۔ پرچم اسلام سرنگوں نہیں ہوگا۔ اسلام کو علیؑ میں دیکھتے رہنا امن ہو یا جنگ۔

میدانِ جنگ میں علیؑ نے اسلام کی تاریخ لکھی جسے سوائے ضمیر اختر نقوی صاحب کے کوئی نہ پڑھ سکا۔ عظیم ماؤں کی گود میں عظیم سپوت پروان چڑھتے ہیں واقعی والدۂ ضمیر اختر صاحب بہت عظیم تھیں۔ کیسے لعل کو پروان چڑھایا ہے سبحان اللہ۔ آج تک نہ کسی مورّخ نے نہ کسی محقّق نے نہ کسی خطیب نے علیؑ کا میدانِ جنگ اِس انداز میں آسان ترین لفظوں سے سجا کر پیش کیا جس طرح وکیلِ محمدؐ و آلِ محمدؐ علاّمہ ڈاکٹر سیّد ضمیر اختر نقوی نے یہ کارنامہ سرانجام دیا۔ یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ اسلام جارحیت کا قائل نہیں ہے بلکہ خبردار و ہوشیار رہ کر دفاع کی تلقین کرتا ہے۔ بدر سے لے کر کربلا تک اسلام نے کبھی نہیں للکارا کہ آؤ ہم جنگ کریں گے بلکہ جب جنگیں مسلّط کی گئیں تو بھی دفاع کے مفہوم کو سامنے رکھ کر اسلام والوں نے یعنی خانوادۂ اہلِ بیتؑ نے اپنے دشمن کو موقعہ دیا کہ پہل وہ کرے۔ جنگ کی دعوت تو اسلام کے مخالف نے دی ہے تو پہلا لقمہ بھی خود اُٹھائے پھر ہاضمہ ذوالفقار کرا ہی دیتی ہے۔ جنگ کی ترتیب اُلٹ کر گنج بمعنی خزانہ بنتی ہے۔ علیؑ نے میدانِ جنگ میں گنج لوٹا نہیں بلکہ لٹایا۔

علیؑ کا مالِ غنیمت سے کبھی واسطہ ہی نہیں رہا اگر کبھی حصہ مل بھی گیا تو سائلوں میں بانٹ دیا۔

انسان حق کی تلاش میں سرگرداں رہتا ہے اور خوش قسمتی سے اگر وہ حق کو پا جاتا ہے تو پھر اس کے گلے سے حق، حق کی صدا آنے لگتی ہے۔ مجھے نہیں معلوم کہ ضمیر اختر نقوی صاحب کے گلے میں کون بولتا ہے۔ یکم محرم الحرام سے لے کر آٹھ ربیع الاوّل کی شام تک کراچی و بیرون کراچی ریکارڈ تعداد میں مجالس سے خطاب کرنا اور گلے میں آواز کے زیر و بم کا برقرار رکھنا یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے ورنہ حال تو یہ ہے کہ اچھے سے اچھے خطیب حضرات کا گلا سات محرم سے جواب دینے لگتا ہے۔ ڈاکٹر سیّد ضمیر اختر صاحب وہ واحد خطیب ہیں جنہوں نے کبھی منبر پہ آ کے ناسازیٔ طبیعت یا طوالت سفر کا تذکرہ نہیں کیا۔ ہم سننے والے تھکن محسوس کرنے لگتے مگر وہ ہر روز اُسی طرح یعنی روزِ اوّل کی طرح چاق و چوبند اور تازہ دم ہوتے ہیں۔ خدا نظرِ بد سے اور ہر بلا سے سدا مامون و محفوظ رکھے۔ آمین۔

چالیس برسوں میں چالیس برسوں کا کام تن تنہا کرنا، گلشن اقبال کے ایک کونے میں بیٹھ کر پوری دنیا میں علومِ محمدؐ و آلِ محمدؐ کا ڈنکا جدید و قدیم علوم کے حوالہ جات سے بجوانا یہ صرف اور صرف علاّمہ ڈاکٹر سیّد ضمیر اختر نقوی صاحب کا کام ہے۔ اُنھوں نے خطابت کو نیا انداز دیا، علم کے بحرِ بیکراں سے نئے اور اچھوتے مضامین تلاش کئے اور منبروں کو انوکھے موضوعات سے آگہی دی۔ ادب ثقافت تہذیب، تمدن، شاعری، نثر نگاری، فلسفہ، منطق، ہیئت، حدیث، تفسیر، فقہ، فلکیات، اور گردشِ لیل و نہار کہاں کہاں سے ڈاکٹر صاحب نہیں بولتے۔

چین سے بیٹھنا یا تو ڈاکٹر صاحب کو آتا نہیں یا اُنہوں نے سیکھا ہی نہیں۔ یہ بھی کرنا ہے۔ وہ بھی کرنا ہے۔ مجلس پڑھنے بھی جانا ہے۔ وقف کے لفظ کے صحیح تصویر یعنی زندگی

کا ایک ایک پل یا تحریر کر رہا ہے یا تقریر کر رہا ہے اور اگر سو رہا ہے تو تحقیق کر رہا ہے۔ آلِ محمدؐ کے لیے زندگی کو وقف کرنا اسے کہتے ہیں۔ گھنٹوں بغیر کچھ کھائے پئے کام کرنا تو دنیا کہے گی کہ نہ جانے کس مٹی کا پتلا ہے میں کہوں گا ابوترابؑ کی تُراب کا پتلا ہے۔ فارسی کا مقولہ ہے کہ مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطّار بگوید کے مصداق میرے یہ شکستہ الفاظ ضمیر اختر صاحب کا قد کیا بڑھائیں گے وہ جو ہیں سو ہیں اور انشاءاللہ رہیں گے۔ میری دِلی دعا ہے کہ آئمہ اہل بیتؑ کے بارہویں تاجدارؑ کے صدقے خدا علاّمہ صاحب کو اتنی عمر ضرور عطا کرے کہ کم از کم اپنے چودہ شاگرد تیار کر سکیں فی الحال تو ماشاءاللہ صرف دو پروان چڑھ سکے ہیں جو اپنے منفرد انداز میں خطابت کے جوہر ملک اور بیرونِ ملک دکھا رہے ہیں۔ یعنی ڈاکٹر سیّد ماجد رضا عابدی اور ڈاکٹر سیّد کمال حیدر رضوی۔ مجھے دیر ہوگئی کاش آج سے بیس پچیس سال قبل ملاقات کا شرف حاصل ہوتا تو شاید مجھے بھی دستارِ تلمّذ عطا ہوتی۔ مگر یہ کہاں نصیب میرے۔

موضوع ایسا تھا کہ سامعین سوچ رہے تھے کہ وہی خیبر و خندق سنائیں گے مگر جب موضوع نے وسعت اختیار کی تو آخری مجلس کے بعد اکثریت نے تشنگی محسوس کی یعنی وہ خاموشی کی زبان میں علامہ صاحب سے کہہ رہے تھے کہ موضوع تشنہ رہ گیا اور یقیناً آپ بھی پڑھ کر تشنگی محسوس کریں گے۔ مگر علامہ موصوف کا مشن (mission) قوم کو جھنجھوڑنا تھا اور وہ اِس میں کامیاب رہے۔ اب یہ قوم کا فریضہ ہے کہ وہ مزید گوشے تلاش کرے۔ علیؑ علم کا در ہیں اور کھلا ہوا در ہیں۔ علیؑ علیؑ کہہ اگر آپ ڈھونڈیں گے تحقیق کریں گے تو ''علیؑ میدانِ جنگ میں'' کے مزید اسرار و رموز سے پردہ اُٹھتا جائے گا۔ علامہ صاحب گائیڈ لائن (guide line) دے رہے ہیں کہ دیکھو یوں بھی عشرہ پڑھا جاتا ہے۔ یوں بھی فضائلِ اہل بیتؑ بیان کئے جاتے ہیں۔ بقول اقبال

ڈھونڈنے والے کو نئی دنیا مل ہی جاتی ہے۔ سچی لگن اور اہلِ بیتؑ سے بے ریا پر خلوص مودّۃ کمالِ علم کی ان راہوں کا سراغ دیتی ہے جہاں اِس دور میں صرف ایک انسان نامساعد حالات میں اپنا سفر جاری رکھے ہوئے ہے جس کا نامِ نامی اور اسمِ گرامی علاّمہ ڈاکٹر سیّد ضمیر اختر نقوی ہے۔ خدا یہ توفیق دوسروں کو بھی عطا فرمائے بہ طفیلِ امام زمانہؑ آمین۔

عدؔم کا ایک شعر جو مولانا کی ترجمانی کر رہا ہے لکھ کر اپنے قلم کو روک رہا ہوں۔

ہم خاک پائے ابنِ علیؑ ہم شریف لوگ
کچھ بھی نہ ہوں تو پھر بھی خدا کی زباں ہیں ہم

---

# پہلی مجلس

بِسْمِ اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

ساری تعریف اللہ کے لیے درود اور سلام محمدؐ وآلِ محمدؐ کے لیے

حضرت علیؑ میدانِ جنگ میں.....اسلام کی تاریخ کا ایک باب ہے۔ قرآن حدیث اور تاریخ کا ایک حصہ جسے عنوان قرار دیا گیا ہے عنوان سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ یہ علم واقعات اور سوانح حیات کا ایک حصہ ہے، لیکن اگر دراصل انصاف سے کام لیں تو کُل اسلام یہی ہے اگر اس عنوان کو نکال دیں، ہٹا دیں تو یہ اسلام نہ بچے گا۔ اس لیے کہ اسلام رہ گیا علیؑ کے میدانِ جنگ میں قیام سے۔ حیات پیغمبرؐ میں امامؑ نہیں تھے لیکن قیام، امام بنے غدیر میں۔ اعلان حکومت علیؑ کا غدیر سے آغاز ہوا لیکن علیؑ کا کام اگر آپ دیکھیں اس عنوان کو پیش نظر اسلیئے رکھا گیا کہ آپ مجالس میں عادی ہیں اور سنتے رہتے ہیں اس عنوان پر کب سے نہیں سنا اپنے ذہن پر یادداشت پر ذرا زور ڈالیئے کہ ذاکرین نے یہ پڑھنا کیوں چھوڑ دیا کہ علیؑ میدانِ جنگ میں ہیں یا نہیں۔ یہ کیوں ایسا کیوں بلکہ یہ تک کہا گیا کہ کب تک خندق وخیبر پڑھیئے گا۔ یہ مسلسل کہا گیا اور یہ بھی کہا گیا کہ شیعوں کی مجلسوں میں ابتک خندق وخیبر ہی پڑھا گیا تو ان ساری باتوں کا جواب اسی عنوان میں ہے کہ غلط اور ناقص فکر کو دور کیا جا سکے اور یہ بتایا جائے کہ یہ فکر کہاں سے آئی اور کہاں سے آ رہی ہے اور ہم ان چیزوں سے دور کیوں ہوتے جا رہے ہیں۔ اس بات کا جواب کہ خیبر اب تک فتح نہ ہوا۔ تو کہاں خیبر فتح ہوا۔ ابھی پاکستان میں خبر آئی

کہ اگر پاکستان نے ایٹمی دھماکے کیئے تو اسرائیل حملہ کردے گا۔ اسرائیل ہی تو خیبر ہے تو آج خیبر کی یہ ہمت کیوں پڑی کہ حیدر کرارؑ کے ماننے والوں پر حملہ کر رہا ہے۔ علیؑ نے خیبر پر حملہ کر کے اس قابل نہیں رکھا تھا یہودیوں کو کہ جواب مین سات پیڑھی کے بعد یہودی یہ کہہ سکتے کہ ہم اسلام پر حملہ کریں گے۔ آپ نے خیبر جلایا زندہ ہے اب تک فتح نہیں ہوسکا علیؑ کا خیبر فتح ہو چکا آپ کا خیبر فتح نہیں ہوا روز پڑھیئے اخبار، انتظامات کر لئے گئے ہیں اسرائیل کے حملہ سے بچاؤ کے، خوف تو ہے نا یعنی اتنی دور ہے خیبر اسکے باوجود خوف ہے مدینے سے کتنی دور تھا۔ قریب تھا زیادہ دور نہیں تھا۔ لیکن سات ہجری کے بعد ہمیں نہیں ملتا کہ اسلام نے کوئی اقدام کیا ہو کہ سرحدوں پر پہرے لگائے جائیں راتوں کی نیندیں اُڑ گئی ہوں مدینہ میں کوئی ایٹمی دھماکہ کرنا پڑا ہو۔ علیؑ نے خیبر میں یہودیت کے سر کو توڑ کر وہ اطمینان پیدا کر دیا تھا کہ مسلمانوں کو یہودیوں کا کوئی خوف نہیں رہ گیا تھا۔ ہم دھماکے کر چکے پھر بھی اقدامات کر رہے ہیں کہ اسرائیل حملہ نہ کردے تو خیبر کا خوف تو باقی ہے نا بھائی۔ اگر منبر پر نہیں فتح ہوا ہے تو پوری امت نے کہاں فتح کر لیا ہے خیبر۔ ہم کو کوئی سمجھا دے تو ہم مان لیں خیبر کو بھول گئے اسلیئے خیبر سے ٹکراؤ پیدا ہو گیا۔ اور جب تک ہم یہ بتائیں گے نہیں کہ حیدر کرارؑ نے یہودیوں کو کس طرح شکست دی تو آپ کبھی طریقہ بھی نہیں سیکھ سکتے کہ یہودیوں کو شکست کیسے دینا ہے۔ اس لیے خیبر بھی ضروری ہے خندق بھی ضروری ہے۔ یہ بتانا لازمی ہے کہ یہ دیکھو کہ میدانِ جنگ میں علیؑ نے کیا کیا۔ ایک بات ہو گئی اب دوسری بات انصاف سے بتایئے جتنے سامعین ہمارے عرصے سے سُن رہے ہیں صاحبان علم ہیں۔ مطالعہ ہے ذہن میں باتیں محفوظ ہیں کیا کہتے ہیں علیؑ کے فضائل پڑھے علیؑ نے جو فقہ دی مسئلے مسائل پڑھیئے علیؑ کا علم پڑھیئے انکی سیرت پڑھیئے وہ نماز کیسے پڑھتے تھے یہ پڑھیئے وہ عبادتیں

کیسے کرتے تھے یہ پڑھیئے یہ تو تقاضہ رہا جنگیں کیا پڑھنا لڑائیاں کیا پڑھنا چلیئے مان لیا آپ کا کہنا درست ہے۔لیکن اتنا سمجھا دیں کہ دس برس کے علیؑ تھے تو اسلام کا آغاز ہوا توجہ فرمائیں دس برس کے علیؑ تھے تو دعوت ذوالعشیرہ کا اعلان ہوا پیدائش سے دس برس تک یعنی دعوت ذوالعشیرہ تک علیؑ کی سوانح حیات سنا دیجئے ان دس برسوں میں علیؑ نے کوئی فقہ کی بات کی ہو کوئی علمی مسئلہ بیان کیا ہو کچھ مسئلہ مسائل سمجھائے ہوں کوئی گفتگو کی ہو تو ہمیں بتایئے اگر آپ کو یاد ہو پیدائش سے لے کر دس برس تک علمی مسئلے علیؑ نے بتائے ہیں۔تو ان دس برس میں علیؑ علمی مسئلے کیوں بیان کریں علیؑ فقہ کیوں سمجھائیں دس برس کی عمر میں دس برس کی عمر کہیں بوڑھوں کی باتیں کرنے کی عمر ہوتی ہے۔ایسی بات مت کیجئے گا کبھی کہ دس برس کی سوانح حیات کی سنایئے دعوت ذوالعشیرہ تک علیؑ کیا کر رہے تھے کیا خطبے دے رہے تھے کوئی خطبہ نہیں دیا علیؑ نے کوئی علمی اور فقہ کا مسئلہ علیؑ نے دس برس کی عمر میں نہیں بتایا، کیوں بتائیں، بتانے والے کی اطاعت اور پیروی کر رہے ہیں۔چھوٹے بچے بزرگ کے سامنے زبان نہیں کھولتے۔یہ آداب بنی ہاشمؑ ہے یہ احترام رسالتؐ ہے آتا ستب تھا۔مجھے بتایئے دعوت ذوالعشیرہ میں علیؑ نے کوئی خطبہ دیا وہ دیں گے جواب یہ دیں گے وہ پکاریں گے مدد کیلئے یہ لبیک کہیں گے۔دس برس گذارے ہیں۔آج کے دن کیلئے صرف ایک لفظ کہنے کیلئے لبیک یا رسولؐ اللہ میں آپؐ کی مدد کروں گا اب میں آپ کی مدد کروں گا اسی کو فقہی مسئلہ سمجھ لو اسی کو علمی مسئلہ سمجھ لو میں آپ کی مدد کروں گا اس جملے میں جو چاہے لاؤ یہ جملہ پھیل کر تاریخ اسلام بنے گا غور نہیں کر رہے ہیں آپ کیا کہا آج میری مدد کون کرے گا کیا کہا جواب میں کہا میری ٹانگیں کمزور، کمزور کے معنی یہ نہیں سمجھئے گا کہ اتنی کمزور تھیں کہ علیؑ دوڑ نہیں سکتے تھے۔کمزور کے معنی یہ کہ بچپن ہے۔ابھی پنڈلیاں پتلی ہیں۔دس برس کا تو ہوں یعنی بچہ یہ

اظہار کررہا ہے کہ دس برس کے بچے کا سراپا کیا ہوتا ہے۔ یعنی عاجزی کا اعلان انکساری کا اعلان رسولؐ کے سامنے کررہے تھے۔

جس کا جسم اچھا ہوتا ہے اس کی پنڈلیاں پتلی یعنی اس میں پھرتی ہوتی ہے اس بہادر میں جس کے پاؤں بھاری نہ ہوں۔ میری پنڈلیاں کمزور ہیں میں چھوٹا ہوں لیکن میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں آپ کی مدد کروں گا اسی ایک ٹکڑے میں علیؑ کی پوری حیات ہے مدد کس طرح کروں گا ذرا مجھے سمجھا دیجئے تو پتہ چل جائے گا کہ کیا علیؑ کہہ رہے ہیں کہ میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں آپ کی مدد کروں گا۔ وعدہ کیا نا۔ یعنی میں آپ کی مدد کروں گا علیؑ نے اپنی طرف سے نہیں کہہ دیا۔ غور کررہے ہیں آپ یعنی رسولؐ نے یہ چاہا کہ کوئی میری مدد کرے یعنی پہلے دن پکار لیا کون میری مدد کرے گا آغاز اسلام مدد ہے اور مدد بھی علیؑ کی، پکار کے علیؑ نے کہا میں آپ کی مدد کروں گا تو اب اسلام کی تاریخ صرف مدد نہیں ہے اسلام کی تاریخ یا علیؑ مدد ہے (نعرۂ حیدری) ہم پر الزام ہے۔ یا علیؑ مدد کیوں کہتے ہو اسلام کا آغاز ہو رہا ہے یا علیؑ مدد سے وہاں روکو رسولؐ کو یہ کیا کررہے ہیں آپؐ۔ یا رسولؐ اللہ آپ کو بھی مدد کی ضرورت ہے کیا اللہ پر بھروسہ نہیں ہے۔ پکار کر دعوت ذوالعشیرہ میں کہئے پروردگار اسلام کا آغاز ہے مدد کرے گا اُس سے نہیں کہا یہاں کہہ رہے ہیں کون مدد کرے گا۔ پتہ چلا مدد کرنا اس کا کام نہیں ہے۔ اگر اس کا کام ہوتا تو دعوت ذوالعشیرہ میں کہتے تو مدد کرے گا تو مدد کرتا ہے۔ اللہ کے علاوہ کسی کو مدد کے لیے نہ پکارو تو اس میں علیؑ کی کیا خطا۔ نبیؐ نے پکارا علیؑ نے وعدہ کیا۔ کوئی اور مائی کا لال اُٹھ کر کہتا میں مدد کروں گا۔ تو جس نے نہیں کہا اب اس سے کیا مدد مانگیں۔ جو پیچھے رہ گئے اب ان سے کیا کہیں کہ مدد کیجئے۔ توجہ ہے نہ آپ کی چونکہ وعدہ کیا تھا تو بچّے کے وعدہ پر نبیؐ کو اتنا یقین تھا۔ خیبر میں وہ وقت آیا کہ جب دعوت ذوالعشیرہ کا ربط تھا

اب نبیؐ کو مدد کی ضرورت تھی تو آج رسولؐ نے پکارا پروردگار مدد کر تو اللہ نے جواب بھجوایا۔ اس سے مدد مانگو جس نے وعدہ کیا تھا۔ ناد علیاً مظہر العجائب۔ اگر علیؑ کا وعدہ جھوٹا ہے تو نہیں آئیں گے اور اگر سچا وعدہ ہے تو ضرور آئیں گے یہ بتاؤ خیبر میں علیؑ آئے یا نہیں آئے۔ (صلوٰت)

گذرِ منزلِ تسلیم و رضا مشکل ہے　　سہل ہے عشقِ بشر، عشقِ خدا مشکل ہے

وعدہ آسان ہے، وعدے کی وفا مشکل ہے　　جن کے رُتبے ہیں سوا ان کو سوا مشکل ہے

یہ فقط امر ہوا فاطمہؑ کے جانی سے
مشکلیں جتنی پڑیں کاٹیں وہ آسانی سے

وعدہ کیا ہے بچپن کا وعدہ ہے تو دس برس کی عمر یہ ہے کہ وعدہ ہو جائے اور پچیس برس کی عمر یہ ہے کہ وعدہ وفا ہو جائے۔

اب پتہ چلا کہ دعوت ذوالعشیرہ کے وعدے میں عشق کون سا ہے جو سہل ہے عشقِ بشر عشقِ خدا مشکل ہے۔ یہ وعدہ عشق خدا تھا۔ خدا کو سمجھے وہی جو ان وعدوں کو سمجھے گا۔ وہی اس مدد کو سمجھے گا۔ دس برس کی عمر دعوت ذوالعشیرہ۔ کھیلنے کے دن تھے تو اللہ نے ایسا نہیں کیا کہ جو عمر کھیلنے کی ہے اس میں بڑے بڑے کام علیؑ کے سپرد کر دیئے جاتے۔ توجہ ہے نا آپ کی۔ خطبے دو، بڑے بڑے مسئلے سمجھاؤ، فقہی مسئلے سمجھاؤ، فقہ سمجھاؤ۔ کیوں کریں یہ سب علیؑ۔ یہ تو قرآن آتا جائے گا اس میں سب بیان ہوتا جائے گا۔ میں یہ سب کیوں بیان کروں رسولؐ جو آئے ہیں اسی لئے آئے ہیں یہ ان کا کام ہے۔ میرا کیا کام ہے میرے دن تو کھیل کے ہیں تو اللہ نے کہا بھی نہیں کہ کھیل چھوڑ دو اس لیے کہ علیؑ کا کھیل آج پیغمبرؐ کی سپر بنے گا۔ اس گھر کے بچوں کا کھیل دین بنتا ہے۔ آ جائیں اگر کھیلتے ہوئے پشت پر تو دین ہے۔ دس برس کی عمر میں اگر مکہ کی گلیوں میں کھیل رہے

ہوں۔ کافروں کے لڑکوں کو غلیل سے کھجور کی گٹھلیوں سے تو یہ کھیل نصرتِ دین بن گیا۔ کھیل کے معنی گلی ڈنڈا نہ لے لیجئے گا حالانکہ یہ بھی کھیل تھا پیغمبروں کا گوپھن سے لڑے داؤدؑ یہ بھی کھیل ہے گوپھن میں پتھر رکھ کے پھینکنا غلیل اسی کی نقل ہے۔ حضرت داؤدؑ کی سیرت پڑھیئے پوری جنگیں لڑیں ہیں داؤدؑ نے تلوار سے نہیں گوپھن سے لڑتے تھے۔ یعنی غلیل میں پتھر کا ڈھیلہ رکھا اور کھینچ کے مارا اب جسے لگا وہ گیا، نشانہ ہی ایسا ہوتا تھا۔ وہ دوڑتا رہا کہ ہم اپنے بچوں کو سمجھائیں کہ بِنوَٹ کیا تھا بھئی بنوٹوں کی قسمیں تھیں بچوں کو سمجھانے کیلئے۔ دیکھا تو ہم نے بھی نہیں ہے لیکن سنا ہے اور یوں پڑھا ہے کہ جیسے آنکھ سے دیکھا ہے، جنہیں بِنوَٹ آتی تھی بِنوَٹ میں لاٹھی بھی تھی یوں چلے کہ کوئی قریب نہ آسکے اور جس کے لگ جائے وہ بِنوَٹ بن جائے.....لیکن ایک قسم یہ تھی کہ چھوٹے سے رومال میں پہلے زمانے میں جو پیسے چلتے تھے۔ یاد تو ہونگے آپ کو استعمال کر چکے ہیں بڑا پیسہ تھا اُٹھنی تھی چونی تھی۔ دوّنی تھی اکنی تھی ایک تھا اَدھنّا اور وہ دُوَنّی کا چھوٹا ہوتا تھا۔ حالانکہ دونی مادہ تھی اور اَدھنّا نر تھا۔ لیکن یہ چھوٹا وہ بڑی تھی شکل ایک تو وہ اَدھنّا جو تھا چوکور اسے رومال کے کونے میں باندھ کر گرہ لگا کر اور دوسری طرف سے رومال کو گھمایا جاتا تھا اور وہ جس کے لگ گیا جناب وہ گیا یہ بِنوَٹ کی ایک قسم تھی۔ نکلا وہیں سے ہے حضرت داؤدؑ کے میدان جنگ میں گوپھن سے زبور پڑھ لیجئے گوپھن کا پورا قصہ آپ کو سمجھ میں آجائے گا کہ داؤدؑ کس طرح میدان میں لڑتے تھے۔ داؤدؑ میدان جنگ میں کیا کرتے تھے۔ گفتگو ہے علیؑ میدانِ جنگ میں۔ دس برس کی عمر تک علیؑ کا کھیل یہ تھا کہ ابھی تک علیؑ کو کسی نے تلوار چلاتے نہیں دیکھا تیر و کمان ہاتھ میں نہیں دیکھا دور کی بات ہے سیکھنا۔ کسی نے نہیں دیکھا ہاں یہ سب نے لکھا علیؑ کا نشانہ بہت اچھا تھا۔ اور نشانہ کس چیز کا تھا اگر ایک پتھر بھی کھینچ کے علیؑ نے مار دیا تو نشانہ

چوکتا نہیں تھا۔ یعنی بچپن سے علیؑ کی عادت میں تھا کہ نشانہ کبھی خطا نہ ہو تو تا حیات علیؑ کا نشانہ کبھی خطا نہیں ہوا یہ بھی ایک ریکارڈ ایک ہی انسان کا ہے ہمیں ہسٹری میں کہیں اور دنیا میں نہیں ملتا۔ نہ معلوم کتنوں کے نشانے خطا ہو گئے اور بعض نشانے اگر نہ بھی خطا ہوں یعنی بعض لوگوں کا نشانہ خطا ہو جائے لیکن ہیں نشانے باز تو ان کے لئے اردو میں محاورہ یہی ہے کہ ان کا نشانہ پھر ایسا ہوتا ہے کہ مارو گھٹنا پھوٹے آنکھ تو اب ایسا نشانہ کس کام کا۔ پھر محاورہ آ گیا۔ اناڑی کی بندوق تو ایسوں کو کیوں رسولؐ اللہ بھیج دیتے میدان میں کہ نشانہ ہو گھٹنے کا اور آنکھیں پھوڑ کے آ جائیں اگر علیؑ کو آنکھ پھوڑنی ہے تو آنکھ کا ہی نشانہ لیا اور اگر گھٹنا توڑنا ہے تو پھر گھٹنا ہی ٹوٹا۔ اب یہ بچپن کا کھیل رسولؐ کی سپر بَن گئی ادھر یہ نکلے اور ادھر مکہ کے بچوں کے پتھر چلے نبیؐ پر۔ اگر علیؑ چھوٹا سا نیزہ بھی چلاتے یا ہاتھ میں نیزہ لے لیں دفاع کیلئے تو پورا مکہ یہ کہتا ارے پتھر ہی تو بچے نے چلایا تھا تم نے خنجر چلا دیا۔ تلوار چلا دی پتھر سے کوئی مرتا نہیں ہے۔ ہتھیار سے تو مرتا ہے۔ الزام ظلم کا بنی ہاشمؑ پر آتا۔ تو بتایا پتھر کا جواب بچے کا کھیل بھی ہو جائے۔ ابوطالبؑ کے بچے کی حسرت بھی نکل جائے اور رسولؐ کا دفاع بھی ہو جائے اور یہ تو دُور کی بات تھی کہ جب بچے بھاگے تب مارے پتھر اور اگر پکڑ میں آ گئے تو اب پتھر کی کیا ضرورت دو کو پکڑ لیا سر ٹکرا دیا۔ اب یہ بتایئے مجھے قسم کھا کر علیؑ کی زندگی کے دس برس بیان کرنے ہیں مجھے کیا بیان کروں ابھی تو دس برس کے ہیں نا دعوت ذوالعشیرہ شروع تیرہ برس پھر مکہ میں گذرے ایک ایک لفظ میرا اتنا قیمتی ہے کہ سینے پر لکھ لیجئے اور کسی کے پاس ان لفظوں کے جواب نہیں ملیں گے کتنا ہی بڑا عالم کیوں نہ ہو ایک ایک لفظ کا جواب نہیں لا سکتا تیرہ برس پھر علیؑ کے مکہ میں گذرے ۲۳ برس کے ہو گئے نا جس دن ۲۳ برس کے ہوئے اس دن شب ہجرت ہو گئی ہجرت تک علیؑ کی سوانح حیات بیان کرو علیؑ

کے ۲۳ برس کوئی خطبہ دیا کوئی فقہی مسئلہ سنایا اب تیرہ برس اور سنا دو دعوت ذوالعشیرہ کے دس وہ ہو گئے۔ اب جب بڑے ہو نگے کھیل ختم اب جوان ہو گئے اب جوانی کے تقاضے کچھ اور ہیں اب یہ ۲۳ برس اور علیؑ کی سوانح حیات بیان کر دو اس میں کیا لکھو گے کیا بیان کرو گے مجھے بتایئے نشانے میں ترقی ہو گی پتھر بچپن کا کھیل ہے۔ اب جوانی آئی شباب آیا۔ جوان پتھروں سے نہیں کھیلتے اب جوانوں کے شانوں میں اتنی طاقت آ جاتی ہے کہ پتھر کیا ہیں پتھر ٹھوکروں میں ہیں ہمارے لیے پتھر کیا ہے چٹانیں ٹھوکروں میں ہیں پتھر کی چٹانوں کو جوانیاں روند دیتی ہیں اور جوانی بھی ابوطالبؑ کے لال کی جوانی فاطمہ بنتِ اسدؑ کے شیر کی جوانی تو اب جوانی میں پتھر تو نہیں تو اب کیا پڑھیں سوانح حیات میں۔ کوئی مسئلہ نہیں کوئی علم نہیں ڈھونڈھتے رہو ہاں بس یہی کہ چالیس پہلوان ہیں اور ایک ۲۳ برس کا جوان ہے یہی تو لکھو گے سوانح حیات میں اور کیا لکھو گے اور ان چالیس سے علیؑ نے کوئی علمی گفتگو کی ارے بھئی تبلیغی گفتگو کی ہوتی بھائیو! آپ راستے پر آ جائیں ایمان قبول کریں آپ سب نمائندگی کر رہے ہیں چالیس قبیلوں کی اچھا ہوا آپ سامنے آ گئے اللہ کو مانیئے بتوں کو پوجنا چھوڑ دیجئے ہے کوئی ایسا خطبہ۔ ابھی تبلیغ کا منصب بھی نہیں شروع ہوا تبلیغ کب شروع ہو گی یا ایھا الرسول بلغ۔ بلغ سے پہلے تبلیغ نہیں بلغ کے معنی ہیں تبلیغ یہ آخر کی بات ہے جب علیؑ ۳۲ برس کے ہو نگے تب منصب تبلیغ پر آئیں گے تو چالیس کافروں کو خطبہ نہیں دیں گے۔ کیوں بھئی آپ کیوں پیغمبرؐ کے دشمن ہو گئے ہیں اگر آپ اب تک کی تقریر بہت غور سے سن چکے ہیں تو آپ کو ایک ایک جملہ میں لطف آئے گا۔ یہ وہ جملے ہیں جو موجود ہیں مگر یوں سامنے نہیں آئے۔ کوئی خطبہ نہیں کوئی تقریر نہیں کیوں بتوں کو پوجتے ہو کیوں میرے بھائی کے پیچھے پڑ گئے ہو کیوں اللہ کو نہیں مان رہے ہو مسلمان ہو جاؤ گھر پر جاؤ

سب کو صاحب ایمان بناؤ۔ جوانی کی ادا معلوم ہے آپ کو کیا آپ کو میں سمجھاؤں کہ جوانی کی ادا کیا ہوتی ہے۔ جوانی کی ادا یہ ہے کوئی جوان جا رہا ہو خوبصورت اسمارٹ باڈی بلڈر اور اس سے ذرا پتہ پوچھ لیجئے آپ کو پتہ چل جائے گا جوانی کی ادا۔ ایک بزرگ سے پوچھ لیجئے اور ایک جوان سے دونوں میں فرق ہوگا۔ بزرگ ٹھہر جائیں گے۔ بھیا آپ ایسے جایئے داہنے ہاتھ کو فلاں جگہ ہے اور کسی جوان سے جو اپنی رعنائی میں جا رہا ہو۔ بھائی آپ کو پتہ معلوم ہے۔ ہاں ایسے چلے جایئے۔ اب کیسے سمجھائیں اک ادا ہے شباب کی۔ انھوں نے آ کر شبابِ اسلام سے پوچھا رسولؐ کہاں ہیں۔ کہا میرے حوالے کیا تھا۔ یہ ہے اسلام کی جوانی کی ادا۔ میرے حوالے کیا تھا جہاں ہوں جا کے ڈھونڈ لو۔ دیکھا ابو طالبؑ کے جوان کی ادا۔ اتنی فرصت کہاں ہے کہ خطبہ دے تبلیغ کرے یہ تبلیغ کا وقت ہی نہیں ہے اب کیسی تبلیغ جو تبلیغ کر رہا تھا وہ چلا گیا جب اس کی موجودگی میں مکہ میں تم بات نہیں سمجھے تو تم اس قابل ہی نہیں ہو کہ تمہیں منہ لگایا جائے یعنی جس کو نبیؐ نے منہ نہیں لگایا پھر علیؑ نے بھی اُنھیں منہ نہیں لگایا، وہی تو کہتے ہیں نا کہ علیؑ نے قتل کیوں نہ کر دیا۔ یہ علیؑ پر کیوں اعتراض کہ علیؑ نے قتل کیوں نہ کر دیا۔ تو کردار تو نبیؐ کو بھی معلوم تھا۔ اپنی زندگی میں خود نبیؐ نے کیوں نہ قتل کر دیا؟......کہ جھگڑا چھوڑ گئے۔ یاد رکھنا جو اعتراض علیؑ پر ہوگا وہ ڈائرکٹ (Direct) نبیؐ پر جائیگا۔ یہ فلسفہ ابھی دنیا سمجھی نہیں، علیؑ نے تلوار کیوں نہیں اُٹھائی......؟ تو نبیؐ نے تلوار کیوں نہیں اُٹھائی......علیؑ نے تو وہیں تلوار اُٹھائی جہاں نبیؐ نے اور اللہ نے حکم دیا۔ جہاں منع کر دیا وہاں تلوار نہیں اُٹھائی اور عجیب بات ہے اعتراض کرنے والے۔ کیوں نہیں تلوار اُٹھائی۔ خیبر میں کیا کہا تھا نبیؐ نے کل علم مرد کو دوں گا تو ایک بات تو طے ہوگئی کہ علیؑ رُجل یعنی مرد ہیں اور جو پہلے گئے جو بھی ہوں یہ فیصلہ تاریخ کہہ رہی ہے آپ کریئے،

اور علیؑ سے آپ کہہ رہے ہیں تلوار کیوں نہیں اُٹھائی یعنی نبیؐ نے کہہ دیا رجل تو اب مرد تلوار اُٹھائے ان کے مقابل ۔قیامت ہوگئی عمرو ابنِ عبدود سے لڑنا۔ کہ ابھی پانچ دس برس سے کہا جا رہا ہے کہ کیا کمال کر دیا علیؑ نے اگر عمرو ابنِ عبدود کو مار لیا۔ پچاسی برس کا بوڑھا تھا ایک ۲۳ برس کے جوان نے مار لیا۔ حکم اللہ اور نبیؐ تھا تو پچاسی برس کے بوڑھے سے بھی لڑ لئے تو اب آپ کیا چاہتے ہیں علیؑ تلوار نکالتے تو آپ تاریخ میں لکھتے کہ علیؑ لڑتے ہی کیا تھے بوڑھوں سے لڑا کرتے تھے۔ علیؑ جوانوں سے کہاں لڑے جوان مقابل ہی کہاں آئے کون سا جوان مقابل آیا۔ ۲۳ برس ہو گئے ابھی تک نہ ہمیں کوئی مسئلہ مل رہا ہے نہ کوئی فقہی مسئلہ۔ یہ فقہی مسئلہ بار بار کیوں کہہ رہا ہوں فقہ کب بنی ہے علیؑ ان کا بیٹا حسنؑ پھر بھائی آیا حسینؑ پھر حسینؑ کا بیٹا زین العابدینؑ پھر محمد باقرؑ پھر جعفر صادقؑ کے سو برس ہو گئے علیؑ کے بعد علیؑ کے بعد تو فقہ کب بنی ڈھائی سو برس بعد کا کام علیؑ ڈھائی سو برس پہلے شروع کر دیتے اور اس ڈھائی سو برس کے بعد پھر اس ڈھائی سو برس کے بعد یہ مسئلے تو آج آئے ہیں کہ اگر چاند پر چلے جائیں تو قبلہ کدھر ہو یہ مسئلہ تو آج آیا ہے کہ جہاز پر اگر بیٹھ گئے اور احرام ہم نے باندھ لیا ہے تو بکرا دینا پڑے گا تو یہ مسئلہ علیؑ کیسے سمجھائیں جہاز اور چاند والا کہ اگر ہم بس پہ بیٹھ جائیں احرام باندھ لیں تو بکرا دینا پڑے گا کفارے میں کہ نہیں نہ بسیں چلتی تھیں اس زمانے میں نہ جہاز اُڑتے تھے۔ مسئلہ تو تب پیدا ہونگے فقہ کے جب سائنسی ترقیاں ہوتی جائیں گی، ایک ناقص چیز کو لے کر علیؑ کیوں کھڑے ہو جاتے۔ اس لیے کہ علیؑ کو معلوم تھا کہ میرا آخری بیٹا مہدیؑ (عج) جب آئے گا تو ترقیاں ہو چکی ہوں گی وہ فقہ والوں کو سمجھا لے گا وہ سمجھا لے گا اب چاہے جیسے سمجھائے یعنی یہ بھی زبان سے سمجھ میں نہ آیا مسئلہ، ذوالفقار نکالی اور وہی چالیس جو ہجرت میں تھے وہاں چالیس آئے تو منہ پھیر لیا۔ یہاں

چالیس آئے آپ کیوں آ گئے تلوار نکالی گردنیں اُڑا دیں۔ جب ایسی باتیں ہوتی ہیں تو کچھ لوگ کہتے ہیں گمراہی کی باتیں کرتے ہیں ذکرِ علیؑ کچھ لوگوں کی نظر میں گمراہی ہے یعنی یہ فکر آج تک جاری وساری ہے لیکن میں آپ کو ثبوت دے رہا ہوں علم کا جواب علم ہے۔ بدتہذیبی نہیں لغویات نہیں بے ہودگی نہیں لاکھ چیلنج کر رہا ہوں ۲۳ برس کی عمر میں پہلی بار تلوار کھینچی بدر میں کوئی خطبہ دیا کوئی فقہی مسئلہ کوئی علمی مسئلہ کچھ نہیں احد میں خندق میں خیبر میں حنین میں دس برس گذر گئے کتنے بڑے ہو گئے علیؑ ۳۲ برس کے ۳۳ برس کی عمر میں نہ علیؑ کا کوئی خطبہ نہ کوئی فقہی مسئلہ نہ کوئی علمی مسئلہ وہی ہے خطبہ وہی ہے تبلیغ وہی ہے اسلام وہی ہے دین وہی ہے قرآن وہی ہے نبیؐ وہی ہے اللہ...... کیا؟

''علیؑ میدانِ جنگ میں'' یہی ہے کُل دین، اگر علیؑ کی سوانح حیات بیان کرنا ہے تو ۳۳ برس کی عمر سے غدیرِخم تک سوا جنگوں کے کچھ نہیں اِدھر وفات نبیؐ ہوئی ہے خطبوں پر خطبے مسئلوں پر مسئلے علم پر علم۔ اب ۲۳ برس علم کی باتیں کیں خطبے دیئے مسئلے سنائے کائنات کا کوئی علم نہیں ہے جو ۲۵ برس میں علیؑ نے نہ سنایا ہو۔ ۲۳ برس علیؑ صرف لڑے ۲۵ برس صرف علم صرف علم صرف علم۔ دو برس بڑھا کر پلہ بھاری کیا۔ پلہ علم کا بڑھایا جنگیں ۲۳ برس دفاع رسولؐ میں ہاتھ پاؤں سے خدمت ۲۳ برس۔ علم کا پرچار، تبلیغ، ہر علم پہنچا دیا ۲۵ برس میں۔ مڑ کر علیؑ نے دیکھا اپنی حیات کو میرے جنگی کارناموں میں دو برس گھٹ گئے ہیں اور علم کا میدان ۲۵ کا ہو گیا ہے تو اب دو برس میں تین لڑائیاں پلہ برابر کیا۔ ہر ایک کی سمجھ میں یہ تقریریں نہیں آتیں وہ اسے گمراہی کہتا ہے۔ ایمان کو گمراہی کہتا ہے۔ وہ تین برس ۲۵ برس کے بعد کے یا دو ڈھائی برس صفین جمل نہروان اور وہ مکہ سے حنین تک کے ۲۳ برس اور وہ بدر سے حنین تک دس برس پہلی ہجری سے دس ہجری تک ۷۸ لڑائیاں دس برس میں کہ کل گفتگو کریں گے کہ دنیا کا کوئی ملک مل کے

دس برس میں ۸۷ لڑائیاں لڑسکتا ہے۔ ۵۰ برس میں دو لڑیں تو حالت یہ ہے دس میں ۸۷ لڑیں۔ تو پوچھو رسولؐ اللہ سے کہ ۸۷ آپ نے کیسے لڑلیں بہت بہادر ہیں یا رسولؐ اللہ آپ، خوب تلوار چلائی آپ نے۔ یہ کہیں گے آپ، رسولؐ اللہ سے کہ خوب آپ نے پہلوانوں کو قتل کیا، یا رسولؐ اللہ لشکروں کا مقابلہ آپ نے کیا اپنی اکیلی تلوار سے کیا، ڈانٹ پڑے گی پاگل ہوگیا ہے دیوانہ ہوگیا ہے ۸۷ جنگیں لڑیں ایک شیر کی وجہ سے جس کو اللہ نے اپنا شیر کہا ہے اس شیر کا دم تھا کہ دس برس میں ۸۷ لڑیں جس کی حیات میں ۸۷ لڑائیاں ہوں آپ کہیں کہ علیؑ کی لڑائیاں نہ پڑھوں ایک دو ہوتیں تو چلو ۸۷ غزوات عہدِ رسولؐ میں جمل، صفّین، نہروان، تین یہ اور صفین میں ۱۲ لڑائیاں لڑی ہیں علیؑ نے، کم لوگوں کو معلوم ہے یہ بات صفین ایک سال لڑی ایک ہی میدان جنگ میں ایک سال تک علیؑ میدانِ جنگ میں کھڑے رہے، ہے کائنات میں کوئی جو ایک سال تک ایک میدان میں ٹھہرا ہو۔ ۱۲ لڑائیاں لڑی ہوں۔ صرف ۱۷ لڑائیاں تو لیلۃ الہریر کی ہیں اب کیا سمجھاؤں لیلۃ الہریر۔ لیلہ کہتے ہیں رات کو ہریر کہتے ہیں کتے کے بھونکنے کو۔ ہر جانور کی ہر حالت کا لفظ الگ الگ ہے۔ یعنی اونٹ جب بھوکا ہوگا تو کیسے بولے گا اس کا لفظ عربی میں الگ ہے اونٹ اپنے مالک سے کچھ کہے گا تو اس کا لفظ الگ ہے ان سارے لفظوں میں کبھی کبھی اونٹ مستی میں جب آتا ہے تو ایک ایسی آواز نکالتا ہے جو کبھی کبھی نکالتا ہے۔ اور وہ اتنی خوشگوار آواز ہوتی ہے کہ لوگوں کو اچھی لگتی ہے اس کو عربی میں کہتے ہیں شقشقیہ، علیؑ خطبہ دے رہے تھے منبر پر کہ بعد نبی کیا ہوا پھر کیا ہوا پھر کیا ہوا پھر کیا ہوا کہ ایک بدتمیز اُٹھا بیچ سے اور علیؑ سے کوئی مسئلہ پوچھا فقہی اِدھر پوچھا اُدھر خطبہ رُکا وہ تو مسئلہ پوچھ کے چلا گیا شیطان۔ ابنِ عباس نے کہا جہاں سے چھوڑا تھا وہیں سے شروع کیجئے کہا وہ تو شقشقیہ تھا اس لیے اس خطبہ کو کہتے ہیں

''خطبہ شقشقیہ''، کہا اب اس کے آگے کچھ بیان نہیں ہوسکتا ادھورا رہ گیا خطبہ مسئلہ پوچھنے سے۔نہیں سمجھے مسئلے اس لئے تو بیان کروتا کہ تقریریں تو رک جائیں۔فقہ نے ہمیشہ معصومینؑ کی تقریر کو روکا ہے،سید سجادؑ بول رہے تھے مؤذن اذان دے رہا تھا۔فقہ دشمن ہے معصومینؑ کی۔ان جملوں کولوگ کہتے ہیں گمراہی تو جواب تم دے دو کیا سید سجادؑ کا خطبہ نہیں روکا گیا تھا اذان دے کر۔یہ نئی بات نہیں ہوئی تھی پہلے بھی ہو چکا تھا کئی بار ہوا۔علیؑ لڑ رہے ہیں میدان جنگ میں مقابل میں قرآن آ گیا۔ارے یہ سیاستیں ہیں کن باتوں میں پھنسے ہوئے ہو۔اور اتنا یقین ہے۔یا علیؑ لڑائی بند کر دیجئے قرآن آ گیا اور علیؑ کیا کہہ رہے ہیں ارے کم بختوں یہ قرآن نہیں ہے یہ نیزوں پر اینٹیں بلند ہیں۔ جزدانوں میں پتھر بھر کے باندھے گئے ہیں۔قرآن نہیں ہے۔اس دور میں تاج کمپنی نہیں قائم ہوئی تھی قرآن آتے کہاں سے اتنی تعداد میں۔پریس ایجاد نہیں ہوا تھا اس زمانے میں قرآن نہیں چھپتا تھا۔ہاتھوں سے لکھے جاتے تھے۔کتنے تھے کاتب،کاتب تو ایک ہی تھا اب پتہ چلا کاتب قرآن لکھتا تھا۔نیزوں پر اُٹھانے کیلئے۔تلاوت نہیں معنی نہیں مفہوم نہیں۔نیزوں پر اُٹھائے ہوئے ہیں۔بہر حال یہ پتہ چل گیا کہ کبھی کبھی قرآن کو بھی سپر بنا کر شکست کا اعلان ہوا ہے۔اب عنوانات سن لیجئے معجزات میدانِ جنگ میں، علمی مسائل میدانِ جنگ میں، خطبات میدانِ جنگ میں، بنی ہاشمؑ کے شجرے میدانِ جنگ میں، ابو طالبؑ کے ایمان کا اعلان میدانِ جنگ میں، رسولؐ کی حدیثیں میدانِ جنگ میں، آسمان سے آیتوں کا اُترنا میدانِ جنگ میں، ذوالفقار کا عرش سے آنا میدانِ جنگ میں، فرشتوں کا آسمان سے اُترنا میدانِ جنگ میں، فرشتے کہاں اُترے کئی ہزار فرشتے کہاں اُترے حجروں میں۔بدر میں آئے حنین میں آئے بھئی قرآن جو بتائے گا میدان کے حالات وہ بات ہوگی اِدھر اُدھر کی روہانکی نہیں

جائے گی سب سے بڑا مسئلہ کیا ہے میدانِ جنگ کا دنیا کی ہر فوج کو کئی برس تک میدانِ جنگ میں بھیجنے سے پہلے۔ سب سے بڑا مسئلہ جس پر گفتگو ہوگی آپ شاید یہی سمجھ رہے تھے کہ میں علیؑ کو لڑواؤں گا دس دن۔ وہ بھی ہوگا جب لڑائی شروع ہوگی تو وہ بھی ہوگا کیا آپ یہ سمجھ رہے ہیں کہ علیؑ کیا چار پانچ گھنٹے لڑتے تھے۔ منٹوں میں فیصلہ تلوار کھینچی فیصلہ۔ کیا کوئی چار پانچ گھنٹہ میں عمرو ابنِ عبدود کو مارا تھا۔ سکنڈوں کی باتیں ہیں۔ پلک جھپکنے کی:-

مرحب کا قتل بھی کوئی خیبر میں قتل تھا
پھینکا تھا ذوالفقار کا صدقہ اُتار کے

لیجئے خیبر ختم ایک گھنٹے کیا پڑھیں یہی پڑھنا ہے کہ میدانِ جنگ میں علیؑ نے کائنات کے وہ بڑے بڑے کام کیے کہ آج تک کوئی جنگ کا سورما وہ کام نہیں کر سکا اس لیے کہ میدانِ جنگ صرف لڑنے کے لیے ہوتا ہے لیکن علیؑ نے بتایا کہ میدانِ جنگ علیؑ بنا رہا ہے میدانِ جنگ کو توحید کا مرکز عدل کا مرکز نبوت کا مرکز امامت کا مرکز قیامت کا مرکز علیؑ میدانِ جنگ کو مرکز بنا رہا ہے، نماز برستے تیروں میں صفین کے میدان میں، علیؑ میدانِ جنگ میں جو جو کریں گے وہ وہ آئے گا میدانِ جنگ میں اگر نماز پڑھا رہے ہیں تو نماز اور اگر حج کی باتیں ہیں تو وہ جہاد کی باتیں ہیں تو وہ خمس کی باتیں ہیں تو وہ زکوٰۃ کی باتیں ہیں تو وہ آپ کیا سمجھ رہے ہیں میدانِ جنگ میں کیا باتیں نہیں ہوئیں اور اگر تولاّ اور تبرّا میدانِ جنگ میں یہ بھی دونوں چیزیں ہوئیں ہیں تو ان کا بھی ذکر ہوگا جتنی فقہ بیان ہوئی ہے وہ بھی بیان کر دیں گے لیکن کہاں کب بدر میں نہیں احد میں خندق میں نہیں خیبر میں نہیں اب مالک ہیں فقہ کے اب مٹھی میں ہے علیؑ کے ہے اب بیان کریں گے صفین میں جمل میں نہروان میں تو اب ۷ لڑائیاں لیلۃ الہریر کی ہیں،

ہریر سردیوں میں سردی کے خوف سے جو کتے مل کر بھونکتے ہیں (ہندوستان میں کہتے ہیں کارتک کے کتے بھونک رہے ہیں) سردی کے مہینے کا نام ہے کارتک ہندی میں کہتے ہیں، تولیلۃ الہریر وہ راتیں جن راتوں میں کتے بھونک رہے تھے پتہ ہے کیوں یہ لڑائیاں لیلۃ الہریر ہوگئیں اس لیے کہ پوری رات علیؑ نے دونوں ہاتھوں سے تلوار چلائی۔ اور یوں لڑے کہ دولاکھ کے لشکر پر جب حملہ کرتے تھے علیؑ ۶۳ برس کی عمر میں تو دشمن کا لشکر کتوّں کی طرح سے بھونکتا تھا۔ اس لیے اس لڑائی کا نام پڑ گیا لیلۃ الہریر جس رات علیؑ کی تلوار سے ڈر کر کتے بھونک رہے تھے اب سمجھ میں آیا کہ انسان بھی کتوّں کی طرح بھونکتے ہیں۔ بدر سے حنین تک دونوں ہاتھ سے تلوار نہیں چلائی صفین میں چلائی کیوں۔ بس کافی تھا ایک ہاتھ ۶۳ برس کی عمر میں یہ نہ سمجھ لینا میں بوڑھا ہوگیا تھا۔ جوانی تو اب آئی ہے۔ کسی حاکم نے اپنے بہادر جرار وکرار کا خیال اس طرح سے نہ رکھا ہوگا۔ جیسے نبیؐ نے رکھا خود صحیح ہے نعلین کے تسمیں لگے ہیں کمر کسی ہوئی ہے تلوار کی دھار صحیح ہے۔ سراپا پر نظر ہر ایک بات پر نبیؐ کی نگاہ۔ اس لیے کہ جب بھیجتے تھے تو اپنی نظر میں ہر بات کا خیال رکھتے، واپس آئیں تو سراپا پہ نظر کہیں زخم تو نہیں آیا۔ ایسے اپنے کسی سپاہی پر کسی کو ناز ہو کہ بھیجیں تو حدیثوں کے ساتھ واپس آئیں تو جلدی سے حدیثیں کہہ دیں کہ کسی کی نظر نہ لگ جائے، قوت بازو کو کہ جھومتے ہوئے آئیں تو کوئی بولنے نہ پائے۔ ہم یہ بتائیں گے کہ میدانِ جنگ میں کیا خدمت ہوئی دین کی اور علیؑ نے میدانِ جنگ میں کیا کارنامے کئے تو یہ علیؑ کے کارنامے ہیں اور ایسے کارنامے کہ کسی نے میدانِ جنگ میں کبھی یہ خدمات انجام نہیں دیں ہر ملک کے آرمی میں ڈسپلن میدانِ جنگ میں بھیجنے سے پہلے ڈسپلن سکھایا جاتا ہے تنظیم اور آدابِ جنگ علیؑ نے میدانِ جنگ میں کھڑے ہو کے میدانِ جنگ میں بتلائے اور جو آدابِ جنگ بتلا دیئے آج

وہی اسلامی ملکوں کا ڈسپلن بن گیا، پورا ڈسپلن مالک اشتر کو لکھوا دیا۔ آج پاکستانی آرمی کو وہی سبق پڑھایا جاتا ہے جب میدانِ جنگ میں جنگی تیاری ہوتی ہے۔ تو علیؑ کا وہ خطبہ تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ ہر سپاہی کو اسے پڑھاؤ کہ آداب جنگ کیا ہیں تو جو علیؑ نے آداب جنگ بتائے تھے۔ بال برابر بھی اس میں کوئی فرق نہیں کیا اولاد نے، یونہی حسینؑ لڑے میدانِ جنگ میں، پہلا اصول حملہ پہلا ہمارا نہیں ہوگا۔ آسان ہے ایک اصول بنا دینا کہ ہر سپاہی سے علیؑ کہتے کہ ہم پہلا وار نہیں کریں گے مرحب تو پہلا وار کر عمرو ابنِ عبدِود تو پہلا وار کر، مطلب سمجھے آپ، آج لڑائیوں کے فیصلہ کا دارومدار یہ ہے کہ جارح کون ہے پہلے کس نے حملہ کیا جو پہلے حملہ کرتا ہو وہی مجرم قرار دیا جاتا ہے۔ یہ علیؑ نے اصولِ بنا کر دے دیا کہ ہم پہلا حملہ نہیں کرتے اور یوں مجبور ہو جاتا ہے دشمن کہ ہمیشہ پہلا حملہ اہلِ بیتؑ پر دشمنوں نے کیا۔ تیر اس نے پھینکا یہ کہہ کر گواہ رہنا تم سب کہ حسینؑ کی طرف پہلا تیر عمر سعد پھینک رہا ہے۔ تو اس کی تاسی میں کئی ہزار تیر میدان جنگ سے چلے۔ حسینؑ بھی میدانِ جنگ میں۔ حسینؑ کی بھی کل سوانح حیات میدانِ جنگ اور اس سے قیمتی جملہ آنے والے کی کل سوانح حیات میدانِ جنگ میں۔ اب بچا کیا پہلا علیؑ اور آخری علیؑ اور جب تلوار کھینچیں گے پہلے حملہ میں ستر ہزار یہودیوں کو قتل کریں گے۔ یہودی میں نے کہا ہے حدیث میں نہیں لکھا یہودی حدیث میں لکھا ہے کیا پڑھوں۔ قاتلان حسینؑ سے ستر ہزار کو قتل کریں گے۔ تو جملے یہ ہیں کہ ستر ہزار کو قتل کر کے ذوالفقار کو روک لیں گے۔ تو کہتے ہیں کہ ایسے میں جناب فاطمہؑ کی آواز آئے گی۔ میرے لال تلوار کیوں روک لی اور جب دادی کہیں گی تو تلوار پھر نیام سے نکلے گی اور پھر جو چلے گی تو رکے گی نہیں جب تک ایک ایک قاتل حسینؑ قتل نہ ہو جائے گا۔ اور جب سارے قاتلانِ حسینؑ قتل ہو جائیں گے تو اللہ ان سارے قاتلانِ حسینؑ کو قبروں

سے زندہ کرے گا یعنی جو مر چکے ہیں پھر ذوالفقار اُٹھے گی ابھی خونِ حسینؑ کا انتقام پورا نہیں ہوا۔ اب سمجھے آپ کہ آنے والا ابھی میدانِ جنگ میں ہے کربلا بھی میدان جنگ۔ یہ سب میدانِ جنگ بدر سے لے کر حنین تک جمل سے لے کر نہروان تک کربلا سے لے کر میدانِ جنگ مہدیؑ (عج) کا سب میدانِ جنگ، لیکن ہر سب دفاع میں تلوار لئے ہوئے ہیں علیؑ بھی دفاع میں تلوار لئے ہوئے۔ حسینؑ بھی دفاع میں تلوار لئے ہوئے میدانِ جنگ میں لیکن ایک ایسا سپاہی میدان جنگ میں آیا کہ جس کے ہاتھ میں تلوار نہیں وہ تلوار کیسے لے اس لیے کہ ہاتھ تو بندھے ہوئے ہیں۔ اور اس کا میدانِ جنگ کوفہ سے لے کر شام تک اور پھر سب سے بڑا میدانِ جنگ یزید (لعن) کا دربار اور اس کا جہاد اور جہاد اس لیے مشکل ہو گیا کہ بدر میں علیؑ لڑے اور نبیؐ موجود ہیں۔ سرپرستی کیلئے احد میں علیؑ لڑے نبیؐ کو بچانے کیلئے خندق وخیبر میں لڑے اسلام کو بچانے کیلئے حنین میں لڑے دین کو بچانے کیلئے جمل میں صفین میں نہروان میں لڑے حقیقی اسلام کو دکھانے کیلئے۔ کربلا میں حسینؑ لڑے دین کے دشمنوں کو پہچنوانے کیلئے مہدیؑ (عج) لڑیں گے کفر اور باطل کو دنیا سے ختم کرنے کیلئے۔ یہ ہے کُل میدان جنگ اسلام کا میدان جنگ لیکن شجاعت سے لڑائیاں اس لیے کامیاب ہو گئیں کہ بدر میں احد اور خندق وخیبر میں نبیؐ کی گھر کی عورتیں نہیں آئیں تھیں۔ جمل میں صفین ونہروان میں خاندان عصمت کی عورتیں نہیں آئیں تھیں۔ مہدیؑ (عج) لڑیں گے تو مہدیؑ (عج) کے گھر کی عورتیں نہیں آئیں گی لیکن یہ علیؑ زین العابدین لڑا اس کا جہاد مشکل اس لیے ہو گیا کہ کوفہ کے دربار میں داخلہ تھا اور کہنے والا کہہ رہا تھا کہ کیا یہ شان ہے بنی ہاشمؑ کی جیسے آپ آرہے ہیں سر کو جھکائے ہوئے شرم کے ساتھ۔ ارے ابھی چند مہینے پہلے آپ کا چچا آیا تھا دربار میں مسلمؑ تو یوں دربار میں آئے تھے سینہ تانے ہوئے کسی کو جھڑک دیا کسی

کو ڈانٹ دیا۔ شجاعت کے ساتھ دربار میں داخل ہوئے جبکہ ہاتھ بندھے ہوئے تھے۔ پھر بھی شجاعت کے ساتھ آئے آپ سر کو جھکائے ہوئے شرمندگی سے آرہے ہیں سیّد سجادؑ نے کہا تو نے انصاف نہیں کیا، مسلمؑ دربار میں آئے تھے تو ماں بہنیں ساتھ میں نہیں تھیں، کیا تو دیکھ نہیں رہا کہ پھوپھیاں برہنہ سر، بہنیں ننگے سر، مائیں ننگے سر۔ اتنا بڑا جہاد ہے قیامت کا جہاد ہے۔ کوفہ کا دربار جسوقت داخلہ ہو رہا تھا۔ سوانح حیات میں زینب کبریٰ کے یہ لکھا ہے کہ بے اختیار کہا تھا بیٹا اس کے دربار میں داخلہ ہے جو زبان کا بدتہذیب ہے۔ بیٹا میں جانتی ہوں کہ ابنِ زیاد (لعن) کی زبان بہت خراب ہے۔ زینبؑ کے اس جملے کو آسان نہ سمجھئے قیامت تھی ابنِ زیاد (لعن) کے دربار میں اہلِ حرم کا آنا اور وہی ہوا جب اُس نے پوچھا شمر ملعون سے یہ کون ہے اور شمر ملعون نے اُنگلی اُٹھا کے بتانا شروع کیا، یہ اُمّ فروہؑ، یہ اُمّ لیلیٰؑ، یہ زوجہ عباسؑ، یہ زوجہ مسلمؑ تعارف کروا رہا ہے۔ اتنے میں ابنِ زیاد ملعون بولا علیؑ کی بڑی بیٹی کہاں ہے شمر ملعون نے اشارہ کیا وہ دیکھ ساری عورتوں اور کنیزوں نے اس کو چاروں طرف سے گھیرا ہوا ہے۔ یہ علیؑ کی بڑی بیٹی زینبؑ ہے، کہنے لگا ابن زیاد ملعون میں زینبؑ سے باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ سب کو ہٹاؤ۔ شمر ملعون ایک بار تازیانہ لے کر بڑھا بی بیاں ہٹیں مگر ایک عورت زینبؑ کے سامنے ڈٹی ہوئی تھی۔ میں نہیں ہٹوں گی ایک بار شمر ملعون تازیانہ لے کر بڑھا ابنِ زیاد ملعون کی پشت پر حبشی غلام کھڑے ہوتے تھے کنیز نے اُٹھ کر کہا کیا ہو گیا غیرت کو، تمہاری قوم کی عورت پر تازیانہ اُٹھ رہا ہے۔ یہ سننا تھا کہ کئی سو تلواریں کھینچی خبردار میری قوم کی عورت پر تازیانہ نہ اُٹھے اک بار زینبؑ نے نجف کا رُخ کیا یا علیؑ ایک کنیز کو بچانے کیلئے اتنے حبشی مسلمان ارے علیؑ کی بیٹی نبیؐ کی نواسی دربار میں آ گئی اور کوئی بچانے والا نہیں۔

---

# دوسری مجلس

بِسْمِ اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

ساری تعریف اللہ کے لیے درود اور سلام محمدؐ و آلِ محمدؐ کے لیے

۱۴۱۹ھ دوسری تقریر آپ حضرات سماعت فرما رہے ہیں ''حضرت علیؑ میدانِ جنگ میں'' اس عنوان پر کل ہم تمہیدی گفتگو کر چکے۔ ایسا بھی نہیں کہ ان کی پوری زندگی میدانِ جنگ میں گذر گئی ہو لیکن یہ طے ہے کہ زندگی کا ایک حصہ صرف میدان جنگ ہے علیؑ کی جوانی اور میدانِ جنگ۔ خود کہا نہج البلاغہ میں۔ کہ ابو طالبؑ کا بیٹا موت سے یوں مانوس ہے جیسے بچہ شیر مادر سے مانوس ہو۔ جب موت کا خوف نہ رہا تو اب میدانِ جنگ میں کس بات کا خوف۔ پھر فرماتے ہیں۔ ابھی میں بچہ ہی تھا کہ میں نے قبیلۂ مُضر و ربیعہ کے بڑے بڑے سورماؤں کی ہڈیوں کا سُرمہ بنا دیا۔ میں نے ان کے سینے چاک کئے اس مقامِ فخر پر عرب کا کوئی اسلامی کوئی مسلمان ابھی تک نہیں آیا یہ فخر صرف علیؑ کے لیے کہ جو علیؑ کے مقابل آیا ہے وہ کبھی بچ نہ سکا اس کو علیؑ کی نظر نے جانچ لیا کہ یہ میرا شکار ہے۔ پریشان تھے عرب والے کہ ہزاروں میں سے ایک کو چھانٹ کر مار دیں سب کی تلواریں چلتیں تو گاجر مولی کی طرح جسے چاہا مار دیا لیکن علیؑ کے لیے مشہور ہے کہ صرف اُس کو قتل کرتے تھے جس کے شر اور فتنہ نے نبیؐ کو پریشان کیا تھا اور اسلام کو کمزور کرنے کی سازش کی تھی اور جو قوت میں کسی طرح کم نہ تھا۔ اگر ذرا سی بھی کمزوری ان کی شجاعت میں ہوتی تو علیؑ منہ پھیر لیتے۔ اب یہ نہ کہے کوئی تاریخ میں کہ بعد پیغمبرؐ تلوار کیوں نہ اُٹھائی۔ کوئی سُورما ہوتا کوئی بہادر ہوتا تو علیؑ تلوار اُٹھاتے، اور یہ

علیؑ کی عادت تھی کہ کبھی کسی پر تلوار نہیں اُٹھائی جب تک کہ وہ مقابل آنہ گیا اور اس نے رجز نہ پڑھ لیا اور جب تک کہ پہلا وار نہ کر لیا۔ علیؑ نے کبھی اس پر وار نہیں کیا تو علیؑ کی زندگی کے اصول میں میدانِ جنگ میں پہلے علیؑ کی حیات کے اس پہلو کو دنیا سمجھے کہ میدانِ جنگ میں علیؑ کیا ہیں۔ پھر اعتراضات کرے اور یہ سمجھنا ہر ایک کے بس کی بات نہیں بس یہی سنا کہ بڑے بہادر تھے مولاؑ خوب لڑتے تھے۔ ارے گنتی کے تو پہلوان علیؑ نے مارے ہیں۔ کوئی ہزاروں تو مارے نہیں لیکن جتنے بھی مارے وہ کفر کے ستون اور شرک کے ہمالیہ پہاڑ تھے۔ یعنی کوئی ایسا نہیں مارا علیؑ نے کہ جو ہزار پہلوانوں پر بھاری نہ ہو۔ ایسوں کو علیؑ نے قتل کیا جو فتنے کے ماہر تھے جن کے گھر سے شر نکلا تھا۔ اور جن کو چھوڑ دیا کہ جو شر بھی ہیں اسلام کے لئے خطرناک بھی ہیں فتنے بھی ہیں اور پھر چھوڑ دیا نہیں مارا تو یہ سوچ کر چھوڑ دیا کہ ساتویں پشت میں آٹھویں پشت میں ایسا آئیگا جو علیؑ کا غلام بنے گا۔ علیؑ کے اصول تھے میدانِ جنگ میں تلوار یوں نہیں چلائی کہ کھیت کاٹ دیئے شجروں کو دیکھا ہے۔ جہاں شجروں کو دیکھا ہے وہاں زندگی کا شجر بھی نہیں کاٹا۔ شجرہ وہی دیکھتا ہے کہ جو دیکھے کہ پردے کے پیچھے کیا ہے جو دیکھے کہ کیا ہو چکا ہے جو دیکھے کہ کیا ہو رہا ہے جو دیکھے کہ کیا ہونے والا ہے۔ علیؑ میدانِ جنگ میں جوش میں نہیں آتے تھے۔ ہوش میں آتے تھے، علیؑ کا میدانِ جنگ وہ میدانِ جنگ ہے کہ کسی بہادر کے میدانِ جنگ کا اس سے موازنہ نہیں ہوسکتا اور عرب میں تو کوئی گذرا ہی نہیں، عرب میں تو آپ کسی کا نام لے ہی نہیں سکتے کہ جس کا نام ہم علیؑ کے مقابل رکھ سکیں۔ اس منزل پر کوئی ٹھہرتا ہی نہیں کوئی نام ایسا نہیں نہ تاریخ نے پیش کیا نہ حدیث میں آیا۔ اپنوں نے نہ غیروں نے کبھی ایسی جسارت ہی نہیں کی کہ کہتے نہیں یہ بھی علیؑ جیسے بہادر تھے۔ یا ۱۹، ۲۰ کا فرق تھا کچھ علیؑ سے کمتر۔ نہیں بس علیؑ ہی اسلام کی میزانِ شجاعت ہے

میدانِ جنگ میں، اگر ایسا نہ ہوتا تو اسلامی مملکت میں سب سے بڑی شجاعت پر سب سے بڑا ایوارڈ ''نشانِ حیدرؑ'' نہ ہوتا کسی اور کا نشان ہوتا۔ اور نشان اس کا ہی ہوگا جو اپنے نشان چھوڑ جائے، بے نشانوں کا نشان نہیں ہوتا ان کی نہ قبروں کا نشان نہ شجروں کا نشان نہ گھر کا نشان نہ اولاد کا نشان نہ حکومتوں کا نشان نہ نام ونشان۔ (صلوٰۃ)

کون ہے جو اس منزل پر ٹھہرے یہ فخر صرف علیؑ کو حاصل ہے کہ علیؑ یہ کہیں کہ اسلام میں سب سے پہلے کفار کے مقابل جس نے تلوار کھینچی وہ میں ہوں یعنی اسلام کا پہلا سپاہی جس نے کفار کے مقابل سب سے پہلے تلوار کھینچی یہ ہماری حدیث نہیں یہ صحیح بخاری کا بیان ہے اور پھر اس کو قرآن کی آیت کے ذیل میں ہر مفسّر نے لکھا کہ سب سے پہلے جس نے کُفر کے مقابل تلوار اُٹھائی اُس کا نام علیؑ ہے اور عجیب بات یہ ہے کہ علیؑ کی ضربتوں پر ہی حیاتِ پیغمبرؐ کے غزوات بھی ختم ہو گئے حنین کے بعد پھر کوئی لڑائی نہیں ہوئی کہ علیؑ کے بعد پھر کوئی اور لڑتا اور جب یہ باب بند ہو گیا تو ۲۵ برس کی علیؑ کی خاموشی میں جو لڑائیاں ہوئیں ان کو جہاد نہیں کہتے، قرآن نے دو فکریں دی ہیں اللہ کی راہ میں جہاد کرو اللہ کی راہ میں قتال کرو جہاد اور ہے قتال اور ہے قتال تو صاف ہے کہ قتال کرو جہاد اپنے وسیع مفہوم میں پھیلتا جاتا ہے جہاد کرو تلوار سے تو جہاد بالسیف ہے، جہاد کرو اپنے نفس کے ساتھ تو جہاد بالنفس ہے، جہاد کرو اپنے مال سے تو جہاد باالاموال ہے، جہاد کرو قلم سے تو جہاد بالقلم ہے، جہاد کرو زبان سے تو جہاد باللّسان ہے، یعنی جہاد کی قِسمیں ہیں تو علیؑ نے کسی قِسم کو قسم کھا کر ہاتھ سے جانے نہیں دیا کوئی جہاد ایسا نہیں جو علیؑ نے نہیں لیا اور ہر جہاد کی قِسم میدانِ جنگ میں موجود۔ نفس سے جنگ ہو تو اسی میدانِ جنگ میں، قلم سے جنگ ہو تو اسی میدانِ جنگ میں اور اگر مال کا جہاد ہو تو اسی میدانِ جنگ میں تو علیؑ کی جنگوں کی قِسمیں کون بیان کرے زبان تھک جائے آپ

صرف یہی سمجھے کہ تلوار چلی قلم نہیں، قلم بھی چلا مال بھی دیا نفس سے جہاد بھی کیا اور نفس
سے جہاد جہادِ اکبر ہے۔ قرآن نے اسے جہاد کبیر کہا ہے تلوار کا جہاد اصغر ہے نفس کا
جہاد جہادِ اکبر ہے۔ علیؑ جہاد اکبر کیسے چھوڑ دیتے یہ مشکل منزل ہے لیکن علیؑ نے یہ جہاد
بھی میدانِ جنگ میں کیا نفس بیچ میں آ گیا لڑائی فتح ہو چکی تھی۔ پہلوان ہاتھ میں آ گیا
تھا اس کا سر کاٹنے میں دیر کیا تھی کہ نفس بیچ میں آ گیا اس لیے کہ اس نے علیؑ کے منہ پر
تھوک دیا تھا تھا، نفس بیچ میں آ گیا جب نفس بیچ میں آ گیا تو تلوار رک گئی سینے سے اُتر
گئے ایسا اطمینان ہو نفس کا اطمینان تبھی تو اس کو نفسِ مطمئنہ کہتے ہیں گھبراہٹ نہیں بلکہ
تلوار لے کر ٹہلنے لگے شکار ادھر سامنے ہے اور یہ ٹہل رہے ہیں اور وہ کہتا ہے کہ اے
شجاعوں کے شہباز اے میدانِ جنگ کے شاہین پروں کو کیوں سمیٹ لیا کیوں نہیں مجھے
قتل کرتا علیؑ کا مقتول جلدی چاہتا ہے کہ علیؑ مجھے قتل کریں اس لیے کہ اب جینا نہیں چاہتا
تھا۔ عرب کا سب سے بڑا پہلوان ٹانگیں کٹ چکیں اب جینے سے کیا فائدہ اور ایسے
وقت میں علیؑ چھوڑ کر عمرو ابن عبدود کو ہٹ گئے۔ کہا تو نے لعاب دہن میرے منہ پر پھینکا
اگر میں قتل کر دیتا تو میرا غصہ شامل ہو جاتا میں اپنے نفس کے لئے نہیں لڑ رہا ہوں میں
اللہ کے لئے جہاد کرتا ہوں، اس کی راہ میں میرا غصّہ شامل ہو جاتا۔ جب میرا غصہ ختم
ہو جائے گا پھر تجھے قتل کروں گا، تاکہ انتقامی کارروائی نہ ہو جائے تیرا سر کاٹوں گا اس
کے لئے اللہ کی بارگاہ کی نذر کیلئے اس نے کہا سر کٹنے سے پہلے مجھے برہنہ نہ کرنا یہ عرب
کی لڑائی کا دستور تھا میدان جنگ میں کہ جسے زیادہ ذلیل ورسوا کرنا ہوتا تھا اس کی زرہ
بکتر اس کے کمر کا پٹکا اس کا عمامہ اس کی زرہ سب اُتار لیتے تھے اور اُتار کے فاتح اپنے
ساتھ لے جاتا تھا اس نے کہا علیؑ مجھے برہنہ نہ کرنا۔ کہا میرے لئے مشکل بھی نہیں
ہے۔ اب امانت کی زبان کون سمجھے اور کون سمجھائے کہا ہمارے لیے مشکل بھی نہیں ہے

اور سر لے کر چلے آئے لوگوں نے کہا زرہ چھوڑ دی۔ تین ہزار کی تو اس کی زرہ تھی عرب میں ایسی زرہ کہاں ملتی کہا علیؑ مُردوں کا مال نہیں کھاتا۔ اخلاقیات کا درس ہے۔ میدانِ جنگ میں۔ عمرو ابنِ عبدود کے ساتھیوں نے شام کو علیؑ سے کہلوایا ایک ہزار دینار لے لو اور عمرو کی لاش دے دو۔ پہلوان کے ساتھیوں نے علیؑ سے کہلوایا کہ ایک ہزار دینار لے لو اور ہمارے ساتھی کی لاش ہمیں دے دو۔ جملہ سنیئے گا آپ نے فرمایا علیؑ لاشوں کا کاروبار نہیں کرتا۔ علیؑ لاش کی سیاست نہیں کرتا۔ علیؑ میت کی قیمت وصول نہیں کرتا۔ اس کے بعد کا جملہ ہے۔ جاؤ لے جاؤ اُٹھا کر اس کافر کی لاش میدانِ جنگ سے، ایک لاش ہے ایک لاش اور علیؑ کے سیرت کو لاش دکھلا رہی ہے۔ اب بہن آئی عمرو کی بہن لاش پر کھڑی ہوئی عرب کا دستور تھا کہ سر کے بال کھول کر مقتول کا ماتم عورتیں کرتی تھیں۔ روتی تھیں چیختی تھیں میدانِ جنگ میں لیکن جب کافر کی بہن سرہانے آ کر بھائی کے کھڑی ہوئی تو مخاطب کر کے بھائی کو کہا میں روتی تجھے خوب ماتم کرتی لیکن میں نہ ماتم کروں گی نہ رووٗں کی تیری لاش پر اس لیے کہ تجھے جس نے قتل کیا وہ جوان سخی تھا۔ تو جس کے ہاتھ سے قتل ہوا ہے وہ عرب کا سخی ترین ہے اے بھائی نہ تیرے کپڑے چھینے نہ زرہ اُتاری اس لیے میں تیرا ماتم کیوں کروں۔ اب سمجھ میں آیا قتل پر صرف ماتم نہیں ہوتا یعنی قاتل کی ذہنیت پر بھی ماتم ہوتا ہے۔ ایک ماتم ہوتا ہے۔ ایک ماتم وہ بھی ہے۔ میدانِ جنگ میں حیاتِ پیغمبرؐ تک علیؑ نے نہ کوئی خطبہ دیا نہ کچھ بولے نہ کچھ کہا کردار سے میدانِ جنگ کی تاریخ لکھوا رہے ہیں یہ تو عین شباب تھا اور وہ آغاز ہے حیرت یہ ہے کہ کسی مورخ نے نہ بتایا کہ پہلی تلوار بدر میں کھینچی اور پھر ۸۷ غزوات میں لڑے اور خوب لڑے اور ایسے ایسے وار سے لڑے کہ جو وار عرب میں کسی کو نہیں آتا تھا علیؑ کے تین وار مشہور تھے ایک طول کا وار تھا ایک عرض کا وار تھا ایک سیفی کا وار تھا۔ عرب میں یہ وار

کسی کو نہیں آتے تھے جسے نظر میں بھانپ لیا وہ بچ کے جا نہیں سکتا ایک وار میں مارتے تھے دو وار میں نہیں مارتے تھے۔ مقابل میں وار کرنے والا دس دس وار کرتا تھا علیؑ پر اور علیؑ اس کو موقع دیتے کیوں موقع دیتے تھے۔ جھنجلا جائے تھک جائے وار پہ وار کر رہا ہے جب میں وار کروں گا تو بس ایک کافی ہے یہ پہلے طے کر لیتے تھے کہ طول کا وار ہوگا۔ یا قد کا وار ہوگا۔ یا سیفی کا وار ہوگا سیفی کا ترچھا ہے طول کا وار سر سے چلے تو دو حصّوں میں بانٹے قد کا وار پسلیوں سے چلے تو دو حصوں میں تقسیم کر دے یعنی دھڑ گھوڑے پر رہ جائے اوپر کا حصہ گر جائے۔ سیفی کا وار پسلیوں کی ہڈی سے چلے تو ترچھا پسلیوں کو کاٹتا ہوا ترچھا جنیو کا وار تو اب یہ علیؑ طے کرتے تھے اس کے لئے کون سا وار ہو۔ طول کا وار ہوگا یا عرض کا وار ہوگا یا سیفی کا وار ہوگا۔ لیکن یہ تو کوئی بتائے سیکھا کس سے۔ کوئی چھاؤنی تھی کوئی ٹریننگ سنٹر تھا کوئی بڑا تلوار یا تھا جس نے علیؑ کو سکھایا ارے کون نکلے گا ایسا سورما جو علیؑ کو سکھائے۔ یہی بتا دو ابو طالبؑ نے سکھایا یا کسی چچا نے سکھایا حمزہؑ نے بتایا عباس نے بتایا ارے یہی بتا دو نبیؐ نے سکھایا۔ اب جملہ کہاں سے لاؤں کہ کس نے سکھایا کسی نے بتایا یہ میدانِ جنگ کے فنون۔ یہ میدانِ جنگ کی تمام وسعتوں کا ہنر کسی کتاب میں علیؑ نے پڑھا کیا عربوں نے لکھا ہوا تھا کچھ طریقے نہیں کتابِ جنگ تو علیؑ کے بعد بنی۔ اصولِ جنگ تو علیؑ کے بعد لکھے گئے، کافر لڑتے تھے بس ایسے ہی اندھا دھند لڑ رہے ہیں۔ آپس میں قبیلے لڑ رہے ہیں فن کب بنایا تھا۔ اس لڑائی کو اصول کب بنایا تھا۔ قرآن کے نزول کے بعد لڑائی جہاد نبیؐ یا قتال نبیؐ اس سے پہلے تو نہیں تھی اور وہ اصول اللہ نے جہاد یا قتال کے علیؑ کے ہاتھ سے بنوائے حکم آیا پیغمبرؐ پر عمل کیا علیؑ نے تو کیا پیغمبرؐ کی رسالت جہاد کے مسئلے میں تنہا کافی ہے بغیر علیؑ؟ حکم تھے ان کو ملے عمل یہ کریں، جب دونوں بھائی مل جائیں تو حکمِ قرآن کامل ہو، علیؑ کو آپ

مائنس (نفی) کیسے کریں گے حکم اللہ دے پیغمبرؐ پر نازل ہو عمل علیؑ کریں۔ کبھی پیغمبرؐ نے نہ تلوار چلائی نہ نیزہ ہاتھ میں لیا نہ تلوار لی نہ کسی کو قتل کیا مشہور ہے کہ رسولؐ نے حنین میں ایک آدمی کو قتل کیا اور پوری زندگی میں ایک شعر رجز کا پڑھا اور وہ بھی حنین میں، مورخ نے تلاش بھی نہیں کیا ڈھونڈا ابھی نہیں چودہ سو برس گذر گئے اور اب تک تحقیق یہ نہ ہوئی کہ علیؑ نے کس سے سیکھا تو اب بتاؤں آپ کو اس کا کیا جواب ہے۔ کیا عدالت کسی سے سیکھی جاتی ہے۔ کیا سخاوت کسی سے سیکھی جاتی ہے، کیا شرافت کسی سے سیکھی جاتی ہے۔ بلاغت کسی سے سیکھی جاتی ہے، سیادت کسی سے سیکھی جاتی ہے۔ عبادت کیا کسی سے سیکھی جاتی ہے، شجاعت کیا کسی سے سیکھی جاتی ہے تو آتی کہاں سے ہے، سخاوت ماں کے دودھ سے آتی ہے، شرافت ماں کے دودھ سے آتی ہے، سیادت ماں کے دودھ سے آتی ہے، شجاعت ماں کے دودھ سے آتی ہے۔ یہ تو فاطمہ بنت اسدؑ کا پھولا پھلا باغ تھا ارے اسدؑ کی بیٹی تھی اسی لئے تو ابوطالبؑ بیاہ کر لائے تھے۔ اسدؑ کی بیٹی کو بیاہ کر لائے تھے میں نے یہ کیوں نہیں کہا کہ ابوطالبؑ کے خون میں سیادت آ رہی تھی۔ ابوطالبؑ کے خون میں شرافت، سیادت، نجابت، شجاعت آ رہی تھی میں جس رخ سے آیا۔ یہ علیؑ نے بتایا کہ بھائی عقیل ایک بہادر قبیلے کی عورت چاہیئے تا کہ ایسا بیٹا ہو جو کربلا میں حسینؑ کی مدد کرے، اور علیؑ جیسا شجاع یہ کہے۔ بھئی آپ کے یہاں جو بیٹا پیدا ہوا وہ شجاع پیدا ہوگا اور اگر علیؑ سے آپ یہ کہہ دیں کہ آپ کو کیا پریشانی ہے کسی سے آپ شادی کر لیں آپ کے یہاں شجاع بیٹا پیدا ہوگا تو علیؑ یہی بتائیں گے کہ چودہ صدیوں کے بعد سائنس تم کو خون کے اثرات بتائے گی اگر ماں غلط آ جائے تو شجاع باپ کا خون ہوتا ہے ماں اسکے رنگ کو بدل دیتی ہے اسی لئے اللہ نے پیغمبرؐ کو، علاوہ خدیجہؑ کے کسی بی بی سے بیٹا نہیں دیا۔ ارے اگر بیٹا دے دیتا تو ایک دن بیٹا یہ کہہ دیتا اماں سے کہ گئیں تو

بہادر بن کے تھیں تو گھبرا کے واپس کیوں آ گئیں۔ بیٹے کو سب کیا کہتے یہی تو کہتے یہ وہ ہے جس کی ماں میدانِ جنگ کی سپہ سالار تھی مگر شکست کھا گئی۔ ارے جینا دوبھر ہوتا جاتا۔ اسی لئے علیؑ نے کہا تھا کہ بہادر قبیلہ کی عورت ہو تا کہ بیٹے کو سننا نہ پڑے ننھیال کی باتیں۔ شجاعت کا تعلق ماں کے دودھ سے ہوتا ہے فاطمہ بنت اسدؑ کا بیٹا تھا پھر دلیل دے رہا ہوں اگر شجاعت کا تعلق ماں کے دودھ سے نہ ہوتا تو خیبر کی لڑائی میں علیؑ مرحب سے یہ نہ کہتے میری ماں نے میرا نام حیدرؑ رکھا ہے۔ (نعرۂ حیدریؑ) اس پر ناز ہے علیؑ کو کہ میں بیٹا ایسی ماں کا ہوں کہ تلوار چلے گی تو شکست نہیں ہوگی۔ اپنے بازوؤں پر اعتماد ہے علیؑ کو اور علیؑ کو جو اعتماد ہے اس سے کہیں زیادہ اعتماد نبیؐ کو ہے اور جتنا نبیؐ کو اعتماد ہے اس سے کہیں زیادہ اعتماد اللہ کو اپنے شیر کے قوتِ بازو پر ہے اور یہ علیؑ کا ذاتی ہنر تھا۔ معجزہ سے نہیں لڑتے تھے۔ اس غلط فہمی کو دور کر دیجئے اگر معجزہ سے لڑے تو پھر علیؑ کا کریڈٹ کیا ہے۔ اگر فرشتوں کی مدد سے لڑے تو علیؑ کا کریڈٹ کیا ہے اپنی ذاتی شجاعت سے لڑے۔ خیبر میں پوچھا راوی نے اتنی شجاعت آپ میں کہاں سے آ گئی کہ درِ خیبر اُکھاڑ لیا مرحب کو قتل کر دیا کہا قوت ربانیہ (نہیں سمجھے آپ) بڑے آدمی کی شان یہ ہے کہ جب تعریف ہو کریڈٹ کا انتساب اپنے سے بڑے کے نام لکھ دے، ارے یہ علیؑ کی بندگی اور اطاعتِ الٰہی تھی کہ جس کے لئے لڑ رہا ہوں بس اپنی شجاعت اللہ کے نام انتساب کر دی۔ یہ علیؑ کی سعادت مندی تھی، علم کی کسی نے تعریف کر دی کہا نبیؐ کا عطیہ ہے میں اس کا غلام ہوں، اولاد کی کسی نے تعریف کر دی کہا حسنؑ حسینؑ نبیؐ کے بیٹے ہیں، ارے بھئی دو کیلئے ہی تو جی رہا ہوں ایک اس کی توحید کیلئے ایک ان کی نبوت کیلئے تم تعریف کرو گے سارا کریڈٹ میں لکھوا دوں گا اللہ کے نام اور نبیؐ کے نام تو جو اپنی ذاتی محنتوں کو نذر کر دے بارگاہِ الٰہی میں۔ ساری شجاعتیں لکھوا دیں پیغمبرؐ کے

نام علمی کارنامے لکھوا دیئے پیغمبرؐ کے نام ایسا کوئی ہوتو ورنہ اللہ کولوٹنے کیلئے اور نبیؐ کو لوٹنے کیلئے تو سبھی بیٹھے ہیں اِدھر سے لےلواور اُدھر سے لےلو، اللہ یہ دے دے اللہ وہ دے دے نبیؐ یہ دے دیجئے نبیؐ وہ دیجئے اور پھر نبیؐ دیتے رہے ہیں اور جو نبیؐ نے نہیں دیا وہ بھی لےلیا۔ یہ علیؑ ہیں کہ جو دیتے جارہے ہیں نبیؐ کی طرف یہ بھی لے لیجئے اور اللہ لے یہ بھی لے لے اولاد سے بڑھ کر کچھ ہوتا ہے دنیا اللہ اور نبیؐ سے لیتی ہے اور علیؑ وہ ہے جو اللہ اور نبیؐ کو دیتا ہے۔ کیا پرواہ ہے مجھے آتا ہے لشکرتو آئے آیا لشکر کفار کا ایک ہزار کا لشکر۔ آپ کے اوپر کچھ اثر نہیں ہوا ارے ایک ہزار کا لشکر بھی کچھ ہوتا ہے پہلی لڑائی میں ایک ہزار کا لشکر آیا تھا تو اِدھر کیا کوئی لاکھوں تھے ۳۱۳ (تین سو تیرہ) تو تین سو تیرہ کے مقابلے میں ایک ہزار کا ایوریج (average) نکالئے اُدھر کل تین سو تیرہ اور ادھر ایک ہزار اور عالم یہ کہ پیغمبرؐ ایک ایک سے پوچھ رہے ہیں ہاں بھئی آ گئے ہیں وہ سب، آ گئے کہاں آ گئے مدینہ سے (۷۰) ستر میل دور میدان بدر میں پڑاؤ ہے وہاں۔ اب کیا خیال ہے تمہارا جس جس سے پوچھا۔ یا رسولؐ اللہ آپ یہیں بیٹھے رہیئے گھر میں۔ انھیں آنے دیجئے کہا جب مدینہ میں آ جائیں گے گلیوں میں گھس جائیں گے ہم لوگ گھر کے دروازے بند کر لیں گے چاروں طرف سے گھیر کے ماریں گے۔ نہیں غور کیا کچھ وہ تھے جو گلیوں میں گھس کے لڑنے کے عادی تھے۔ علیؑ میدانِ جنگ میں لڑتے تھے۔ بچپن میں ایسا ہوتا ہے کہ اسکول میں کالج میں لڑائی ہو جاتی ہے اب وہ کہتے ہیں کہ بیٹا آؤ گے ہماری طرف تو بتائیں گے اچھا اتفاق بھی ہو جاتا ہے کہ اسی گلی میں جہاں دشمن ہیں پہنچ جاتے ہیں تو دشمن اپنی گلی میں دیکھ کر کہتا ہے۔ اب کہاں بچ کے جاؤ گے تو فوراً جواب دیتے ہیں اماں اپنی گلی میں تو کتا بھی شیر ہوتا ہے۔ رسولؐ اللہ نے کہا ہم چلیں گے ان کے مقابلے میں سب آ جاؤ تلواریں لے کر جتنی بھی ہیں تلواریں

نیزے نہیں ہیں جتنے بھی ہیں لے آؤ، سواریاں نہیں ہیں کہا پیدل چلو۔ نہ کوئی اونٹ نہ کوئی گھوڑا تین سو تیرہ سب پیدل۔ اور جب راستے میں چلے تو وہی جو مدینہ میں کہہ رہے تھے۔ یہ قریش ہیں عزت دار لوگ ہیں سردار لوگ ہیں یا رسولؐ اللہ کبھی یہ ذلیل نہیں ہوئے بہادر لوگ ہیں رسولؐ نے کہا کیا مطلب ہے تمہارا کیا کہنا چاہتے ہو مقداد آگے بڑھے کہا یا رسولؐ اللہ ہم یہودی نہیں ہیں کہ جنہوں نے کہا تھا اب موسیٰؑ تم جاؤ اور تمہارا خدا جائے، جنگ کرے، ہم یہیں بیٹھے ہیں۔ ہم آگے جائیں گے ہم لڑیں گے تو تاریخ نے لکھا کہ ان کی باتوں سے بددل ہوئے تھے رسولؐ مقدادؓ کے جملوں سے خوش ہوئے۔ بس یہیں پر ہم فیصلہ کر دیتے ہیں کہ صحابی کسے کہتے ہیں جو نبیؐ کو خوش رکھے اسے صحابی کہتے ہیں۔ اور میدان جنگ آ گیا بدر کے کنویں کے پاس۔ بدر ایک آدمی تھا اس نے ایک کنواں بنوایا تھا تو اسی کی وجہ سے وہ بدر کا میدان مشہور ہو گیا۔ حضورؐ کی حدیث ہے کہ تین کام اپنی زندگی میں کر جاؤ تو نام ہمیشہ زندہ رہتا ہے۔ کوئی کتاب لکھ جاؤ صالح اولاد چھوڑ جاؤ یا کوئی رفاہی کام کر جاؤ کوئی اسپتال بنوا دو یا کوئی کنواں کھدوا دو۔ کافر صحیح کام نیک کیا تھا اب تک بدر کی لڑائی بدر کی لڑائی تو بدر زندہ ہے کیوں کہ پیاسوں کیلئے پانی کا انتظام کیا تھا تو کافر بھی اگر پانی پلانے کا انتظام کر دے تو کافر بھی زندہ رہتا ہے۔ تو ہم نے اگر سبیلیں رکھ دی ہیں تو ہمارا نام کیوں نہ زندہ رہے گا ہم تو ماشا اللہ مومن ہیں، اسی کنویں کے پاس پڑاؤ تھا اور وہ دن بھی آیا جسے یومِ فرقان کہتے ہیں یوم بدر یومِ بدرِ کبریٰ۔ ایک صغریٰ بھی ہے تفصیل کبھی اور، صبح ہوئی سب سے پہلے عریشہ بنوایا بالکل لشکر کے آخر میں بلندی پر لکڑیوں اور بَلیوں سے کھجور پتّوں سے اس کا سائبان بنوایا، اس عریشہ پر تشریف فرما ہوئے رسولؐ لشکر سامنے میمنہ میسرہ قلب لشکر زیادہ تر تیر و کمان پاس تھے تلواریں چند تھیں جب عین لڑائی کا وقت آیا تو رسولؐ خدا

سجدے میں گر گئے دونوں آنکھوں سے آنسوں جاری سجدے سے سر اُٹھایا کہا پرور دگار اگر آج تیری یہ جماعت ختم ہوگئی تو قیامت تک تیری عبادت کرنے والا کوئی دنیا میں نہیں رہے گا۔ ہاتھ میں تیر لیا اور تیر کے اشارہ سے لشکر کی ترتیب کرتے جارہے ہیں پورے لشکر کا دورہ پیغمبرؐ نے کیا۔ ایک تیر کے اشارے سے ایک ایک سپاہی کو بات سمجھاتے جارہے ہیں کچھ سمجھے پہلی لڑائی اور ہاتھ میں تیر کیوں ہے سُنو صاحبِ قوسین بن چکے تھے تیر ابھی تک ہاتھ میں نہیں لیا تھا تیر لے کر سمبل بنایا کہ نشانہ صحیح ہوگا آج پہلی لڑائی ہے میری کمان کا تیر چلا۔ علیؑ کمان نہیں اور علیؑ اس کا تیر ہیں، دیکھا تین سو تیرہ نے ایک بار لشکر کفّار کی طرف میمنہ میسرہ ہے، قلب لشکر پر کچھ گاتی ہوئی عورتیں بجتے ہوئے ڈھول۔ آگے آگے ہندہ عورتوں کو لئے ہوئے گیت گاتی ہوئی ہم ستارۂ سحری کی بیٹیاں مخمل پر چلنے والیاں ہمارے مقابل کوئی ٹھہرتا نہیں ہے۔ ستاروں کی بیٹیاں یعنی ہر دور میں علیؑ سے ستاروں کی بیٹی لڑنے ضرور آئی۔ دیکھا مسلمانوں نے کہ بدر کے میدان میں ایک بار اونٹ آیا اونٹ کو ٹھہرایا گیا اور عتبہ اونٹ سے اُترا جیسے ہی عتبہ اونٹ سے اُترا لشکر نبیؐ کے کچھ لوگ آنکھیں چرانے لگے اس لیے کہ عتبہ کا شجاعت میں جواب نہیں تھا چوڑا سینہ لمبے قد کا بہادر۔ شیبہ۔ ولید تینوں اونٹ سے اُترے خادموں نے دوڑ کر زرہ بکتر چار آئینہ پہنانا شروع کیا عتبہ کی زرہ عرب میں مشہور تھی، سب کا رشتہ بتادوں۔ عتبہ کا بھائی شیبہ۔ ولید عتبہ کا بیٹا۔ عتبہ ہندہ کا باپ۔ ولید ہندہ کا بھائی۔ شیبہ ہندہ کا چچا۔ ولید کیلئے لکھا ہے کہ اتنے بھرے بازو تھے سب کو معلوم ہے چوڑا سینہ اور اپنے قبیلہ کے خوبصورتوں میں شمار ہوتا تھا اور تینوں پہلوان تلواریں لئے ہوئے اتنے قریب آگئے کہ کچھ لوگوں کو سانس لینا دشوار ہوا، اور سرداری تھی ابوجہل کے پاس جس لشکر کا سردار ابوجہل ہو۔ عتبہ ابوجہل کی گھوڑی کے قریب سے جب گذرا تو تلوار

نکالی تو پورا لشکر اِدھر کا کانپ گیا اور اُدھر کا کیا کہوں۔ اس لیے کہ سب کی سانسیں رک گئیں کہ کیا سردار کو مار ڈالے گا عتبہ اتنے غصہ میں جا رہا ہے ابوجہل کی طرف لیکن جب قریب پہنچا جب وار کیا تو ابوجہل کی گھوڑی کے چاروں پیر ایک وار میں کاٹ دیئے اور کہا شرم نہیں آتی آج سب پیدل ہیں تو بھی پیدل اُتر کر چل۔ پتہ چل گیا کہ پہلی لڑائی دونوں طرف سے پیدل لڑی گئی اِدھر نبیؐ بھی پیدل ہیں تب قدرت نے نہیں چاہا کہ جہل سواری پر بیٹھے وہ بھی پیدل ہو جائے اور جہل کو تو آج مرنا ہی ہے اسی لڑائی میں ابوجہل مارا گیا۔ جہل کا پہلا دن اور آخری دن جب علم آ گیا تو اب جہل کہاں اب کہاں جہل۔ عتبہ کا جلال دیکھ کر سب سمجھ گئے کہ آج لڑائی کا قصہ عتبہ کے سر ہے اور جہاں عتبہ اور شیبہ ہوں وہ لڑائی کیسے ہار سکتے ہیں بڑا اطمینان تھا قریش کو اور آ کر للکارے ایک بار کہا محمدؐ بھیجو مقابلے کیلئے کون ہے تمہارے پاس نبیؐ بولے تین بھائی جوان ۱۹۔۲۰۔۲۱ سال کے سگے کھڑے تھے۔ معاذ۔ معوذ اور عوف، نبیؐ نے اشارہ کیا۔ انصار کے چشم و چراغ تھے تلواریں لے کر تینوں بھائی تینوں کی طرف آئے تینوں نے ان کی طرف دیکھا ہی نہیں، ان تینوں کی طرف دیکھا ہی نہیں۔ وہ آ کر کھڑے ہو گئے۔ یہ پیغمبرؐ کی طرف دیکھ رہا ہے عتبہ، جملہ سنیں گے قیامت خیز جملہ ہے، کافر پہلوانوں نے کہا محمدؐ ہم سب اپنی قوم کے سردار ہیں ان کو بھیجو جن کے شجرے اچھے ہیں ان کو بھیجو جو بہادر لوگ ہیں ہم ان سے نہیں لڑیں گے جنہیں ہم نہیں جانتے۔ اب سمجھ میں آیا جو بے نشان ہوتا ہے اس سے کفار بھی نہیں لڑتے۔ صبح سے ۲۳ برس کا جوان میدان میں مسکراہٹیں بکھیر رہا تھا اب جو نبیؐ مڑے تو وہی مسکراہٹ چہرے پر تھی کہا علیؑ بڑھو علیؑ کو اِذن چاہیئے تھا۔ سمجھے نہیں آپ تیرہ برس گذرے ہیں مکہ میں اس انتظار میں کب اذن دیں گے کھجوروں کی گٹھلیوں پر جو پکڑ میں آ گیا تو سر لڑانے میں ۱۳ برس تو یوں گذارے ہیں اس انتظار میں

کہ کب اذن ملے گا علیؑ کیلئے تو آج عید کا دن تھا۔ کہ آج اذن ملا۔ دوسری طرف بڑھے عبیدہ ابنِ حارث ابن عبدالمطلبؑ۔ نبیؐ کے چچازاد بھائی سب سے بڑے چچا حارث کے بیٹے عبیدہ۔ عبدالمطلبؑ کے پوتے۔ اور پھر حمزہؓ کو دیکھا چچا آگے بڑھیئے، اِدھر سے حمزہؓ اور عبیدہ چلے پھر علیؑ چلے تینوں ساتھ ہوئے۔ ایک بزرگ عبیدہ تھے جن کی عمر ستر سال تھی، ایک ادھیڑ چالیس برس کی عمر حمزہؓ کی تھی، ایک جوانِ رعنا ۲۳ برس کا۔ علیؑ ہے، انسان کی زندگی میں جو اہم موڑ ہیں تینوں نمائندگیاں کہ بھئی ہمارے پاس یہ ہیں یہ نہ کہنا سارے جوان بھیج دیئے یہ نہ کہنا سارے بوڑھے بھیج دیئے یہ نہ کہنا سارے ادھیڑ بھیج دیئے، اب جس سے چاہو لڑلو، تلواریں لئے ہوئے حمزہؓ اس دن جو خود لگائے تھے وہ جھالردار تھا۔ سورج کی کرنیں پڑتیں تو جھالر اس کی چمکتی قد شاندار تھا شیر خدا کا لقب ملا ہوا تھا۔ پہنچتے ہی رجز پڑھا میں وہ ہوں جو شیر خدا بھی ہوں اور شیر رسولؐ بھی ہوں۔ عبیدہ نے رجز پڑھا۔ عتبہ نے پوچھا نہیں علیؑ سے کون ہو صرف دیکھا تھا خود ہی کہا۔ تم علیؑ ہو، آپ نے کہا میں علی ابنِ ابیطالبؑ غالب کُلِّ غالب ہوں۔ آج پہلا دن ہے اور ابھی سے آپ کہہ رہے ہیں میں غالب ہوں اور کُلِّ غالب ہوں تو کیسے پتہ چلا کہ کُلِّ غالب ہیں آپ کہا سن نہیں رہے ہو کہہ رہا ہوں میں علی ابن ابی طالبؑ ہوں اگر باپ غالب رہا تو بیٹا بھی غالب ہے، ابوطالبؑ کا بیٹا ہوں، اچانک عتبہ آگے بڑھا حمزہ کے مقابل ہوا شیبہ آگے بڑھا عبیدہ کے مقابل ہوا۔ ولید آگے بڑھا علیؑ کے مقابل ہوا۔ علیؑ نے کہا وار کر، ولید نے وار کیا علیؑ اسکے ہر وار کو تلوار پر روکتے ہیں تو لشکر یہی کہتا ہے یا رسولؐ اللہ ایسا نہ ہو کہ علیؑ کی تلوار ٹوٹ جائے۔ شاید کہہ دیا ہو ٹوٹ بھی جانے دو۔ وہاں وہ انتظار میں ہے ذوالفقار آنے کیلئے مگر نہ ٹوٹنا تھی آج نہ ٹوٹی۔ احد میں ٹوٹی۔ اب خود علیؑ کہتے ہیں کہ جب ولید قریب آیا تو مجھے پتہ چلا کہ ابھی اس کی نئی

شادی ہوئی ہے اس لیے کہ دولھا کی خوشبو اس کے پاس سے آ رہی تھی ہاتھ میں ہیرے
کی انگوٹھی چمک رہی تھی اور جب ہاتھ چلاتا تھا تو سورج کی روشنی میں ولید کی ہیرے کی
انگوٹھی چمک دِکھاتی تھی۔ اور علیؑ کہتے ہیں نہ بھولوں گا اس ہیرے کی چمک کہ جب میں
نے کہا کہ اب میرا وار، ابھی اس کا وار ہوا تھا کہ وار میں نے کیا، وہی وار والا ہاتھ کٹا
شانے سے اور کٹ کر اتنی دور گیا کہ میں نے ہیرے کی انگوٹھی کی چمک دیکھی اور وہی
ہاتھ ٹوٹ کر جب گرا علیؑ کے اوپر تو علیؑ کہتے ہیں ایسا لگتا تھا مجھ پر کوئی پہاڑ آ کر گر گیا
ہو۔ نہیں غور کیا۔ جو چیز جتنی تیزی سے اوپر جائے گی وہ اتنی ہی تیزی سے واپس آئے
گی۔ بھئی یہ ہاتھ کا وزن نہیں تھا یہ علیؑ کے وار کا کمال تھا جسے خود علیؑ نے محسوس کیا۔ علیؑ
میدان جنگ میں ہیں اور پہلا دن ہے ۲۳ برس کی عمر ہے اور کہتے ہیں دوسرے وار میں
گردن کاٹ دی عرب کا بہادر ترین مردہ حالت میں علیؑ کے قدموں میں پڑا تھا۔ اُس
کے قتل سے فارغ ہوئے تو پلٹ کر دیکھا کہ عتبہ کا مقابلہ حمزہؑ سے اور عین اس وقت کہ
جب عتبہ کا وار حمزہؑ کے سر پر پڑنے والا تھا کہ علیؑ تیز دوڑتے ہوئے گئے اور پہنچتے ہی کہا
چچا ذرا سا سر کو جھکا لیجئے چچا ہو تو ایسا کہ میدان جنگ میں بھتیجے کی آواز پہچانے، بھتیجا ہو تو
ایسا کہ جو اتنی دیر سے لڑ رہا ہو اور تھکا نہ ہو اور چچا کا خیال ہو، اس گھر میں چچا اور بھتیجے
ایسے ہی ہوتے ہیں ابو طالبؑ نے یہی سکھایا تھا۔ اِدھر حمزہؑ نے سر جھکایا اور اُدھر علیؑ کی
تلوار چلی عتبہ کا سر دور گرا اور علیؑ نے کہا چچا آپ نے دیکھا شیبہ عبیدہ کے مقابل ہے اور
یہ وہ وقت ہے کہ جب تینوں لڑ رہے تھے تو قریش کا لشکر مسلسل تیر پھینک رہا تھا تینوں کی
طرف تیروں کی بارش میں علیؑ ہر تیر کو تلوار سے کاٹ دیتے تھے۔ عبیدہ ہر تیر کو کاٹ دیتے
حمزہؑ ہر تیر کو کاٹ دیتے اور مقابل سے مقابلہ بھی کر رہے تھے کہ ایک تیر سنسناتا ہوا عبیدہ
کی پیٹھ میں لگا جیسے ہی عبیدہ جھک کر اس تیر کو کھینچنا چاہتے تھے کہ شیبہ نے پنڈلی پر وار کیا

اور تلوار سے عبیدہ کی پنڈلی کٹ گئی۔ عبیدہ گر گئے شیبہ انکے سینے پر آیا قریب تھا کہ سر کاٹ لیتا نہایت تیزی سے اُدھر سے علیؑ آئے اِدھر سے حمزہ آئے اب نہیں معلوم کہ کس کی تلوار پہلے چلی لیکن شیبہ کے جسم پر سر نہ نظر آیا، تاریخ نے یہ جملہ لکھا کہ جس طرح کوئی پھول اُٹھا لے اس طرح علیؑ نے تیزی سے عبیدہ کو گود میں اُٹھایا اور تیز چلے اور پیغمبرؐ کے سامنے عبیدہ کو خیمے میں نبیؐ کے عبیدہ کو لایا گیا پیر کٹ گیا لہو بہہ رہا ہے لیکن زبان پر ایک جملہ ہے پیغمبرؐ کو دیکھتے ہی ایک جملہ کہا کاش آج ابو طالبؑ ہوتے۔ پہلی لڑائی اگر بیٹا باپ کے نام لکھواتا۔ کیوں لکھوادی عبیدہ نے بدر کی لڑائی ابو طالبؑ کے نام۔ میں نے کہا تھا علیؑ میدانِ جنگ میں ایمانِ ابو طالبؑ بھی ہیں اعلانِ ایمانِ ابو طالبؑ بھی ہیں عظمت ابو طالبؑ بھی ہے کاش ابو طالبؑ ہوتے تو یہ دیکھتے کہ جنہوں نے اعلان کیا تھا مکہ میں کہ اس سے پہلے محمدؐ کی طرف کسی کی نظر اُٹھ جائے چاروں طرف ہماری لاشیں تمہیں ملیں گی مگر ہم محمدؐ کے قریب تمہیں نہیں پہنچنے دیں گے۔ آج ابو طالبؑ ہوتے تو دیکھتے کہ ہم نے ان کی بات کو کامل کیا اور آج ہماری لاش محمدؐ کے گرد آ گئی اور عبیدہ کو پہنچا کر اب جو شیر خیمے سے غیظ میں نکلا اور دونوں لشکروں کے درمیان کے فاصلے کو تیز طے کر کے علیؑ آگے بڑھے اور ایک ہزار کے لشکر میں دیکھ دیکھ کر جسے چنتے جاتے پھر وہ چاہے چھپنا بھی چاہے تو علیؑ کی نگاہ سے چھپ نہیں سکتا تھا پوری لڑائی میں ستر کافر مارے گئے اور چودہ مسلمان شہید ہوئے لیکن ستر میں پینتیس کو تنہا علیؑ نے مارا اور ۳۵ وہ ہیں جن میں سے کچھ کو حمزہؓ نے مارا کچھ کو مقدادؓ نے مارا کچھ کو عمارؓ نے مارا کچھ کو فرشتوں نے مارا کچھ کو پیاس نے مارا ۳۵ تو تقسیم ہوئے لیکن علیؑ کے ۳۵ آگے تنہا علیؑ اور جتنوں کو مارا نظر کسی اور کو ڈھونڈھ رہی تھی اور جب وہ نظر آتا پھر وہ اپنے آپ کو علیؑ سے پوشیدہ کرتا جاتا تھا اسے احساس تھا کہ علیؑ کی نظریں مجھے دیکھ رہی ہیں علیؑ لڑ بھی رہے تھے اور

اسے تلاش بھی کر رہے تھے لڑائی ختم ہوگئی وہ علیؑ کو نہ ملا جب لڑائی ختم ہوگئی تو بہت سے اسیر ہوئے قیدی بنے۔ بدر کے قیدی گرفتار ہو کے آئے سب سے پہلے علیؑ معائنہ کیلئے پہنچے میدان میں جو قیدی آئے تھے ایک ایک قیدی کو دیکھنا شروع کیا جیسے ہی اُس پر نظر پڑی تلوار نکالی اور سر اڑا دیا یعنی علیؑ جسے تلاش کر رہے تھے وہ مل گیا لشکر میں شور ہو گیا یارسولؐ اللہ آپ نے تو کہا تھا قیدی قتل نہ کیئے جائیں علیؑ نے قیدی کو قتل کر دیا رسولؐ نے کہا جب علیؑ آئیں تو علیؑ سے پوچھتے ہیں تو آج یہ بھی پتہ چل گیا کہ علیؑ کا جو اقدام ہوگا اُس پر رسولؐ کو اتنا بھروسہ ہوگا کہ رسولؐ کو اس کی معذرت کی ضرورت نہیں اور اس کا جواب خود علیؑ دیں گے اس لیے کہ اس میں بھی مرضیٔ الٰہی شامل ہوگی اور جب علیؑ آئے تو سب نے یہ کہا قیدی کو قتل کر دیا علیؑ نے کہا تمہیں پتہ بھی ہے یہ کون تھا جس کو میں مکہ سے یہاں تک تلاش کر رہا تھا سب نے کہا کون تھا علیؑ نے کہا یہ وہ تھا جب پہلے دن نبیؐ نے کہا تھا قولو لا الٰہ الّا اللّٰہ اور اس نے کلمہ کو سنتے ہی نبیؐ کے منہ پر تھوک دیا تھا اس دن سے اب تک تلاش کر رہا تھا ارے میدان جنگ میں علیؑ نے بتایا کہ علیؑ کے منہ پر تھوکا جائے تو قاتل کو چھوڑ کے ہٹ جاتے ہیں اور نبوت کے ساتھ جسارت ہو تو قیدی کیوں نہ ہو اصول توڑ کر قتل کر دیتے ہیں۔ (نعرہ حیدریؑ) جنگ ختم ہوئی رسولؐ اللہ نے کہا لاشیں سب کی گھسیٹ لاؤ اور اس بدر کے گڑھے میں پھینک دو اور اس کے بعد ایک ایک کافر کے سرہانے کھڑے ہوئے اور نام لے لے کر پکارا۔ فلاں ابنِ فلاں۔ فلاں ابنِ فلاں پکار کر کہا میرے رب نے جو مجھ سے وعدہ کیا تھا آج میرے رب کا مجھ سے وعدہ پورا ہو گیا یہ بتاؤ تمہارے خداؤں نے جو تم سے وعدہ کیا تھا وہ وعدہ پورا کیا یا نہیں۔ پہلو میں جو شروع سے تھے وہی اب بھی تھے۔ بدر کے آغاز میں بدر کے انجام میں۔ بخاری میں ہے کہ حضرت عمر بن خطّاب نے کہا یارسولؐ اللہ آپ تو ان سے ایسے باتیں

کررہے ہیں جیسے یہ سُن رہے ہوں رسولؐ اللہ نے کہا یہ تم سے بہتر طریقے سے میری آواز سنتے ہیں یہ میری آواز سن رہے ہیں تم اس وقت میری بات نہیں سن رہے ہو جیسے یہ مردے سن رہے ہیں۔تو کافر کے ہی مُردے کیوں نہ ہوں وہ بھی سنتے ہیں تو جب کافر کے مُردے سن سکتے ہیں تو ہم ہی بتاتے ہیں کہ ہمارا مُردہ سب کچھ سن رہا ہے۔سن اور سمجھ اور شانہ ہلا کر۔ پہلا نام علیؑ کا سن لے سمجھ لے چلتے وقت یہی جواب دینا ہے۔ بدر کی لڑائی ختم ہوئی مکہ میں قیامت آگئی۔جب ابوسفیان واپس گیا تو عورتوں نے فریاد کی اور سارے مردوں کو گالیاں دیں اور اس دن قسم کھائی کہ تین کے سر چاہئیں ہیں ایک حمزہؑ ایک نبیؐ اور ایک علیؑ۔ پہلا دن تھا کہ جس دن دشمنیاں شباب پر آئیں علیؑ سے دشمنی اور یہ دشمنی دلوں میں بس گئی یہاں تک کہ ۶۰ھ پہلی ہجری کی لڑائی ساٹھ برس کے بعد تخت پر بیٹھے ہوئے یزید ملعون نے آواز دی۔آج ہم نے اپنے بدر کے مقتولین کا انتقام لے لیا۔جو بدر میں ہمارے بزرگ مارے گئے ان کا بدلہ لے لیا غور کیا آپ نے یعنی بدر کی پہلی لڑائی آج مسلمان اسے یومِ فرقان کہہ کے اسے یومِ بدر مناتے ہیں۔ اگر یہ لڑائی فتح نہ ہوتی تو آج اسلام نہ ہوتا خود نبیؐ نے بتا دیا۔لیکن اس دشمنی کا اثر صرف ایک خاندان پر گیا اور وہ مظالم صرف اولادِ علیؑ نے برداشت کئے آپ دیکھئے کہ کیسا انتقام تھا کہ عورتوں تک کو انتقام میں اسیر کیا گیا۔اور یہ سب تاریخ کی سازشیں کہ وہ تو ابنِ زیاد نے حکم دے دیا قتلِ حسینؑ کا اگر یزید خود جنگ میں شامل ہوتا تو ایسا نہ ہوتا لیکن جب یزید کے پاس خبر پہنچی کہ حسینؑ قتل کر دیئے گئے تو اس نے اعلان نہیں کروایا کسی کو بتایا نہیں حد یہ ہے کہ اپنے قریبی وزیروں اور مشیروں کو بھی نہیں بتایا۔ابنِ زیاد کا خط آگیا ہے اور حسینؑ قتل کر دیئے گئے ہیں بلکہ خط کو پاتے ہی اس نے دو کام کئے ایک بہت ہی بہترین تخت بنانے کا حکم دیا اور ایک بہترین تاج مرصع جڑاؤ بنوانے کا حکم دیا

اور جب قیدی سوادِ شام میں داخل ہو گئے تب اس نے اعلان کیا کہ جس نے مجھ پر خروج کیا تھا اس کے قیدی آرہے ہیں اور دربار میں دکھانے پر یہ کہا کہ خدا لعنت کرے ابنِ مرجانہ پر اس نے حسینؑ کو قتل کر دیا اگر مجھ سے معاملہ ہوتا تو میں حسینؑ کو قتل نہ کرتا۔ لیکن اس تاج نے اس تخت نے گواہی دی کہ قاتل تو ہے۔ اسی لئے حسینؑ بچوں کو لائے تھے تا کہ ثبوت رہ جائے کہ اگر قاتل بری بھی ہونا چاہے معصوم کے قتل سے تو وہ بچ نہ سکے بھرے دربار میں خطبہ ہوا حضرت زینبؑ کا خطبہ سید سجادؑ کا خطبہ اور جب حضرت سید الساجدینؑ خطبہ دے رہے تھے تو یزید لعین نے حکم دیا علیؑ ابنِ الحسینؑ کو قتل کر دو جلاد کو حکم دیا تو قیدیوں میں سے ایک چھوٹے سے بچے کی آواز آئی پانچ برس کے بچے کی جس کو آپ محمد باقرؑ کہتے ہیں۔ یزید ملعون تو نے مرے بابا کو قتل کرنے کا حکم دیا ہے لیکن پہلے میری اک بات سن لے معصومؑ نے کہا یزید جب موسیٰؑ اور ہارونؑ فرعون کے دربار میں آئے تو فرعون نے اپنے ساتھیوں سے کہا آج موسیٰؑ کو اور ہارونؑ کو قتل کر دو لیکن فرعون اور فرعون کے ساتھی موسیٰؑ اور ہارونؑ کو قتل نہیں کر سکے قتل نہیں کیا تجھے معلوم ہے کہ قتل کیوں نہیں کیا۔ یزید یوسفؑ کے بھائی یوسفؑ کو لے گئے ارادہ کیا کہ سب مل کے یوسفؑ کو قتل کر دیں لیکن یوسفؑ کو قتل نہیں کر سکے تجھے معلوم ہے کیوں سن یزید فرعون اور فرعون کے درباری موسیٰؑ اور ہارونؑ کو قتل نہیں کر سکے اس لیے کہ معصوم کا قاتل ولد الزنا ہوتا ہے فرعون اور فرعون کے درباری ولد الزنا نہیں تھے اور نہ یعقوبؑ کے بیٹے یوسفؑ کو قتل کر سکتے تھے اس لیے کہ صحیح النسل تھے یزید اگر تو نے حکم دیا ہے تو علیؑ ابنِ الحسینؑ کو قتل کر دے آج سمجھ میں آیا کہ حسینؑ چھوٹے بچوں کو کیوں لے گئے تھے یہ چھوٹے چھوٹے بچے حُسینیت کا دفاع کر رہے تھے، محمد باقرؑ نے پانچ برس کے سن میں دلیل قائم کی اور باپ کو قتل ہونے سے بچا لیا بھرے دربار میں کہا کہ معصوم کو حرامزادہ

قتل کرتا ہے۔اب یزید قتل کیسے کرے علیؑ ابنِ الحسینؑ کو، ایک بچّہ بول رہا تھا، وہاں بیٹھے تھے عیسائی راہب پادری وہ جانتے تھے کہ بچہ جھوٹ نہیں بولتا سب پلٹ کر کہتے ہیں کہ آلِ محمدؐ کے گھر کا بچہ ہے قرآن سے دلیل دے رہا ہے۔انجیل سے دلیل دے رہا ہے۔توریت سے دلیل دے رہا ہے یہی ہماری کتابوں میں لکھا ہے۔کہ انبیاء کے قاتل حرامزادے ہوتے ہیں معصوم کے قاتل ولدالزنا ہوتے ہیں۔اب یزید حکم واپس نہ لےتو کیا کرے۔ایک معصوم کو معصوم نے بچا بھی لیا اور دلیل بھی دے دی کہ ایک معصوم کو قتل کر چکا شجرہ میں نے بتا دیا۔تو بچے بھی اپنا کام کر رہے تھے میدان جنگ میں ۔کل کوفہ کے حال تک تقریر ختم ہوئی کوفہ سے قافلہ چلا بعلبک ،تکریت ،حمس منزلوں پر منزلیں کوفہ سے چلے پہلی منزل جو آئی تو ایک راہب کا دیر تھا جسے آج مسجد حنانہ کہتے ہیں۔ جب اس دیر کے قریب پہنچے ایک پتھر دروازے پر رکھا تھا اس پر سر حسینؑ رکھ دیا گیا۔ایک قطرہ خون کا اس پتھر پر ٹپکا تو آج اس پتھر کی جب زیارت کرتے ہیں لوگ تو اس پتھر نے حسینؑ کے خون کو جذب نہیں کیا تھا مسجد حنانہ میں وہ پتھر رکھا ہے جہاں پر سر رکھا تھا قاتلان حسینؑ نے دیکھا کہ دیوار سے ایک ہاتھ نکلا اور اس ہاتھ میں ایک قلم تھا اس قلم نے دیوار پر یہ لکھا۔وہ امت جو اپنے نبیؐ کے بیٹے کو قتل کرنی ہے اور اپنے نبیؐ سے شفاعت کی امید بھی رکھتی ہے کیا محشر میں اس قوم کو جہنم میں نہیں پھینک دیا جائے گا۔کئی تلواریں بڑھیں کہ اس ہاتھ کو قطع کریں لیکن وہ ہاتھ دیوار سے غائب ہوگیا۔ راہب باہر آیا سب نے کہا کہ یہ شعر دیوار پر کس نے لکھا۔راہب نے کہا کیا تمہیں آج نظر آیا۔یہ تو عیسیٰؑ کی پیدائش سے بھی پہلے اس پتھر پر لکھا ہوا ملا یہ تو صدیوں سے شعر اس پتھر پر لکھا ہوا ہے۔اہلِ حرم اپنی حقانیت بتاتے ہوئے آگے بڑھتے گئے۔بستیوں بستیوں میں جہاں اطلاع ملتی کہ یہاں کا حاکم تیاری کرے گا ہمیں پانی دے گا وہاں

ٹھہرتے اور جہاں یہ اطلاع ملتی کہ حملہ کر کے سر چھین لیں گے یا سیدانیوں کو چادر دیں گے تو راستہ بدل کے نکل جاتے صحرا میں شام کی جانب آگے بڑھ رہے تھے کہ رات کافی گذر گئی تھی دور سے روشنی نظر آئی ایک اور راہب کا دیر نظر آیا اور وہاں دیر کے نیچے پڑاؤ ڈالا لشکر نے، جن نیزوں پر سر تھے انھیں دیر کی دیوار سے لگا کر استادہ کر دیا سیدانیاں ناقوں سے اُتریں کجاووں سے اُتریں اور سمٹ کر ایک جگہ بیٹھ گئیں۔ قاتلوں کے ہاتھ میں مشعلیں تھیں روشنی ہو رہی تھی ایک بار راہب جو اپنے دیر کی چھت پر اکثر ٹہلا کرتا تھا اور ایک ٹک دیکھا کرتا ایسا لگتا جیسے کسی کے انتظار میں ہو۔ ایک بار جب اُسے روشنی نظر آئی تو دیر کے زینے اتر کر نیزہ پر ان سروں کو دیکھا اور ایک مقام پر رک گیا اور ایک سر کو غور سے دیکھنے لگا ایک بار شمر کی طرف بڑھا کہا جتنے چاہے درہم و دینار مجھ سے لے لے تھوڑی دیر کیلئے یہ سر مجھے دے دے، ظالم نے کہا لیکن صبح واپس کر دینا جب ہم جائیں گے ہم چاہتے بھی یہی ہیں کہ اس سر کی حفاظت ہو جائے تا کہ رات کو کوئی حملہ کر کے یہ سر چھین نہ لے جائے اس لیے کہ حاکم کے دربار میں یہ سر پیش کرنا ہے راہب اس سر کو لے کر دیر میں آیا جس چوکی پر انجیل رکھ کر تلاوت کرتا تھا وہ چوکی مع مسند کے لایا اور اس پر سر کو رکھ دیا اور کچھ گلاب کا عرق لایا اور اس سے سر کو صاف کرنا شروع کیا جب عرقِ گلاب سر پر ڈالا تو زلفوں کی خاک پیشانی کی خاک رخسار کی خاک صاف ہوئی اور سر چاند کی طرح چمکنے لگا ایک بار دونوں گھٹنوں کے بل اس چوکی کے سامنے بیٹھ گیا اور بے اختیار کہا۔ اے سر یہ تو میں سمجھ گیا کہ تو کسی برگزیدہ کا سر ہے لیکن جب سے یہ دیکھا ہے دو باتیں پریشان کر رہی ہیں ایک تیرے ہونٹوں کی خشکی بتاتی ہے کہ تجھے پیاسا مارا اور ترے آنکھوں کے حلقے یہ بتا رہے ہیں کہ تیری اولاد کو تیرے سامنے پہلے مارا گیا۔ اے سر تجھ کو قسم ہے کہ تو بتا کس کا سر ہے۔ ایک بار سر سے آواز آئی

اے راہب جب مباہلہ میں مدینہ آئے تھے تو مسلمانوں کے نبی محمدؐ سے تم نے کہا تھا مجھ کو ایک بیٹا عطا کر دیجئے تو نبیؐ کی گود میں ایک بچے نے کہا تھا اس راہب کو میں نے ایک بیٹا دیا۔ کسی نے سات بیٹے دیئے تھے؟ یہ سننا تھا کہ گھبرا کے اُٹھ بیٹھا اور کہا قسم کھاؤ کیا تم حسینؑ ہو آواز آئی اک بی بی کی اے راہب ترے دیر میں صرف حسینؑ نہیں حسینؑ کی ماں بال کھولے آئی ہے، ہائے حسیناؑ وائے حسیناؑ۔۔۔۔۔

---

# تیسری مجلس

بِسمِ اللہ الرحمٰن الرحیم

ساری تعریف اللہ کے لیے درود اور سلام محمدؐ و آلِ محمدؐ کے لیے

عشرۂ چہلم کی تیسری تقریر آپ حضرات سماعت فرما رہے ہیں حضرت علی میدانِ جنگ میں، ہم اس موضوع پر گفتگو کر رہے ہیں، علیؑ کہ جسے اشجع عرب کا خطاب مِلا، علیؑ جیسا شجاع پورے عرب میں کوئی نہیں تھا جو اتنی بہادری اور شجاعت کا مالک ہوا سکے باوجود انسانیت کا اور امن کا دیوتا بن جائے۔ یہ دو چیزیں جن میں زمین و آسمان کا فرق ہے کہ ایک انسان اگر خوں ریزی کر رہا ہے قتل عام پر آمادہ ہے بہادر ہے شجاع ہے تو پھر اس میں نرم دلی انکساری اور ماحول میں سکون اور سنجیدگی پیدا کرنا اس کے لئے بہت مشکل ہے اور جتنے بھی ایسے انسان گذرے، ہلاکو جیسے تو انکے یہاں کوئی گوشہ نرم دلی کا نہیں تھا تلاش کے بعد بھی لیکن علیؑ لڑتے تھے تو اللہ کی راہ میں کافروں کا قتل عام کرتے تھے تو اس کے لئے وہ کہتا تھا کہ ہماری راہ میں قتال کرو تب قتال کرتے تھے ہماری راہ میں جہاد کرو تو نفس پر اتنا کنٹرول تھا کہ جہاں حکم ملا وہیں تلوار اُٹھنا ہے یہی وجہ ہے کہ علیؑ اپنے عاملوں کو اپنے وزیروں کو یا جن کو بھیجتے تھے میدانِ جنگ میں اپنے دور حکومت میں مال غنیمت حاصل کرنے کے لیے تو ان کو خط لکھتے تھے ان کو نصیحت کرتے تھے ان کو وصیت کرتے تھے کہ جا تو رہے ہو لیکن اس کا خیال رہے کہ جوش میں آ کر اس بستی کے کھیتوں کو نہ اُجاڑ دینا تمہاری تلوار سے کوئی سبز درخت کی شاخ نہ کٹ جائے ایسا نہ ہو

کہ تمہارا ہاتھ کسی کمزور پر کسی مریض پر کسی بچے پر کسی خالی ہاتھ نہتے پر کسی عورت پر اُٹھے، خیال رکھنا کسی بستی میں تمہارا ظلم میرے کانوں تک نہ پہنچے کہ تم نے کوئی ظلم کیا اور کسی بستی کا کوئی آدمی ہم سے شکایت کرے کہ علیؑ کے بھیجے ہوئے نمائندوں نے ہمارے ساتھ یہ ظلم کیا۔ یہ شکایت کسی بستی سے ہمارے پاس نہ آئے۔ جو دوسروں کو سکھا رہا ہے وہ خود اس بات کا کتنا خیال رکھے گا اور جب حاصل کرلو مالِ غنیمت اور مالِ غنیمت میں جب تمہیں کچھ جانور مل جائیں گائے، بھیڑیں، بکریاں اور ان کو لے کر جب تم واپس آ رہے ہو تو خیال رکھنا کہ جب مال مل جاتا ہے تو گھر پہنچنے کی جلدی ہوتی ہے اور ضرور تم ایسا راستہ اختیار کرو گے جو تمہیں جلد گھر پہنچا دے تو ضرور تم ایسے راستوں اور وادیوں سے آؤ گے کہ جہاں راستے میں چراگاہیں نہیں پڑتی تو خبردار آسان راستہ مت اختیار کرنا تمہیں اپنا خیال نہیں رکھنا ہے چونکہ جانور تمہارے ساتھ ہونگے تو انھیں راستوں سے آنا جن راستوں میں گھاس ہو چراگاہیں ہوں تاکہ جانور راستے میں بھوکے نہ رہیں۔ ایسا نہ ہو کہ دارالحکومت پہنچتے پہنچتے بے دم ہو جائیں یہ جانور اور ان کو راستے میں چشموں کا پانی نہ ملے کھانے کو گھاس نہ ملے قیام کرو گے تم کمر کھولو گے تم لیکن ایسا نہ ہو کہ تمہارا دسترخوان پہلے بچھ جائے اور تم کھانا کھالو جب تک کہ اپنے گھوڑوں کے آگے گھاس نہ ڈالنا پانی نہ پلانا اور اپنے ساتھ کے جانور کو نہ کھلا لینا خبردار لقمۂ تر حرام ہوگا۔ حدیث بن گئی کہ سواری کے گھوڑے کو کھانا اور پانی دے دو منزل پر پھر کھانا کھانا۔ ذرا غور کیجئے اپنے استعمال کے جانور پر اتنی مہربانی، اسی علیؑ کا تو بیٹا حسینؑ تھا پیاسے یزید کے سپاہی تھے۔ سیر ہو چکے تھے تو مشکوں کے دہانے بندھوا دیتے سب سیر ہو چکے تو کہا اب یہ طشت اونٹوں کے سامنے رکھ دو گھوڑوں کے سامنے رکھ دو بچوں کا ساتھ تھا لیکن نہیں چاہا کہ ان کے جانور بھی پیاسے رہیں۔ چاہے علیؑ

میدان جنگ میں ہوں یا حسینؑ میدان جنگ میں ہوں یہ اخلاقیات یہ انسانیت سکھا کر زمانے کو گئے، جو شجاع ہوتا ہے وہ اپنی اکڑ میں ہوتا ہے کسی ایک کو مار دے بہادر کو تو پوری حیات اتراتا ہے۔علیؑ نے تو عرب کے سارے شجاعوں کا خاتمہ کر دیا لیکن اترائے نہیں لوگ زمین پر قدم نہیں رکھتے آج بھی گن گائے جاتے ہیں ان کے جنہوں نے فتوحات کیں،علیؑ نے بتایا ارے زمینوں کو جیتنا اور ہے دلوں کو جیتنا اور ہے۔ بڑے سورما کو قتل کریں اور اس کی بہن قصیدہ پڑھے اس کے گھر والے یہ کہیں کہ بڑا نجیب تھا جس نے تجھے قتل کیا۔ وہ تو وہ ہے کہ جو بیضتہ البلد ہے جو عرب کا چاند ہے جس نے تجھے قتل کیا اس لیے میں تیرا ماتم نہیں کروں گی کیونکہ تو بڑے شجاع کے ہاتھوں مارا گیا۔ عزت دار کے ہاتھوں مارا گیا اب پتہ چلا کہ بہتوں نے بہتوں کو مارا ہوگا لیکن عزت دار کے ہاتھوں سے قتل ہونا یہ بھی ایک مقام فخر تھا کافروں کے لئے جبھی تو بدر کی لڑائی میں۔عتبہ،شیبہ اور ولید نے کہا تھا شجروں والوں کو بھیجو اگر پنچ لوگوں کے ہاتھوں ہم قتل ہو گئے تو کبھی تاریخ میں نام ہمارا نہیں آئے گا چونکہ علیؑ نے مارا تو آج تاریخ میں نام ولید کا آتا ہے۔

اتنے سمجھدار تھے وہ کہ دیکھ رہے تھے کہ کون کون آیا ہے،کون کون مقابل ہے،لڑائی بدر کی ختم ہوئی۔منادی ہو گئی جب رونے کی آوازیں آئیں تو میٹنگ ہوئی مکّے کے کافروں میں،کوئی روئے نہ، پابندی لگا دی گئی کوئی عورت روئے نہ،کوئی مرد روئے نہ، بدر میں جو بہادر مارے گئے ان کا ماتم نہ ہو، کافروں نے کہا کیوں نہ روئیں کہا جتنے بنی ہاشم پیغمبرؐ کے خاندان کے ہیں اور مسلمان ہیں یہاں ہمارے رونے سے وہ خوش ہونگے کافروں نے نہیں چاہا کہ ان کو خوشی کا موقع دیں اس لیے کوئی روئے نہ۔ایک آدمی کے تین آدمی مارے گئے راتوں کو اُٹھ اُٹھ کے اپنے غلام سے پوچھتا دیکھو ذرا

باہر جا کر پتہ لگاؤ رونے کی اجازت مل گئی اگر اجازت مل گئی ہے تو رولوں کہتا ہے اندر سے میں جل چکا ہوں اندر سے میں پھٹ چکا ہوں۔ اندر سے میں مسمار ہو چکا ہوں نیند نہیں آتی ایسے میں ایک رات ایک عورت کے رونے کی آواز آئی، غلام کو بھیجا دیکھو پتہ لگاؤ کیا قریش کو رونے کی اجازت مل گئی بدر کے مقتولین پر تا کہ میں اپنے بیٹوں کو رولوں، غلام گیا دیکھا کہا ہاں ایک عورت رو تو رہی ہے مگر وہ اس بات پر رو رہی ہے کہ بدر میں اُس کا اونٹ مارا گیا بس یہ سننا تھا کہ اس شخص نے رونا شروع کیا کہا اونٹ پر صحیح رونے کی اجازت تو مل گئی یہ کہہ کر اس نے رونا شروع کیا اور روتے روتے جو اشعار کہے اس نے کہا مجھے معلوم ہے وہ اونٹ کو نہیں رو رہی اس نے بہانا اونٹ کا کیا ہے وہ اپنی اولاد کو رو رہی ہے جب وہ رو سکتی ہے تو میں بھی رو سکتا ہوں دو روئے تو سب روئے۔ لیکن قسمیں لی گئیں کہ ہم اس وقت تک اپنے مَردوں سے گفتگو نہیں کریں گے جب تک کہ تین سر نہ آ جائیں محمدؐ کا سر علیؑ کا سر حمزہؓ کا سر۔ آپ نے دیکھا یہ ضد تھی اگر ایمان لے آتے کلمہ پڑھ لیتے تو آگے جو ہونے والا تھا وہ نہ ہوتا۔ جب کہ سربلندی دین کی دیکھ لی تھی بدر میں جبکہ نبیؐ نے کہہ دیا تھا کہ میرے خدا کا وعدہ سچا ہے تمہارے بت جھوٹے ہیں اب چاہے تم رویا دھویا کرو کچھ بھی کرو دین کا بول بالا ہوتا جائے گا۔

اب ضد پر تھا ابوسفیان، ابوجہل مارا جا چکا تھا ابولہب پریشان تھا اور اتنا پریشان تھا کہ اگر اس کے سامنے کوئی بدر کی فتح بیان کرتا تو اس کو مارنے لگتا کہ میرے سامنے محمدؐ کی فتح کا اعلان نہ کرو۔ ایک غلام تھا مالک گیا تھا اس نے جو بدر کی فتح بیان کی تو ابولہب نے اس کو ٹھوکروں سے مارنا شروع کیا مارتا ہوا زم زم کے پاس تک لایا زم زم کے پاس عباس بن عبدالمطلبؑ کا گھر تھا عباس بن ابوالمطلبؑ کی زوجہ اُم الفضل نے دیکھا اُم الفضل کون حضورؐ کی چچی عباس بن عبدالمطلبؑ کی زوجہ نے، ایک لاٹھی لے کر آئیں اور

ابولہب کو مارا کہا تجھے شرم نہیں آتی اس کا آقا گیا ہوا ہے تو تُو اس کو مار رہا ہے۔ اسکا آقا ہوتا تو تیری مجال تھی کہ تو اس کو مار پاتا اتنا مارا ام الفضل نے ابولہب کو کہ اس کے بعد یہ ہوا کہ ام الفضل کی لاٹھی سے اللہ کی وہ آیت کامل ہوئی تبت یدا ابی لہب ۔ حالانکہ مکہ میں جتنے تھے سب عالمِ خوف میں تھے ایک نبیؐ کی چاہنے والی یہ بھی بتا دوں ایسی چچی تھیں کہ اکثر چچی کے زانو پر آکر سر رکھ دیتے تو ام الفضل کنگھی کیا کرتی تھیں، اُمّ الفضل وہی ہیں کہ جب حسنؑ اور حسینؑ پیدا ہوئے تو یہ دونوں بچوں کی دائی بن کر خوش تھیں، بڑا مرتبہ ہے اُمّ الفضل کا اور حضورؐ ان کے فضائل بیان کیا کرتے تھے قدرت نے اتنی طاقت بنی ہاشمؑ کے گھر کی ایک عورت کو دے دی کہ اللہ کا کوسا اس کے ہاتھ سے پورا ہوا۔ (صلوٰت)

ابولہب لُولا ہو گیا لنگڑا ہو گیا چیچک نکلی نہ جانے ام الفضل کی لاٹھی میں کیا اثر تھا کہ عصائے موسیٰؑ کا اثر دکھایا کہ مس ہو گیا تو پورا جسم ڈھک گیا چیچک سے اور جب مرا تو جسم پر ہاتھ نہیں تھے۔ آیت کو کامل ہونا تھا ہاتھ دونوں گل کے جسم سے الگ ہو گئے سب اپنے انجام کو پہنچے ابو جہل بھی پہنچا بدر کی لڑائی میں اور کم سِن لڑکوں نے مار لیا پکڑ کے ابو جہل کو اور جب سر کاٹنے لگے تو فرمائش کی ابو جہل نے کہ میری گردن نیچے سے کاٹنا تو انھوں نے کہا کہ کیوں تو اس نے کہا کہ جب بدر کے سارے مقتولین کے سروں کو رکھیں تو درمیان میں میرا سر سب سے اونچا ہو اس لیے کہ میں سردار ہوں ایسی سرداری کے نشے تھے کافروں کے پاس، یہی نشے یزید تک آئے تھے یعنی سمجھتے تھے ہم سردار ہیں لیکن مفہوم سرداری نہیں جانتے تھے یہ پتہ ہی نہیں تھا کہ اسلام فقیری میں سرداری کرتا ہے۔ اسلام فقیری میں سرداری کرتا ہے۔ علیؑ نبیؐ کے گھر میں بیٹھے ہوئے نبیؐ کی جوتی میں ٹانکے لگا رہے تھے ٹوٹی ہوئی جوتی تھی اس کو سی رہے تھے ایسے میں کچھ

لوگ آئے کہا یا رسولؐ اللہ آپؐ کے بعد آپؐ کا خلیفہ کون بنے گا کہا جو میری ٹوٹی ہوئی جوتی ٹانک رہا ہے۔

سرداری کے معنی نہیں معلوم تخت کو سرداری سمجھ رہے ہیں تاج کو سرداری سمجھ رہے ہیں زریں کمر غلام اور کنیروں کو سرداری سمجھ رہے ہیں پتہ ہی نہیں کہ سرداری کسے کہتے ہیں۔ حضرت علیؑ تیار ہو رہے ہیں میدانِ جنگ میں جانے کے لیے ایک عقاب نے ایک چھوٹی سی چڑیا کا پیچھا کیا اِدھر دیکھا اُدھر دیکھا چڑیا نے کہ اب میں بچتی نہیں عقاب سے کون بچا ہے باز سے کون بچا ہے اب میں پناہ گاہ کہاں ڈھونڈوں کہاں جاؤں، اُڑتے ہوئے سیدھی علیؑ کی آستین میں بیٹھ گئی شکرا آیا کیا کرے علیؑ کا طواف کیا کہا کیا ارادہ ہے کہا زیارت کرنے آیا ہوں۔ علیؑ کا میدان جنگ وہ ہے کہ جہاں پرندہ بھی پامال نہیں ہوسکتا تو انسان کی ایک اہمیت ہے۔ اب سمجھ میں آیا کہ اگر سردار کے بیٹے کی لاش پڑی ہو اور انسان لاشوں کو پامال کر رہے ہوں تو پرندے آ کر سایہ کرتے ہیں یہ ہے سرداری اسے کہتے ہیں سرداری یہ ہے سرداری کہ جسے اللہ کی ہر مخلوق کا خیال رہے۔ بہت گذرے شجاع لیکن کسی بہادر کا نام لے کر یہ بھی بتا دیجئے کیا اس کی تلوار بھی مشہور ہے، کیا اس کی زرہ بھی مشہور ہے، کیا اس کا عمامہ اور خود بھی مشہور ہے، علیؑ نے میدانِ جنگ میں جتنی چیزیں استعمال کیں سب کی تاریخ لکھوا دی بڑے مشہور ہوئے۔ ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز۔ لیکن اقبالؔ کے بعد پھر کسی نے کہا نہیں محمود و ایاز کو اس لیے کہ اس میں کچھ نزاکتیں تھیں بہت سے غلام گذرے لیکن علیؑ کا غلام قنبر تھا ایسا غلام کسی کو نہیں ملا۔ اس لیے کہ محل میں تو سب غلام ہوتے ہیں میدان میں کوئی غلام نہیں ہوتا قنبر وہ غلام ہے کہ جو خاک پہ سوتا ہے لیکن میدان جنگ سے بھاگتا نہیں۔ ذوالفقار ساتھ لئے پیچھے پیچھے شان سے، جیسے بلال رسولؐ کے ساتھ نیزہ

لئے ، بلال آگے چلتے تھے نیزہ لئے ہوئے۔ جہاں پر بلال اپنے نیزے کو گاڑ دیں چلتی ہوئی سواری رک جاتی تھی یعنی نیزہ جہاں پر گڑے گا وہیں نبیؐ اُتریں گے یعنی غلام اپنے آقا کا مزاج تو سمجھے۔ یہ مرتبہ بلال کے علاوہ کسی اور کو کیوں نہیں ملا اس لیے کہ وہ عاشق تھا پروانہ تھا شمع رسالتؐ کا ، جو مرتبہ قنبر کو ملا وہ کسی کو نہیں ملا اس لیے کہ مزاج کو سمجھتا ہے قنبر بہت قریب ہے۔ تو اب اس کی جزائیں یہ کہ ھل جزاء الاحسان کہ علیؑ اتنا بڑا احسان کر دیں بہترین لباس خریدیں اور ساتھ ہی ایک کمترین لباس خریدیں اور بہترین قنبر کو دے دیں اور کمترین اپنے لئے رکھیں مولاؑ یہ کیا آپؑ نے وہ غلام کا ہے وہ آقا کا ہے کہا نہیں جو فیصلہ ہم نے کیا وہ صحیح ہے کہا کیوں کہا اس لیے میں بوڑھا ہوں تو جوان ہے بوڑھے کو سادہ لباس زیب دیتا ہے اور جوان کو قیمتی لباس زیب دیتا ہے۔ اس لیے تیرے لئے قیمتی خریدا۔ اب خدمت کی ہے تو اس کے صلہ میں آقا نے تاریخ میں نام لکھوا دیا۔ اور پھر جاتے جاتے یہ بھی بتا دیا کہ یہ نہ سمجھنا کہ جب میں مر جاؤں گا میری شہادت ہو جائے گی تو میری غلامی سے یہ نکل جائے گا۔ چلتے چلتے یہ بھی سب کو سنا دیا کہ میں مر جاؤں جب بھی یہ میرا غلام رہے گا۔ غلام بھاگ جاتے ہیں جب آقا مر جاتے ہیں دوسرا آقا ڈھونڈ لیتے ہیں۔ علیؑ نے بتایا میرے غلام ایسے ہوتے ہیں۔ علیؑ نے کہا قنبر میری راہ میں تجھ کو قتل کیا جائے گا تم سے کہا جائے گا کہ مجھ کو برا کہو۔ کہا میری زبان جل جائے اگر میں آپؑ کو برا کہوں کہا تب قتل کیا جائے گا تیری زبان کاٹی جائے گی کہا ستر بار مارا جائے پھر زندہ کیا جائے اور کہا جائے کہ علیؑ کو برا کہو میں تو نہ کہوں گا ستر بار قتل ہو جاؤں ، بتا دیا علیؑ نے ایسے ہوتے ہیں میرے غلام۔ یہ ہے غلامی علیؑ کی اور سارے سبق میدان جنگ میں وہ اور تھے کہ جو سرداری کو نہ سمجھے وہ کافر تھے ان کی سمجھ میں دولت ہی سرداری تھی ، علیؑ نے بتایا سرداری کیا ہے سب سردار بنے تھے۔

ابوجہل کا یہ انجام ابولہب کا وہ انجام ایک ابو بچ گیا مکہ میں۔ اب وہی ہے اور دورے کر رہا ہے لشکر تیار ہوا بدر میں ایک ہزار کا تھا اب تین ہزار کا لشکر جنگ احد کی تیاری ہوئی اور رات رات بھر حضورؐ کا لشکر جاگتا اور پہرے دیتا کہ مدینہ پر حملہ نہ ہو جائے شب خون نہ مارا جائے اور جب احد کے میدان میں تین ہزار کا لشکر لے کر ابوسفیان آیا تو تین سو تیرہ بدر میں تھے دوسرے سال اس لڑائی میں نبیؐ کا لشکر سات سو تھا اور اب جو لشکر چلا تو شان ہی کچھ اور تھی فاتح تھے بدر کے سب اور آج حمزہؑ کی شان دیکھنے والی تھی سر پر جو خود تھا اس پر شتر مرغ کے پر کی کلغی تھی جس کا پر ہوا سے ہل رہا تھا لمبا قد اور سواری پر حمزہؑ لیکن لشکر کا بڑا علم علیؑ کے پاس تھا اس دن لوا بھی علیؑ کے پاس تھا اس دن رایت بھی علیؑ کے پاس تھا ایک چھوٹا علم ہوتا ہے لشکر کا اور ایک بڑا علم دونوں علم علیؑ کے پاس تھا۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ دونوں علم علیؑ کے ہاتھوں میں تھے نہیں جن کے پاس علم ہوتا وہ علیؑ کے حکم کے منتظر رہتے تھے۔ یہ مطلب ہوتے ہیں علمداری کے۔ جہاں علیؑ کہہ دیں کہ یہاں رک جاؤ میمنہ کی طرف جانا ہے کہ میسرہ کی طرف جانا ہے کہ قلب لشکر میں رہنا ہے۔ یا آگے بڑھنا ہے اور آج پورے لشکر کی نگرانی علیؑ کے پاس ہے اور جب احد کے میدان میں پہاڑیوں کے درمیان لشکر سجا تو نبیؐ نے لشکر کے دو حصے کئے کہا دیکھو اس میدان میں خطرہ ہے اس پہاڑی کے دُرّے سے خطرہ یہ ہے کہ اگر ادھر سے دشمن آ جائے تو ہماری پشت ہوگی اور ہم پر اچانک حملہ ہو سکتا ہے۔ ہم سامنے سامنے لڑیں گے مگر دشمن بہت عیار ہے نبیؐ نے سب کچھ بتایا ہم اصولوں سے لڑتے ہیں۔ جن لوگوں نے جنگی معاملات پر کتابیں لکھی ہیں ان سب نے لکھا ہے کہ میدان جنگ میں یا سیاست میں ہر بات جائز ہوتی ہے اسلام نے اس اصول کو توڑ دیا غور کیا آپ نے یعنی ہر بات جائز ہے جو باتیں ناجائز ہیں وہ بھی لڑائی میں جائز کر لی جاتی ہیں مثلاً دھوکہ

دینا دھوکہ سے مارنا میدانِ جنگ میں جائز ہے لیکن آلِ محمدؑ نے کبھی دھوکے سے کسی کو نہیں مارا۔ گاؤں والے پریشان تھے اژدہا آتا تھا لوگوں کو ڈس کے چلا جاتا تھا علیؑ سے کہا مولاؑ آپ ادھر سے گذر رہے ہیں وہ اژدہا ہمیں پریشان کرتا ہے پھنکارتا ہے سانسیں لیتا ہے کئی ایک کو ڈس کر چلا جاتا ہے کہا کہاں ہے دوڑے دوڑے لوگ آئے کہا گھاٹی کے پاس آرام سے پہاڑی پر سو رہا ہے چلئے اور چل کے مار دیجئے جاگ جائے گا تو مقابلہ نہیں ہوسکتا۔ علیؑ گئے اور جا کر ٹھوکر ماری کہا اٹھ علیؑ آیا ہے لوگ پیچھے چلانے لگے ارے سو رہا تھا موذی کو بھی کہیں جگایا جاتا ہے علیؑ وہ ہے جو پہلے موذی کو جگاتا ہے پھر مارتا ہے۔ کہا اگر دشمن درندہ بھی ہے تو سوتے میں نہیں ماریں گے یہ حملہ کرے پھر میں حملہ کروں گا۔ یعنی از قسم اژدہا میں ہی یہ ہمت تھی کہ علیؑ پر حملہ کرے یہ بات آپ سمجھ لیں۔ شیر کی یہ ہمت نہیں کہ علیؑ پر حملہ کرے۔ بھیڑیئے کی ہمت نہیں کہ علیؑ پر حملہ کرے اس سے سمجھ لیجئے کہ کیوں آیا تھا علیؑ کے پاس کیا ارادہ تھا کیوں آیا تھا جھولے کے پاس وہ بچپن یہ جوانی آج بھی اسی نے اٹھ کر علیؑ پر حملہ کیا۔ اس نے علیؑ پر حملہ کیا علیؑ نے ذوالفقار سے دو ٹکڑے کر دیئے۔ کوئی مشکل نہیں جو بچپن میں دو ٹکڑے کر چکا ہو اژدر کے وہ جوانی میں کرے تو کیا کمال ہے کمال یہ دیکھنا ہے کہ بچپن میں بھی ایک اژدہا مقابل میں آیا جوانی میں بھی اژدہا مقابل میں آیا یہ اور کوئی درندہ کیوں نہیں آتا تھا اژدہا کیوں آیا تھا۔ ارے اژدہا سب سے بڑا انسان کا دشمن ہے اس لیے کہ اژدہے پر سوار ہو کر شیطان جنت میں آدمؑ کو بہکانے گیا تھا۔ انجیر کا درخت، مور اور اژدہا تین میں سمایا تھا شیطان۔ تو انجیل میں تو پوری آیات ہیں قرآن میں مختصر۔ انجیل میں تفصیل ہے کہ اللہ نے انجیر کو مور کو سب کو جنت سے پھینک دیا مع شیطان کے۔ ایک مثل مشہور ہے وہ انجیل سے نکلی ہے اب پتہ نہیں اس میں کہاں تک حقیقت ہے

لیکن جہاں تک میں نے تحقیق کی ہے کہ تینوں آپس میں دشمن ہیں جہاں انجیر کا درخت ہوگا مور پورے درخت کو ننگا کر دیتا ہے ایک ایک پتہ غصے میں نوچتا جاتا ہے اور اگر انجیر کھالے مور تو اسکے لئے زہر بن جاتی ہے اور اگر سانپ مور کو مل جائے تو واحد پرندہ مور ہے جو سانپ کو کھا جاتا ہے۔ جب مور سانپ کو کھا جاتا ہے تو پورا نگلتا جاتا ہے اور پانی نہیں پیتا پھر جب تک کہ سانپ پیٹ میں ہے ہضم نہ ہو جائے پانی نہیں پیتا اگر پانی پی لے تو جسم میں زہر پھیل جائے۔ آپس میں دشمنی ہے۔ تو اژدہا آدمؑ کا دشمن اور جب بھی شیطان آیا اژدہے کے روپ میں آیا۔ کہنا یہ ہے کہ علیؑ نے دشمن کو کبھی دھوکے سے نہیں مارا تو درندے کو دھوکے سے نہ مارے وہ میدانِ جنگ میں دھوکے کو لڑائی میں جائز کیسے قرار دے دے۔ نبیؐ نے کہا کہ ان کے لئے ممکن ہے کہ وہ اس درّے سے آجائیں اور پشت سے حملہ کر دیں ہم ایسا نہیں کریں گے۔ یہی نبیؐ سب کو سمجھا رہے تھے یہ پچاس آدمی جو تیر انداز ہیں وہ اس طرف کھڑے ہو جائیں اس درّے کو گھیر کر اور عجیب جملے کہے آندھی آئے پانی آئے طوفان آئے اپنی جگہ سے ہلنا نہیں۔ اپنی جگہ سے ہلنا نہیں یہ جگہ چھوڑنا نہیں اور یہاں لڑائی شروع ہو گئی تمام مورخین نے لکھا جیسی احد فتح ہوئی ایسی کوئی لڑائی فتح نہیں ہوئی سات سَوؑ (مجاہدوں) نے تین ہزار کو مار بھگایا۔ فتح کی وجہ کیا تھی یعنی خوبصورت طریقے سے لڑائی کیوں فتح ہوئی اس لیے کہ اس لڑائی میں کوئی علمدار کافروں کا علم لے کر آگے بڑھنے کو تیار نہیں تھا ابوسفیان نے غیرت دلائی کہا شرم کرو اور پرچم لے کر آگے بڑھو۔ سمجھے نہیں آپ سب نے دیکھ لیا تھا کہ ادھر کا علمدار کون ہے۔ اور یہی ہوا کہ بنی عبدالدار کو جن کے پاس پرچم رہتا تھا کافروں کا جب خطبہ دے کے ابوسفیان نے ان کو آگے بڑھایا تو طلحہ ابن ابی طلحہ ہمت کر کے علم لے کر رجز پڑھتا ہوا آگے بڑھا جیسے ہی علیؑ کے مقابل آیا تلوار چلی علم گرا موقع نہ ملا

اسے کہ دوسرے ہاتھ میں علم لے سکے کہ علیؑ نے چار ٹکڑے کر دیئے آگے بڑھ کر دوسرے نے علم اُٹھایا علیؑ نے اسے بھی قتل کیا لشکر میں آگے بڑھتے جاتے ہیں نیا علمدار آتا ہے صادق آل محمدؐ کہتے ہیں کہ نو علمدار روزِ احد علیؑ کے ہاتھ سے مارے گئے یہاں تک کہ لشکر کفار میں علمدار ختم ہو گئے۔ ایک عورت علم لے کر رجز پڑھتے ہوئے میدانِ جنگ میں نکل آئی، علیؑ نے منہ پھیرا عورت میدانِ جنگ میں آجائے تو علیؑ منہ پھیر لیتے ہیں۔ اب سمجھئے کہ جنگ کیوں فتح ہوئی اس لیے کہ سب علمدار مارے گئے۔ جو جو پرچم کافروں کا اُٹھائے تھا وہ مارا گیا لاشیں بکھری پڑی تھیں کہتے ہیں کہ ستر آدمی علیؑ کے ہاتھ سے قتل ہوئے لڑائی فتح ہو گئی۔ جب لڑائی فتح ہو گئی میدان جنگ چھوڑ کر کافر بھاگے تو کافر بڑے مالدار تھے سامان خوب لے کے آتے تھے یہاں تک کہ جب کافروں کا لشکر بھاگا تو اب کیا تھا مالِ غنیمت لٹنے لگا سارے مسلمان مالِ غنیمت پر ٹوٹ پڑے کہ ہاتھ سے نکل نہ جائیں یہ قیمتی زرہیں تلواریں چھولداریاں لٹنے لگا وہ پچاس صحابی درّے کے پاس سے کھڑے دیکھ رہے تھے سب نے کہا مال تو لٹ جائے گا ہم یہاں کھڑے کھڑے سوکھ رہے ہیں۔ ایک آیت ہم یہاں پر آپ کو سنا دیں بلکہ دو آیات تاکہ بات واضح ہو جائے کہ حضرت سلیمانؑ کے تخت پر پرندے سایہ کر کے چلتے تھے۔

وَتَفَقَّدَ الطَّيْرَ فَقَالَ مَالِيَ لَآ اَرَى الْهُدْهُدَ اَمْ كَانَ مِنَ الْغَآئِبِيْنَ لَاُعَذِّبَنَّهٗ عَذَاباً شَدِيْداً اَوْ لَا اَذْبَحَنَّهٗ اَوْلَيَاْتِيَنِّيْ بِسُلْطٰنٍ مُبِيْنٍ (سورۃ النمل، آیت ۲۰،۲۱)

ترجمہ: ''اور جائزہ لیا سلیمانؑ نے پرندوں کی فوج کا اور فرمایا: کیا بات ہے؟ نہیں دیکھ رہا ہوں میں ہُد ہُد کو کیا وہ کہیں غائب ہو گیا ہے؟۔ میں ضرور سزا دوں گا اسے سخت

ترین سزا یا اُسے ذبح کر دوں گا یا اُسے پیش کرنی ہوگی میرے سامنے کوئی معقول وجہ۔'' (سورۃ النمل، آیت ۲۰،۲۱)

تخت اُڑ رہا تھا کہ حضرت سلیمانؑ کے اوپر ذرا سی دھوپ آ گئی سر اُٹھا کر دیکھا تو ایک جگہ سے دھوپ آ رہی ہے کہا یہاں کا پرندہ کہاں گیا یہاں پر تو ہدہد کی جگہ تھی بس نبیؑ اللہ نے کہا آج میں ضرور اس کی گردن مروڑوں گا اور اس کی گردن مروڑ کر مار ڈالوں گا بغیر میرے اِذن کے اپنی جگہ سے ہٹا کیوں اس آیت کی قرآن میں کیا ضرورت تھی کہ پرندے کا ذکر رہ جائے کہاں رہا وہ ہدہد انسان ہوتا تو چلو نبیؑ نے حکم دیا تھا اس کی گردن ماردو پرندہ اب سمجھ میں آیا کہ آیت اس لئے رکھی کہ نبیؑ اگر کسی کو کسی جگہ پر مقرر کر دے اور وہ بغیر نبیؐ کے اِذن کے وہ جگہ چھوڑ دے تو اس کی سزا ہے گردن ماردی جائے۔ ان پچاس اصحاب نے دیکھا کہ مال لٹ رہا ہے سب نے آپس میں کہا کہ لٹ جائے گا تو کہا کہ چلو سب نے جگہ چھوڑ دی نبیؐ نے کہا تھا طوفان آ جائے تم یہاں سے ہٹنا نہیں سب نے جگہ چھوڑی اور مال لوٹنے میں لگ گئے۔ خالد بن ولید ایک دستہ کافروں کا لئے گھوم رہا تھا اسی درّے سے آیا جگہ خالی تھی مسلمانوں پر اُدھر سے جو حملہ کیا تو سب اِدھر سے بھی کافر اُدھر سے بھی کافر۔ اب مسلمانوں نے جب مال لوٹ کر کہا چلو، مال و اسباب کسی نے گلے میں لٹکایا ہوگا کسی نے ہاتھوں میں سب لدے پھندے ہوئے جب مڑے ہونگے بھاگنے کیلئے ابھی تک تو جب بھی بھاگتے تھے تو ہلکے پھلکے اب تو پاؤں من من بھر کے ہو گئے۔ سامان جو لدا ہوا ہے اب سامان چھوڑیں یا جان چھوڑیں کیا کریں۔ وہ جو بھاگ رہے تھے کافر انہوں نے جو دیکھا کہ ہمارے جوان نے سنبھال لیا تو بھاگے ہوئے کافر واپس ہوئے جیتی ہوئی لڑائی مسلمان ہار گئے اور چاروں طرف سے گھر گئے اور پھر مسلمانوں کی وہ گت بنی میدان ہاتھ سے دے دیا اور

دونوں طرف سے جو تلواریں چلنا شروع ہوئیں چونکہ دونوں طرف سے کافر آئے تو مسلمان خود آپس میں ٹکرار ہے تھے پتہ ہی نہیں چل رہا تھا کون کس پہ تلوار چلا رہا ہے۔ آپس میں اپنوں کو زخمی کر لیا اِن میں جو تیز طرار تھے انھیں پھر بھی راستہ مل ہی گیا اور راستہ جس جس کو ملا ہمیں آپ کو کیا معلوم ہوتا اکڑ اکڑ کر بیان کیا کسی نے کہا میں تو اتنی تیز گیا کہ ایک دن کے بعد آیا تو دوسرے نے کہا میں تو اتنی تیز گیا دوسرے دن آیا تو تیسرے نے کہا میں تو اتنی تیز گیا کہ تیسرے دن آیا۔ اور کسی نے کہا کہ میں تو گھبرا کر پہاڑی پر چڑھا میں تو پہاڑی بکری کی طرح اچھل رہا تھا پہاڑی پر۔ یہ ہے احد کا میدانِ جنگ اسی میدانِ جنگ میں سب ہیں تو ہمارا علیؑ کہاں ہے اِس بھگدڑ میں علیؑ نے چاروں طرف دیکھا کہیں نبیؐ نظر نہ آئے تو اک بار علیؑ لڑتے بھی جاتے ہیں یہ واحد لڑائی ہے جس میں علیؑ کے جسم پر سولہ زخم لگے تھے۔ دو زخم کاری تھے۔ لڑتے جاتے اور ایک ایک لاش کو الٹتے جاتے کہیں ایسا تو نہیں کہ ان لاشوں میں پیغمبرؐ کا لاشہ ہو۔ لاشوں کو اُلٹتے جاتے تلوار بھی چلاتے جاتے ڈھونڈ ھتے ڈھونڈ ھتے تلاش کرتے کرتے میدان میں اس گڑھے تک پہنچ گئے کہ جس گڑھے میں پیغمبرؐ گر گئے تھے اپنی سواری سے اور اس کی وجہ یہ تھی کہ پتھر پھینکے جا رہے تھے جس کی وجہ سے گڑھے میں پیغمبرؐ گر گئے جب علیؑ پہنچے تو پہنچتے ہی دونوں شانوں کو پکڑ کر علیؑ نے پیغمبرؐ کو اٹھایا اس کے بعد دوڑتے ہوئے پہاڑی چشمے سے پانی لائے پانی سے پیغمبرؐ کے چہرہ کو خون سے صاف کیا اس کے بعد اٹھا کر پیغمبرؐ کو سواری پر بٹھا دیا دیکھئے خود سولہ زخم کھائے ہوئے ہیں۔ لیکن اپنی پرواہ نہیں ہے یہ ہے میدانِ جنگ میں علیؑ کہ نبیؐ کو سواری پر بٹھا دیا اب یہ وہ وقت تھا کہ جب نبیؐ کو علیؑ نے سواری پر بٹھا دیا تو یہ وہ منزل ہے کہ جہاں اللہ نے جبرئیلؑ سے کہا کہ جا کر رسولؐ سے کہو کہ آج اللہ علیؑ کی جنگ پر فخر ومباہات کر رہا ہے۔

علیؑ وہ ہے کہ جس کی جنگ پر اللہ فخر ومباہات کرتا ہے۔ کفار کے لشکر چاروں طرف سے بڑھتے آتے ہیں کہ پیغمبرؐ کو گھیر لو اکیلے ہیں اور آج قتل کر دو اس لیے کہ سب ساتھی پیغمبرؐ کے پیغمبرؐ کو چھوڑ کر جا چکے اب آپ خود سوچیے کہ ایک سپاہی جو پورے لشکر سے لڑ رہا ہو اتنی دیر سے وہ پرانی تلوار جس سے بدر میں بھی لڑا جس سے بدر میں ۳۵ مارے ستر آج مارے تو اب اس تلوار کو تو ٹوٹ جانا تھا اور وہ تلوار ٹوٹ گئی اور وہ آدھی تلوار لیئے ہوئے علیؑ لڑتے رہے اس تلوار کے ٹکڑے سے لڑتے رہے اب وہ جملہ آپ کو یاد ہے کہ اللہ نے کہا کہ فخر ومباہات میں کر رہا ہوں۔ جانے کون سی ادا اللہ کو علیؑ کی بھائی میرے سمجھ میں تو ایک ہی بات آتی ہے کہ آج میرے محبوب کو جو بچا رہا ہے دشمنوں سے۔ کل میں نے کہا تھا کہ نشانِ حیدر سب سے بڑی شجاعت پر ملتا ہے۔ اور کائنات کی سب سے بڑی شجاعت علیؑ کی تھی تو اب علیؑ کو کون سا نشان ملے۔ صرف میں ذوالفقار اترتے ہوئے دیکھوں گا۔ حیدر جب کائنات کی سب سے بڑی فتح پائے تو اس کو کیا نشان ملے جو کائنات کا سب سے بڑا فاتح ہو اس کے نام کا جب نشان ملے تو خود اس کو کیا نشان ملے تو وہ نشان ملے جو کائنات کے کسی نبی کو کسی ولی کو نہیں مل سکتا۔ اللہ نے کہا سب کو نشانِ حیدر ملے گا اور اللہ نے کہا اے علیؑ تجھ کو نشانِ معبود ملے گا۔ بس پلٹ کر نبی نے جلال کے عالم میں کہا علیؑ سب چلے گئے مجھے چھوڑ کر سب بھاگ گئے کہاں ہے فلاں، کہاں ہے فلاں، کہاں ہے فلاں، علیؑ نے کچھ نہیں کہا، نبیؐ نے خود ہی کہا سب چلے گئے۔ آج راز کھل گیا عشق رسولؐ کا۔ رسولؐ نے جلال کے عالم میں کہا یا علیؑ جب سب بھاگ گئے تو تم بھی کیوں نہ بھاگ گئے۔ اس سے پتہ چل رہا ہے کہ جلال کتنا ہے آج پتہ چل رہا ہے کہ رحمت کو بھی جلال آتا ہے۔ یا علیؑ تم بھی کیوں نہ بھاگ گئے تو علیؑ نے کہا یا رسولؐ اللہ ایمان کے بعد کفر اختیار کر لیتا؟ کم از کم علیؑ نے یہ تو بتا دیا کہ میدانِ

جنگ سے بھاگنا کفر ہے، پتہ چلا کہ علیؑ وہ میزان ہے جو میدان جنگ میں آکر بتائے کہ جو یہاں سے بھاگے وہ کافر ہے۔ جو رک جائے وہ کل ایمان ہے۔۔۔ (صلوٰت)

ایک بار پیغمبرؐ نے کہا ارے تم لوگوں میں کسی کو پتہ ہے میرے چچا حمزہؓ کہاں ہیں؟ ایک غلام کو علیؑ نے بھیجا اس نے جا کر دیکھا کہ حمزہؓ کی لاش پڑی ہے اور ابوسفیان کی زوجہ ہندہ آئی اسی دن سے اس کا نام جگر خوارہ ہوا پہلے جناب حمزہؓ کے کان کاٹے خنجر سے ناک کو قطع کیا ہونٹوں کو قطع کیا تاگے میں پرویا اور گلے میں پھولوں کا ہار پہنا اسکے بعد سینہ چاک کیا سینہ چاک کر کے حمزہؓ کا دل نکالا منھ میں رکھا چبانا چاہتی تھی اللہ نے اسے پتھر کر دیا اسکے دانت ٹوٹ گئے لیکن جگر کو چبا نہیں سکی یہ دوسری بات ہے کہ لہو کے قطرے شکم میں چلے گئے ہوں اسی لئے دربار میں یزید سے کہا تھا زینبؑ نے میں تجھ سے اور کیا امید کر سکتی ہوں تیرا تو جسم بنا ہے اس خون سے جو تیری دادی نے پیا تھا احد میں۔ آج اگر کوئی مسلمان ایسوں کا مداح ہو جائے تو باعث شرم ہے اس مسلمان کیلئے کسی فرقے سے ہو بریلوی ہو اہلحدیث ہو وہابی ہو میں سمجھتا ہوں کوئی مسلمان جگر خوارہ کا مداح نہیں ہے اس وحشی غلام کا مداح نہیں ہے جس نے جناب حمزہؓ کو قتل کیا۔ اس لیے کہ شیعہ سنی سب لکھتے ہیں کہ کلمہ تو سب نے پڑھا فتح مکہ کے روز لیکن آپ کو پتہ ہے جب حبشی غلام جس نے حمزہؓ کو قتل کیا تھا جب وہ کلمہ پڑھنے آیا تو رسولؐ نے کہا کلمہ تو تو نے پڑھ لیا لیکن خبردار آج کے بعد میرا سامنا نہ کرنا کہہ دو اس غلام حبشی سے کہ میرے سامنے نہ آئے مجھے میرا چچا یاد آجاتا ہے میں قاتل کو دیکھتا ہوں تو مجھے میرے چچا کا جسم اور شہادت یاد آجاتی ہے۔ غلام گیا اس نے لاش کی حالت دیکھی واپس نہیں آیا لوگوں کو تشویش ہوئی جو اصحاب آگئے تھے ابودجانہ ابوایوب انصاری یہ خبر مدینہ پہنچ چکی تھی جناب فاطمہؑ وہاں سے چل چکیں راکھ بنائی راکھ بنا کر دہن میں بھر دی جس

سے لہو رکا۔ یہ بات بھی شہزادیؑ نے بتایا ہے کہ جب لہو بہہ رہا ہو تو کپڑے کو جلا کر اسکی راکھ زخم میں رکھ دی جائے۔

اپنے باپؐ کا علاج کیا اور روتی جاتی ہیں رسولؐ خدا نے کہا علیؑ تم جا کر دیکھو غلام تو خبر لے کر نہیں آیا غلام مارے شرم کے نہیں آیا کہ میں جا کر رسولؐ کو بتاؤں گا کیا کہ لاش کی حالت کیا ہے۔ علیؑ خود گئے لیکن جب علیؑ خود گئے تو اب علیؑ میں یہ ہمت نہیں کہ رسولؐ کو بتائیں کہ میں نے کیا دیکھا۔ جب علیؑ کو بھی آنے میں دیر ہوئی تب زخمی نبیؐ نے کہا اب میں سمجھ گیا اب مجھے لے چلو۔ کہتے ہیں جب نبیؐ لاشے پر پہنچے جناب حمزہؓ کے اور حالت دیکھی تو اتنا چیخ کر روئے کہ روتے روتے وہیں زمین پر گر کر بے ہوش ہو گئے گر گئے۔ جناب فاطمہؑ ساتھ تھیں انھوں نے رونا شروع کیا ہائے چچا حمزہؓ ہائے چچا حمزہؓ جب لاش حمزہؓ پر سب پہنچ گئے مدینہ اطلاع ہوگئی کہ حمزہؓ شہید ہو گئے تو جناب حمزہؓ کی بہن صفیہ روتی ہوئی مدینہ سے احد کے میدان تک جناب صفیہ یہ کہتی ہوئی چلیں ہائے میرا بھائی ہائے میرا بھائی دیکھئے حالت پیغمبرؐ کی خود ایسی تھی کہ بے ہوش ہو رہے تھے بار بار لیکن جب لوگوں نے بتایا کہ آپ کی پھوپھی حمزہؓ کی بہن بھائی کی شہادت سن کر آ رہی ہیں لاشے پر تو ایک دم جانے کہاں سے طاقت آئی کہا علیؑ جلدی لاشے پر چادر ڈال دو ایسا نہ ہو کہ بھائی کا ٹکڑے ٹکڑے لاشہ بہن دیکھ لے۔ دیکھئے یہ وہ شہادت ہے حمزہؓ کی شہادت کہ اسلام میں جہاں سے شہادت شروع ہوئی ہے اور میں نے بچپن سے دیکھا ہے کہ جب حمزہؓ کی شہادت ذاکر نے پڑھی ہے تو چونکہ سید الشہداء ہیں پہلے اور مظلوم ہیں پہلے اور مظلوم ہیں تو حمزہؓ پر رونا ثواب ہے اور پہلی حدیث رسولؐ کی آئی۔ دفن کیا حمزہؓ کو وہیں احد کے میدان میں۔ مدینہ آئے تو جب گلیوں سے گذرے تو ہر گھر سے انصار کے رونے کی صدا آ رہی تھی جس جس کا کوئی مارا گیا تھا احد کے میدان میں انصار

کی عورتیں اُس کو چیخ چیخ کر رو رہی تھیں لیکن جب اپنے گھر آئے تو ایک فاطمہؑ اور ایک صفیہؑ انصار کی عورتوں میں دو عورتوں کی آواز دب گئی۔ تو بے اختیار پیغمبرؐ نے ایک حدیث کہی جو بہت مشہور حدیث ہے۔ کاش کوئی میرے چچا حمزہؑ پر بھی ایسا رونے والا ہوتا۔ یہ کہہ کے رونے لگے پیغمبرؐ، ہر ہر محدث نے اس حدیث کو نقل کیا اسی طرح کاش میرے چچا حمزہؑ پر بھی ایسے ہی رونے والیاں ہوتیں یہ بات انصار کی عورتوں کو پتہ چلی سب نے اپنے مردوں کو چھوڑا سب نے سر پر چادر ڈالی اور حمزہؑ کے گھر پر آ کر کہا پیغمبرؐ سے کہہ دو ہم اپنے مردوں پر نہیں روئیں گے ہم خالی آپ کے چچا پر روئیں گے اور ساری انصار کی عورتوں نے فاطمہؑ اور صفیہؑ کے ساتھ مل کر کہنا شروع کیا ہائے حمزہؑ، ہائے حمزہؑ پورے مدینہ میں حمزہؑ کا نام گونجا تو ایک بار پیغمبرؐ نے حدیث کا دوسرا ٹکڑا کہا ہاں حمزہؑ جیسے شہید پر رونے والوں کو اسی طرح رونا چاہئے اب حدیث کامل ہوئی۔ آپ کو پتہ ہے جو انصاری لکھتے ہیں اپنے آپ کو انصاری انکے گھر میں جب کوئی مر جاتا ہے اور اس کا فاتحہ ہوتا ہے تو پہلے گھر کی عورتیں پہلا فاتحہ حمزہؑ کا کراتی ہیں پھر اپنے مردے کا۔ پہلے حمزہؑ کو روتی ہیں آج چودہ سو سال تک ان کے یہاں یہ رسم ہے اور اب ہر شیعہ سنی کے گھر میں یہ رسم عام ہوگئی کہ شب برات کے مہینے میں پندرہ تاریخ کو مردوں کا فاتحہ ہوتا ہے لیکن حمزہؑ کا فاتحہ پہلے ہوتا ہے یہ ہے رسولؐ کی اس حدیث کا اثر کہ جسے یہ تمنا تھی کہ کوئی میرے چچا پر روئے کوئی حمزہؑ کی بہن کو جا کر تعزیت ادا کرے کوئی حمزہؑ کی بھتیجی فاطمہؑ کو تعزیت دے۔ پیغمبرؐ نے میدانِ جنگ کا اُصول دے دیا کہ اگر میدانِ جنگ میں کوئی شہید ہو جائے تو مسلمانوں تم پر واجب ہے کہ پہلے اسکی بہن کو تعزیت دینا۔ اسی بات کا تو رونا ہے۔ ہاں تعزیت دی مسلمانوں نے اور بہت شان سے حسینؑ کی بہن کے پاس تعزیت ادا کرنے آئے یوں آئے کہ مشعلیں لئے ہوئے آئے خیمے جلاتے

ہوئے آئے۔صفر کا مہینہ ہے دربار پہنچ رہی ہے حسینؑ کی بہن کربلا میں تعزیت دینے کا طریقہ یہ کہ خیموں کو جلا دیا چادریں چھین لیں۔اب مسلمانوں کا حاکم تخت پر ہے۔ یہیں تعزیت ہو جائے یہاں تعزیت کا طریقہ اختیار کیا گیا۔بازار سجادو۔آئینہ بندی کر دو باجے بجاؤ۔کپڑے ایسے پہنو جیسے عید کے دن پہنے جاتے ہیں اژدہام تھا بچے عورتیں بوڑھے جوان سب بازار میں آئے ہوئے تھے ایسے میں شہر شام دمشق کے صدر دروازے سے پہلے سر آئے حسینؑ کا سر آیا حبیبؓ کا سر آیا پھر علی اکبرؑ کا سر آیا کچھ اونٹ آئے عماریاں آئیں آگے آگے قیدی لاغر زنجیروں میں بندھا ہوا اور جب بازار میں داخل ہوئے سب سے آگے آگے اونٹ جس پر جناب زینبؑ چہرے کو بالوں سے چھپائے ہوئے۔سکینہؑ بی بی کو گود میں لئے ہوئے جیسے ہی بازار میں داخلہ ہوا تقریر کا آخری جملہ ایک بار چاروں طرف سے جو چھتوں پر عورتیں بیٹھی ہوئی تھیں سب نے پتھر مارنا شروع کیے ایک بار چھوٹے چھوٹے بچے جو باپ کے کاندھوں پر بیٹھے ہوئے تھے انھوں نے کہا ہمیں اُتارو۔بچوں نے زمین سے پتھر اُٹھائے۔پتھر کھینچ کر مارنا شروع کیا۔کچھ عورتوں نے اوپر سے پتھر اور انگارے پھینکنے شروع کئے ایک جلتا ہوا انگارا سید سجاد کے سر پر گرا۔

ایک بوڑھا ایک بچے کو کندھے پر بٹھائے ہوئے تھا،اس نے کہا مجھے اُتارو باپ نے اُتارا اس نے ایک بڑا پتھر اُٹھایا آگے آگے نیزے پر جو سر تھا ایک بار اس نے حسینؑ کے سر پر مارا جیسے ہی پتھر سرِ حسینؑ پر پڑا ایک لہو کی دھار چلی زینبؑ نے اپنے بال پکڑے کہا پروردگار یہ فاطمہؑ کا لال سید سجادؑ نے کہا پھوپھی اماں بددعا نہ کیجئے گا۔

---

# چوتھی مجلس

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ساری تعریف اللہ کے لیے درود اور سلام محمدؐ وآلِ محمدؐ کے لیے

عشرہ چہلم کی چوتھی تقریر آپ حضرات سماعت فرما رہے ہیں ''حضرت علیؑ میدانِ جنگ میں'' اس عنوان پر ہم مسلسل گفتگو کریں گے۔ نہ معلوم دنیا میں کتنے انسان ایسے گذرے جو مشہور ہیں اپنے کسی نہ کسی اوصاف کی بنیاد پر یہ کائنات کا واحد انسان ہے جسے علیؑ کہتے ہیں جو صرف تلوار کے ماہر نہیں بلکہ یہ لقب دنیا میں صرف علیؑ کیلئے ہے صاحب سیف وقلم جس نے اپنے قلم کو تلوار بنا دیا اور تلوار کو قلم بنا دیا۔ میں نے شاعرانہ جملہ نہیں کہا بلکہ علیؑ نے اپنی تلوار سے اسلام کی تاریخ لکھی۔ کون ہے دنیا میں کہ جو تلوار سے اپنی قوم اپنی ملت کی تاریخ لکھے جتنے بھی تلوار کے دھنی گذرے خون کے ساتھ ظلم جبر ان کے تلوار کے دستے میں ٹنکا ہوتا ہے واحد علیؑ وہ انسان ہیں کہ جس نے اتنی تلوار چلائی کہ ایسی کسی نے نہیں چلائی لیکن کائنات کے کسی مذہب کا کوئی انسان علیؑ کو ظالم نہیں کہتا۔ علیؑ نے اتنے یہودی مارے کوئی یہودی آج لکھ دے اپنی کتاب میں کہ علیؑ ظالم تھے جب چودہ صدیوں میں نہ لکھا تو اب کیا لکھے گا، عیسائیوں میں تو کبھی تلوار چلائی ہی نہیں ان کے یہاں تو کبھی ذرا سا بھی شک نہیں ہوسکتا کہ وہ لکھیں گے۔ کیا پڑی ہے بت پرست کافروں کو کہ وہ ایسی بات لکھیں ان کی تو زبانیں سوکھ گئیں ہندوؤں کی یہ کہتے کہتے کہ تم علیؑ کہتے ہو ہم اسے مہابلی کہتے ہیں وہ تو خدا کا اوتار تھا وہ تو

اللہ کا بھگوان کا چمتکار تھا اب رہ گئے مسلمان، تاریخ تو مسلمان لکھتے ہیں۔ اسلام کی تاریخ مسلمانوں نے لکھی۔ وہ بتائیں کہ علیؑ نے کتنی تلوار چلائی ہے تو کچھ لکھ دیں۔ جمل میں تلوار کھینچی علیؑ نے تو ۳۵ ہزار سجدہ گذاروں کو حافظانِ قرآن کو قتل کر کے تلوار نیام میں رکھی اسی دن سے مسلمانوں کو چاہئے تھا کہ تاریخ میں لکھتے علیؑ بہت ظالم تھے اتنے حافظانِ قرآن کو مارا اتنے قاریان کو مارا اتنے صحابیوں کو مارا لیکن اسی دن سے مسلمان کہنے لگے علیؑ کو کرم اللہ وجہہ' تیرے چہرے پر کرامت ہے اللہ والی۔ تو مکرم ہے تیری تکریم کرتے ہیں یہ کیوں کہا حالانکہ مسلمان مارے گئے اور مسلمان نے یہ کہا اس لیے کہ مسلمان یہ سمجھ گئے تھے کہ اگر آج یہ نہ مارے جاتے تو ہم قیامت تک بجائے سجدوں کے اونٹ کی پوجا کرتے۔ ہم بھی پجاری ہو جاتے ہمیں اونٹ کے مجسمے بنانے پڑتے۔ اس نے سجدوں کو بچایا ہے اس نے نمازوں کو بچایا ہے یہ مکرم ہے یہ کرامت والا ہے اس کے چہرے پر اللہ کی کرامت ہے تو آپ نے غور کیا اتنا لہو بہا کر اتنی تلوار چلا کر تلوار کی نوک سے ورق زر پر ورق دین پر ورق مذہب پر امن کے دیوتا کا پیغام پہنچا کر علیؑ نے اپنے آپ کو امن کا پیغامبر کہلوا دیا۔ ہے کوئی دنیا میں ایسا شجاع جو اتنی جنگیں لڑے اور پھر امن کا پیغامبر رہے، کیوں ہے ایسا؟ اس لیے کہ علیؑ کے اصول تھے میں اپنے لئے نہیں لڑتا بلکہ خدا کی راہ میں اُس کے لیے جنگ کرتا ہوں، کیوں دنیا نے علیؑ کو ظالم نہیں کہا کیوں جابر نہیں کہا اس لیے کہ کسی کے گھر کو نہیں لوٹا کسی کی زمین پر قبضہ نہیں کیا کسی کے ملک کو ویران نہیں کیا کتب خانے نہیں جلائے علم کو تباہ نہیں کیا اور کہہ دوں ایسا بھی نہیں کیا کہ تلوار کافر کے سر پر رکھ کر کہیں کے کلمہ پڑھ ورنہ قتل کر دوں گا۔ پڑھ تو پڑھ نہیں پڑھتا تو جا۔ تلوار سے نہیں پڑھواؤں گا چونکہ تلوار سے کلمہ نہیں پڑھوایا اس لیے کسی نے علیؑ کو برا نہیں کہا۔ کافر دیکھ رہا تھا تلوار چلاتے ہیں مارتے ہیں لیکن کچھ کہتے نہیں

کلمہ پڑھ لو مسلمان ہو جاؤ تبلیغ نہیں کی۔ تبلیغ وہ کر رہا ہے قرآن وہ سنا رہا ہے اس نے حکم دیا ہے کیا حکم دیا ہے اس نے یہ حکم دیا ہے کہ یہ لڑنے آئے ہیں تم کو دفاع کرنا ہے اگر علیؑ پہلے حملہ کر دیتے تو تاریخ لکھتی ظالم، جابر تاریخ نے دیکھا کہ علیؑ پر جب ظلم ہوا تب تلوار کھینچی اور اپنے کو بچانے کیلئے نہیں وہ جو کلمہ پڑھ پڑھ کر مکہ سے بھوکے پیاسے آئے تھے ان کو بچانے کیلئے۔ انھیں بچایا دامن سے لپٹ جاتے جدھر پیغمبرؐ ادھر ادھر جب کوئی لشکر آجاتا تو پیغمبرؐ سے جدا نہیں ہوتے تھے وہ وحشت وہ چہرے پر عبرت ہوتی کہ بس دیکھنے والا منظر ہوتا تھا۔ اس لیے کہ جو آتے تھے وہ پرانے جان پہچان والے آتے تھے۔ جاتا تو کوئی کیسے جاتا اکثر لوگ اس پر بحث کرتے ہیں کوئی اور کیوں نہ گیا کوئی اور کیوں نہ نکلا، بڑی نزاکتیں تھیں بھائی جہاں کہیں ایسا موقع بھی آ گیا کہ اللہ نے کہہ دیا کہ فلاں کو بھیج دیجئے کہ شکوہ نہ کرنا کہ ہر میدان میں علیؑ کو کیوں بھیجا جاتا ہے۔ کبھی کسی اور کو بھی بھیج دیتے، ایسا نہیں ہے کہ اللہ سب کا خیال نہیں رکھ رہا یا اللہ کسی کو پہچانتا نہیں اللہ سب کو پہچانتا ہے۔ جس کا نامینیشن (Nomination) کر دے وہ چلا جائے لو یہ سورۂ برأت آئی ہے لے جاؤ رسولؐ نے ہی کہا لے جاؤ آدھے راستے تک پہنچے تھے کہ واپسی ہوئی رونے لگے کیا میرے لئے کوئی خاص پیغام آ گیا۔ کہا ہاں خاص پیغام آ گیا اللہ نے کہلوایا وہ جائے کہ جو خاص میرا نمائندہ ہو یا وہ جائے جو نبیؐ سے ہو جو منّیت کی منزل پر ہو اُسے دو سورۂ برات تو پھر بھیجا کیوں تھا۔ بھیجا اس لیے تا کہ وجہ سمجھ میں آجائے کہ ہر منزل پر علیؑ کو کیوں بھیجا جاتا ہے وجہ سمجھ میں آجائے اس لیے بھیجا جاتا ہے علیؑ کو کہ جب مقابل میں کوئی جائے گا تو پرانے دوست کہیں گے تم کون سا پیغام لے کر آئے ہو اور اگر پیغمبرؐ کا نمائندہ یہ کہے کہ بت پرستی بند کر دو تو سب دوست کہیں گے کہ کل تک تم جو یہ کام کر رہے تھے۔ فلاں کام چھوڑ دو اب کام کیا گنواؤں جو کافروں

کے کام تھے سب آپ کو معلوم ہے اور اسلام منع کر رہا تھا یہ نہ کرو یہ نہ کرو یہ نہ کروا رے جو بھی کہتے وہ پلٹ کر یہی کہتے کیوں کل تک تم یہ نہیں کر رہے تھے اتنا بھی تو اللہ نہیں سننا چاہتا اپنے دین کے بارے میں کہ ہمارا نمائندہ اور اس کو کافر یہ کہے کہ کل تک تم یہ کام کر رہے تھے کل تک تم یہ کام کر رہے تھے اس لیے سورۂ برأت لے کر وہ جائے تا کہ پلٹ کر کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ کل تک تم بھی اسطرح حج کر رہے تھے اس لیے علیؑ جائیں اس لیے کہ علیؑ سے پلٹ کر کوئی کافر یہ نہیں کہہ سکتا تم بت پوج رہے تھے تم یہ کام کر رہے تھے بہت شوشے نکالتے ہیں ہاں بچوں میں علیؑ اسلام لائے بوڑھوں میں فلاں اسلام لائے اس میں فخر کیا ہے ارے غنیمت ہے کہ علیؑ بچپن میں ایمان لائے اگر جوانی میں لاتے تو تاریخ لکھتی کہ بت پوجا کرتے تھے۔ بچہ بچپن میں کہاں نمازیں پڑھتا ہے اور کہاں بت پوجتا ہے۔ بھئی بڑھاپے میں تو الزام لگ جاتا ہے نا کہ نہ کیا ہو تو کیا ہو گا یہ سب۔ مثل مشہور ہے چاہے زندگی میں شراب نہ پی ہو لیکن اگر کوئی بڑھاپے میں شراب خانے سے نکل رہا ہے چاہے وہ کسی کام سے گیا ہو پھیل جائے گی سب میں ارے صاحب پانچوں وقت کے نمازی دیکھا آج پول کھل گیا کہاں سے نکل رہے ہیں بھئی الزام لگتے کیا دیر لگتی ہے یہی وجہ ہے کہ ایک لفظ علیؑ کیلئے نہیں لکھ سکے کھیل ہی کھیل میں علیؑ نے بتا دیا دنیا کو تاریخ نے لکھا اسلام قبول کیا اسلام لے لیا۔ دائرۂ اسلام میں آ گئے حالانکہ مامون نے جو مسلمانوں کا حاکم ہے یحییٰ بن اکثم سے کہا کہ یہ بتا دو کہ یہ جو تم لوگ کہتے ہو کہ علیؑ بچپن میں ایمان لائے تو یہ بتا دو جب پیغمبرؐ نے ان پر اسلام کو پیش کیا جب پیغمبرؐ نے کہا اسلام مانو تو پیغمبرؐ نے یہ کام اللہ کے کہنے سے کیا یا اپنی مرضی سے، کہا اللہ کے کہنے سے پیغمبرؐ نے علیؑ سے کہا کہ اسلام قبول کرو اسلام کو مانو مامون نے کہا تو اللہ کو نہیں معلوم کہ بچپن کا اسلام کیا ہے اللہ کیوں چاہ رہا ہے کہ بچے سے اسلام قبول کروایا

جائے ۔اللہ تو بچے کے اسلام کو اتنا اہم سمجھے اور تم کہتے ہو کہ بچے کے اسلام اور ایمان کا کیا۔ بوڑھے کے ایمان اور اسلام کو مانو۔ بزرگ بزرگ ہے ارے بزرگ بزرگ ہے میدان میں کیسے جائے مقابل میں کیسے جائے دیکھئے یہیں سے میں معیار دے رہا ہوں پرکھنے کا۔ بزرگی سب کچھ ہے مگر مجھے یہ بتا دیجئے کہ یہاں قدم قدم پر خطرہ کہ کوئی ایسا نہ چلا جائے کہ عتبہ، شیبہ اور ولید یہ کہیں کہ کسے بھیج دیا۔ بڑی نازک منزل ہے آپ کیا سمجھتے ہیں میدان جنگ کو۔ یہاں تلوار چلانا ہی صرف نہیں یہاں تلوار پر چلنا بھی ہے۔(صلوٰت)

یہ علیؑ کا میدانِ جنگ ہے اسلام کا میدانِ جنگ علیؑ کا بنایا ہوا میدانِ جنگ ہے کسی اور نے نہیں بنایا اسلام کے جنگ کا میدان علیؑ نے سجایا ہے جب میدانِ جنگ اسلام کا علیؑ نے سجایا ہے تو اب قیامت تک جتنے بھی میدان آئیں گے ہر میدان کو علیؑ کے میدان پر پرکھا جائے گا۔ اگر وہ علیؑ کے میدانِ جنگ پر سچا نہیں اُترتا تو وہ اسلام کا میدانِ جنگ نہیں ہے منافق کا میدانِ جنگ ہے۔ بہت نازک منزل ہے بدر میں کون جائے، احد میں کون جائے، خندق میں کون جائے، خیبر میں کون جائے اور ہر جانے والے کو معلوم ہے کہ ہم جائیں تو کیوں جائیں اس لیے سب پیغمبرؐ کے پیچھے عبا قبا کو پکڑے ہوئے آگے نہیں آتے تھے کہیں پیغمبرؐ کی نظر نہ پڑ جائے اور وہ کہیں تم جاؤ، سب پیچھے رہتے تھے، نہ نظر پڑے گی نہ کہیں گے اور انھیں معلوم ہے وہ کیوں کہیں۔ شجرہ پڑھ رہا تھا ایک دس برس کا لڑکا چرواہے کا لڑکا مجمع لگا ہوا تھا سب بار بار اس سے پوچھ رہے تھے اس قبیلے کا شجرہ بتا اس قبیلے کا شجرہ بتا وہ سنا رہا تھا فر فر حضورؐ ادھر سے جو گذرے تو جانے کیا حضرت ابوبکر کے دماغ میں آیا حضورؐ سے کہنے لگے میں بھی جاؤں دیکھوں کس لئے مجمع لگا ہوا ہے، حضورؐ نے کہا جانا نہیں شرمندہ واپس آؤ گے نہیں مانے چلے

گئے کہا میرا شجرہ بتاؤ کہا قوم بتاؤ قبیلہ بتاؤ کہا قریش چہرہ دیکھا کہا قریش کے سرداروں میں سے تو نہیں ہو ہاں چرواہوں میں سے ہو تو ہو۔ منھ لٹکا کے واپس آئے پیغمبرؐ نے کہا منع کیا تھا کہ جانا نہیں حالانکہ پیغمبرؐ کو معلوم نہیں کہ ہوا کیا تھا۔ علم غیب اپنی جگہ موڈ دیکھ کے پیغمبرؐ بتا دیتے تھے کیا ہوا تو جہاں ایک چرواہے کا لڑکا میدانِ بلاغت میں زبان کی تلوار کا وہ وار لگائے کہ زخم کاری کبھی صحیح نہ ہو تو جو لوہے کی تلوار ہو اس کے مقابل کون ٹھہرے زبان کا مارا بچ جاتا ہے تا عمر تڑپتا رہتا ہے تلوار کا مارا پانی بھی نہیں پی پاتا تو کون جائے مقابل میں اور پیغمبرؐ کیوں اسلام کی بھد کروائیں کیوں بھیجیں تاریخ میں کیوں لکھا جائے کہ کافر نے کچھ کہہ دیا۔ توجہ ہے نا۔

صحابہ کیوں جائیں اس لیے نہیں بھیجا کہ جگہ جگہ شجروں کی باتیں ہوتیں کردار کی باتیں ہوتیں ماضی کی باتیں ہوتیں۔ بتوں کی باتیں ہوتیں دوسری باتیں نکل آتیں کافر چاہتے یہی تھے کہ دوسری باتیں نکال کر اصل مقصدِ توحید کو بھلا دیا جائے، عدل کو بھلا دیا جائے، نبوت کو بھلا دیا جائے، پچھلی باتیں نکل آئیں عورتوں کی طرح لڑائی ہونے لگے میدانِ جنگ میں، اس لیے رسولؐ نے کہا تھا کہ مرد کی ضرورت ہے کافر تو یہ چاہتے تھے کہ بحثوں میں الجھا دیا جائے، اس لیے ایسوں کو بھیجو کہ جہاں شجرے کی بحث نہ ہو بت پرستی کی بحث نہ ہو ماں باپ کی بحث نہ ہو اس لیے ایسے کو بھیجو تو جہاں خطرہ تھا کہ بزرگوں کو بھیجا جائے گا تو کافر پرانی باتیں نکال لیں گے یہ کیا تھا اس کا باپ کافر اس کا دادا کیا تھا اس کا عقیدہ کیا تھا ارے پچاس برس خطبے دے کر نبوت کی سرپرستی کر کے ابوطالبؑ نے کبھی تلوار نہیں کھینچی نیام میں لگائے رہے مکہ میں نکلتے تھے کہ میں اس کی سرپرستی کر رہا ہوں ایک کافر پلٹ کے ابوطالبؑ سے یہ نہیں کہہ سکا کہ تم بھی تو بت پوجتے تھے۔ (صلوٰت)

کسی ایک تاریخ میں دکھاؤ کہ کسی نے کہا ہو جب ابو طالبؑ نے یہ کہا کہ خبر دار میرے بھتیجے کی طرف کوئی ایک آنکھ نہ اُٹھے وہ پیغام پہنچا رہا ہے اس کے پیغام میں کوئی آڑے نہیں آئے تو کوئی پلٹ کے یہ کہتا کہ ہاں ٹھیک ہے تمہارا بھتیجا اللہ کو ایک کہہ رہا ہے بتوں کی برائی کر رہا ہے لیکن تم تو بت کو مانتے ہو تم تو لات وعزیٰ کو مانتے ہو تم تو ہُبل کو مانتے ہو ارے ابو جہل آگے بڑھ کر کہہ دے وہ تو سردار ہے ان کا کوئی کہہ دے ابولہب کہہ دے جتنے ابو ہیں سب مل کر کہہ دیں ارے سارے ابو ایک طرف ابو طالبؑ ایک طرف۔ تبلیغ کی راہ میں نبیؐ کو ایسی سپریں چاہیئے تھیں جس میں ایک بھی سوراخ نہ ہو پھر جملہ دے رہا ہوں ایسی سپریں چاہیئے تھیں جس میں ایک بھی سوراخ نہ ہو تو اب نبیؐ میدان جنگ میں چھلنیوں کو بھیج کر کیا کرتے۔

شجروں کا مسئلہ تھا عقیدوں کا مسئلہ تھا بت پرستی کا مسئلہ تھا پیشوں کا مسئلہ تھا زردار کہاں چھوٹے لوگوں کو سیٹھتے ہیں آج یہ دن کہ تو میرے مقابل آ گیا۔ اس لیے ضرورت تھی کہ وہ آئے قسم کھا کر بتائیے کہ کسی ایک لڑائی میں بدر واحد وخیبر وحنین میں اتنے پہلوان علیؑ کے مقابل آئے قسم کھا کر ہاتھ میں قرآن لے کر کوئی کہے کہ کسی کافر نے کہا ہو تمہارا باپ بت پرست تھا۔ قرآن ہاتھ میں لے کر کہہ رہا ہوں کہ کسی کافر کی مجال نہیں ہوئی کہ علیؑ سے یہ کہتا کہ تمہارا باپ کافر تھا کیا ہے ابو طالبؑ کے ایمان کی دلیل اور عظمت کہ مکہ کے کافر اور عرب کے کافر ابو طالبؑ کو کافر نہیں کہہ سکے تو کافر اچھے ہیں یا مسلمان، بھئی دیکھئے کافروں کے لیے تو ایک اچھا موضوع تھا کہ ہم میں ایک کافر کا اضافہ ہو رہا ہے ہمارے عقیدے کا ہے ہم اعلان کر رہے ہیں میدانِ جنگ میں کہ اے علیؑ تمہارا باپ ہمارے جیسا تھا کافر جس ابو طالبؑ کو نہ کہہ سکے کافر یہ نہ کہہ سکے کہ ابو طالبؑ ہمارا جیسا تھا لیکن مسلمان کہہ رہے ہیں کہ ابو طالب ہمارا جیسا تھا ایسا بلیغ جملہ

وہی سمجھ سکتا ہے جو کان کھول کر مجلس سنتا ہے۔ کل تقریر کہاں پر چھوڑی تھی یاد ہے نا جو بہادری دکھائے اسے نشانِ معبود ملے اور جو اللہ کی راہ میں میدانِ جنگ میں کائنات کی سب سے بڑی شجاعت دکھائے اس کو کیا ملے تو کل جملہ دیا تھا اس کو نشانِ معبود ملے نشانِ معبود ملنا اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ کا ایوارڈ صرف علیؑ کو ملا خالد بن ولید کو کہا گیا اللہ کی تلوار، کیا اللہ کی طرف سے یہ انعام آیا تھا، کیا یہ اللہ نے بھیجا تھا، نہیں تاریخ نے لکھا اس لیے سیف اللہ کہہ تو دیا اللہ کی تلوار۔ اللہ کے یہاں کوئی ایوارڈ بے نام نہیں ہے دیکھئے اللہ کا کوئی کام بے نام و نشان نہیں ہے چھوٹی سی کوئی آیت آ جائے کسی موضوع پر کسی وصف پر کسی فضیلت پر اس کا بھی نام ہے کوئی حدیث پیغمبرؐ بیان کریں اس کا بھی نام ہے یہ آیت آئی۔ یہ آیۂ تطہیر یہ آیت آئی یہ آیۂ ولایت ہے یہ حدیث آئی یہ حدیثِ رائت ہے یہ حدیثِ طیر ہے ہر حدیث کا نام ہر آیت کا نام جو فضیلت میں آئے اگر تلوار ہے تو ہر فوج خدا کے سپاہی کی تلوار اللہ کی تلوار۔ نام بھی تو ہو اللہ نے بتایا کہ اگر ہم تلوار دیتے ہیں تو وہ بے نام نہیں ہوتی دنیا والوں کا رکھا نام اور ہے اللہ کا دیا نام اور ہے۔ وہ نام معجزہ بن جاتا ہے یہ وہ وقت تھا کہ علیؑ کی تلوار ٹوٹ چکی تھی احد کے میدان میں نو علمداروں کو قتل کر چکے تھے ستر آدمیوں کو مار چکے تھے تلوار ٹوٹ گئی تھی پیغمبرؐ زخمی تھے اور یلغار تھی لشکروں کی پیغمبرؐ کے اوپر چاروں طرف سے حملہ تھا پتھروں کا حملہ تیروں کا حملہ تلواروں کا حملہ اور علیؑ کی تلوار ٹوٹ گئی ایسے میں اک بار فضا میں ایک سونے کی کرسی چمکتی نظر آئی جس پر جبرئیلؑ امین تشریف فرما تھے اور ہاتھ میں ایک تلوار تھی اور منادی ندا دے رہا تھا فضا میں۔ لا فتیٰ الا علیؑ لا سیف الا ذوالفقار۔ قصیدہ ہے بھیجنے والا اللہ اور پڑھنے والے جبرئیلؑ دیکھئے۔ شیعہ سنی سب نے لکھا کہ جبرئیل کرسی پر بیٹھے ہوئے تھے ہم نے نہیں سنا کہ جبرئیلؑ جب بھی وحی لے کر آئے تو کرسی پر بیٹھ کر

آئے شیعہ سنی سارے محدثین نے لکھا کہ سونے کی چمکدار کرسی پر بیٹھ کر آئے اور ہاتھ میں ذوالفقار لئے ہوئے تھے پہلی بار جبرئیلؑ کو کرسی ملی ہے۔قصیدہ پڑھنا ہی تھا علیؑ کا۔ کرسی ملتی ہے ذکر علیؑ پر۔اب یہ نہیں کیا سپاہی کی تلوار ٹوٹی جبرئیلؑ جلدی سے جا کے دے دیتے تلوار نہیں پیغمبرؐ کی خدمت میں پیش کی تلوار پیغمبرؐ نے اپنے ہاتھ میں سنبھالی نیام سے پیغمبرؐ نے نکالی یعنی ذوالفقار کا افتتاح نبوت کے ہاتھوں سے ہوا۔تیغ نکالی کہا علیؑ پھینک دو یہ ٹوٹی تلوار پروردگار نے یہ تمہارے لئے تلوار بھیجی ہے نیا ہتھیار ہو اور کبھی چلایا نہ ہو ایسی جگہ افتتاح کہ یلغار ہو لیکن اب جو چلی تو ایسی چلی کہ علیؑ نے بتایا کہ ایسا چلانا آتا ہے کہ آج چلے گی تو حنین میں رکے گی۔نو برس اتنا چلی کہ وقفہ سے پتہ چلے گا کہ پروردگار اتنے چلنے پر کتنا وقفہ دینا چاہتا ہے۔بھئی مشینیں آپ استعمال کرتے ہیں جب گرم ہو جاتی ہیں تو کتنا ریسٹ دینا پڑتا ہے۔ریسٹ کے ٹائم سے پتہ چلتا ہے کہ کتنی چلی ۹ سال اتنی چلی کہ پچیس سال کا وقفہ دینا پڑا۔اب جو کھینچی ذوالفقار تو شان یہ تھی کہ دائیں اور بائیں سے کافر یلغار کرتے ہوئے آتے تھے۔پیغمبرؐ اونٹ پر تھے علیؑ پیدل تھے لیکن اب جو تیغ کھینچی تو جبرئیلؑ نے ایک جملہ کہا۔جبرئیلؑ نے کہا یا رسولؐ اللہ علیؑ کے ہر وار پر اللہ فخر ومباہات کرتا ہے تو اس جملہ نے بتایا وہاں بھی محفل جمی ہوئی ہے علیؑ کا میدانِ جنگ وہ ہے کہ علیؑ اپنے میدانِ جنگ کو قصیدے کی محفل بنا دیتے ہیں یہاں سے وہاں تک فخر ومباہات کرتا ہے ہر وار پر ارے لڑائی میں یہ باتیں ہم نے کہیں زمانے میں نہیں دیکھا یہ اطمینان،میدان جنگ میں یہ اطمینان،کیوں نہ ہو،اطمینان، علیؑ موجود ہے اس لیے اطمینان ہے اللہ کو بھی،ملک کو بھی اور پیغمبرؐ کو بھی،اس لیے پیغمبرؐ نے جبرئیلؑ کو جواب دیا ہاں کیوں نہ ہو جملہ سنیئے جبرئیلؑ نے کیا کہا۔اللہ علیؑ کے ہر وار پر فخر ومباہات کرتا ہے پیغمبرؐ نے کہا ہاں ہاں کیوں نہ ہو علیؑ مجھ سے ہے میں علیؑ سے

ہوں۔تو فوراً جبرئیلؑ نے گردن دونوں کے درمیان سے نکال کر کہا کہ ہاں کیوں نہ ہو کہ میں تم دونوں سے ہوں۔ایک بار جو ذوالفقار کھینچی تو منظر یہ تھا کہ ذوالفقار لے کر علیؑ پیغمبرؐ کے اونٹ کے چاروں طرف پروانے کی طرح تلوار چلاتے جاتے اور طواف کرتے جاتے اور پیغمبرؐ بس اتنا کہتے جاتے کہ یا علیؑ دیکھو دشمن یہ آیا علیؑ وہ آیا علیؑ وہ آیا۔کبھی یہاں تھی کبھی وہاں تھی کبھی اِدھر تھی کبھی اُدھر تھی کہاں نہ تھی۔جانے کب سے تڑپ رہی تھی بجلی۔اب کیا کیا جملے دوں۔جانے کب سے لیلیٰ محمل سے نکلنے کو تڑپ رہی تھی۔ارے یہ تو لیلیٰ موت وحیات تھی۔اس میں تو جوہر تھے اس کی مانگ موتیوں سے بھری تھی۔ارے پیغمبرؐ نے نیام سے کیوں نکالا اب پتہ چلا گھونگھٹ پیغمبرؐ نے ہٹایا تو مچل گئی کہ گھونگھٹ تو ہٹایا منھ دکھائی تو دو۔جانیں ہزار لیں رونمائی میں۔

کیا کیا چمک دکھاتی تھی سر کاٹ کاٹ کے　　تنتی تھی اور لہو سے زمیں پاٹ پاٹ کے

معشوق بنی سرخ لباس اس نے جو پہنا　　جوھر تھے کہ پہنے تھی دلہن پھولوں کا گہنہ

زیبا تھا دمِ جنگ پری وصف سے کہنا　　اور اس اوج میں وہ سر کو جھکائے ہوئے رہنا

چمک ایسی کہ گرے ٹوٹ کے تارا جیسے　　گھاٹ وہ گھاٹ کہ پانی کا کنارہ جیسے

اب کیا بتاؤں اس کی کاٹ تلوار کے حصے ہیں نوک ہے پیپلا ہے قبضہ ہے سرا ہے گھاٹ ہے باڑھ ہے دھار ہے لیکن یہ عجیب تھی اس لیے کہ دو زبانیں لے کر آئی تھی یا یہ کہوں کہ منھ کھولے ہوئے آئی تھی۔منھ بند نہیں تھا اور کہیں گھونگھٹ اُٹھاتے ہی دلہن باتیں کرتی ہے لیکن اللہ نے نام رکھ دیا پہلے ذوالفقار ہے فقار جمع ہے فقرہ کی آپ بولتے ہیں ایک فقرہ جب بہت سے فقرے ہونگے تو فقار جب تکرار شروع کردے اس کے معنی ہیں چپ نہیں ہوگی فقروں پر فقرے تب ذوالفقار۔اب دوسرے معنی بتا رہا ہوں عربی لغت سے۔فقرہ فقرہ کہتے ہیں ریڑھ کی ہڈی کے ایک مُہرے کو ایک مہرہ

ایک فقرہ اور پوری ریڑھ کی ہڈی کو عربی میں کہتے ہیں فقار اور جب کہیں گے
الذ والفقار کیا مطلب بس یہ والی ریڑھ کی ہڈی آدمی چل پھر رہا ہے اس ریڑھ کی ہڈی
سے ریڑھ کی ہڈی نہ ہو تو آدمی لوتھڑا ہے، آدمی چل رہا ہے ریڑھ کی ہڈی سے اب پتہ
چلا اسلام کی ریڑھ کی ہڈی علیؑ کے ہاتھ میں تھی۔ ایک ایک مُہرے سے واقف تھے۔
ڈاکٹر کے یہاں گئے ڈاکٹر نے کہا یہ مُہرہ ذرا سا ہٹ گیا ہے یہ بیٹھ جائے گا تو آپ کی
یہ شدید تکلیف ختم ہو جائے گی ہے نا ذرا سے مُہرہ ہٹا علیؑ نے دیکھا ادھر اسلام کی ریڑھ
کی ہڈی کا مُہرہ ہٹا اور علیؑ نے دکھایا اب چاہے جمل ہو صفین ہو نہروان ہو۔

تلوار کاٹتی ہے مگر ہاتھ چاہیئے۔ کوئی اور ذوالفقار اُٹھا نہیں سکا وہی اُٹھائے جو حیدرؑ
کرار کا لال ہو غیر معصوم ذوالفقار نہیں اُٹھا سکتا۔ معلوم ہے کیوں؟ وزن اتنا تھا وزن
غیر معصوم کیلئے معصوم کے ہاتھ میں آئے تو پھول کی چھڑی بن جائے۔ اور اتنے معجزے
عطا کیئے اللہ نے اس کو، بھئی اُس کے یہاں سے آئی تھی ناز و ادا دکھاتی تھی معجزات لے
کر آئی تھی اُس کی بھیجی ہوئی تھی اُس نے بھجوائی تھی۔ تنہائی میں کمر میں لگی ہے اکیلے ہیں
تو باتیں کر رہی ہے علیؑ کا دل بہلا رہی ہے چپ ہی نہیں ہوتی تھی سوال پہ سوال فقروں
پر فقرے مسکرائے جائیں علیؑ اور جواب دیئے جائیں نہیں سمجھے آپ، اس کے سینے میں
پوری تاریخ اسلام تھی ذوالفقار نے سب سوچ لیا تھا۔ سب پوچھ لیا تھا کہاں تک چلنا
ہے مجھے کہاں تک جاؤں گی میں تو بتا دیا تھا مہدیؑ تک جائے گی۔ کہا کوئی دن ایسا بھی
آئے گا میں رکوں گی کہا، کہاں رکتی ہے تو نکلتی ہے تو اور اگر علیؑ ذوالفقار لے کر نہ
جائیں۔ گھر میں ہے تو فاطمہؑ بی بی سے باتیں۔ یہ باتیں اور جب میدان سے آتی تو
شہزادیؑ کو میدان کا پورا کارنامہ یہی سناتی تھی۔

میں اپنے تصنیف کردہ مرثیے کے تین بند آپ کو سناتا ہوں:-

کیا عقدہ کشا ہاتھ تھا کیا عقدہ کشا تیغ ایسا ہے بھلا ہاتھ کہیں ایسی بھلا تیغ
خود دستِ خدا ہاتھ تو شمشیرِ خدا تیغ اعجاز نُما ہاتھ تھا اعجاز نُما تیغ
رُکتی نہ تھی یہ تیغ گزرتی تھی جدھر سے
ہاں رُک کے لپٹ جاتی تھی جبریل کے پر سے

قرآں کی طرح عرش سے اُتری تھی اُحد میں گھٹ جاتی تھی بڑھ جاتی تھی پر چلتی تھی حد میں
رہتی سرِ میداں اسی کاوش اِسی کد میں کافر سے لڑائی میں تو مومن کی مدد میں
تھی ہاتھ میں عادل کے نسب جانتی تھی تیغ
اصلاب کے ایمان کو پہچانتی تھی تیغ

زہراؑ سے جو تھی نور کے رشتے سے قرابت آپ اس کی بہت ناز سے کرتی تھی حفاظت
جب جنگ سے آتے تھے شہنشاہِ ولایت یہ تیغ دکھاتی تھی پھر اعجازِ طلاقت
کرتی تھی یہ ملکہ سے شہنشاہ کی باتیں
زہراؑ کو سُنا دیتی تھی جنگاہ کی باتیں

شاہ کی باتیں ملکہ کو یہی بتاتی تھی یوں لڑے ایسے لڑے یوں مارا یہ ہوا وہ ہوا اور اس کی تیز زبانی پر شہزادیؑ مسکراتی تھیں، کچھ بولتی نہیں تھیں ساری باتیں میدان کی یاد آتی تھیں میدان سے کبھی شرمندہ نہیں آئی میدان سے اور کبھی شرمندہ آتی تو دوبارہ میدان میں جانا نصیب نہ ہوتا بڑی خوش نصیب تھی کہ بار بار میدان میں جاتی اور جب بھی جاتی کامیاب آتی۔ اور میدانِ جنگ میں جب دیکھتی کہ علیؑ کو ضرورت ہے مقابل دور ہے علیؑ نے نظر میں تول لیا ہے کہ اس کو مرنا ہے اب پچاس بیچ میں ہیں سب کو چھوڑنا ہے ان کے شجرہ میں کوئی آنے والا ہے اور وہ جو دور کھڑا ہے اس کی نسل میں قیامت تک کافر آئیں گے اس کو نہیں بچنا کہتے ہیں کہ سات گز تک بڑھتی تھی۔ سات گز تک جاتی قتل

کر کے واپس آ جاتی ۔ یہی وجہ ہے کہ میدانِ جنگ میں ایک یہاں مرا تو دوسرا وہاں مرا اور جب بھی کوئی پوچھتا اس کو کس نے مارا کہا علیؑ نے ، اِس کو کس نے مارا کہا علیؑ نے ، کہا علیؑ تو یہاں تھے کہا وہاں بھی تھے ۔ تلوار تو ہر جگہ نظر آ رہی تھی میدان میں گھٹتی بھی تھی بڑھتی بھی تھی ۔ باتیں بھی کرتی تھی کوئی کہے گا کیا کہانیاں سنا رہے ہیں آپ ۔ کہانیاں تو قرآن میں لکھیں ہیں ۔ یہ تو لوہے کی تھی یہ آسمان سے آئی تھی اُس کا تو نام تھا عصائے موسیٰؑ جو لکڑی کا تھا ۔ اور وہ وہاں سے نہیں آیا تھا یہیں کے ایک درخت سے کاٹا گیا تھا ۔ جب زمین والا اتنے معجزے دکھائے تو آسمان سے آنے والی ذوالفقار کیوں نہ فخر کرے ۔

ستّر معجزے اللہ نے اسے عطا کئے تھے عصائے موسیٰؑ کے جتنے معجزے تھے سب ذوالفقار کو ملے تھے اگر قرآن میں عصائے موسیٰؑ کے معجزے حق تو ذوالفقار کے معجزے بھی حق ۔ اور جو احد کے میدان میں چلی تو نصرت علیؑ کے نام پر لکھ گئی اور پیغمبرؐ کو اس اژدہام سے بچا کے لے آئے کہتے یہ ہیں کہ جب واپس آئے پیغمبرؐ کو لے کر کہا فاطمہؑ تمہارے باپ کو بچالایا بڑے ناز کا جملہ تھا آج میں پیغمبرؐ کو بچالایا اور پیغمبرؐ نے کہا یا علیؑ اگر آج تم نہ ہوتے تو آج نبوت بھی ختم تھی دین بھی ختم تھا اسلام بھی ختم تھا کچھ سوچ کے اللہ نے ذوالفقار بھیجی کیا آج فخر سے لوگ چیزوں کے نام رکھتے ہیں ذوالفقار کے نام پر نام رکھے جاتے ہیں ۔ علیؑ کھینچیں تو جب تک فتح نہ ہو جائے میان میں نہیں رکھتے تھے ۔ یہ حسینؑ کا کمال تھا کہ ذوالفقار نے شکوہ کیا حیدرؑ کے لال مجھے نیام میں نہ رکھنا پتہ ہے حسینؑ نے کیا کہا تھا ۔ کہا بس لڑ چکے ہم اب مہدیؑ دیں تجھ کو کھینچیں گے ۔ جب مہدیؑ دیں کے دل کو شاد کرنا تو ایک پیغام دیا حسینؑ نے ذوالفقار کو کہا اس وقت میرے زورِ بازو کو یاد ضرور کر لینا اے ذوالفقار اس لیے کہ جب حملوں پر حملہ کیا تو ذوالفقار تو

خوش تھی ہی لیکن حسینؑ داد چاہتے ہیں تو رُ کے لاشِ علی اکبرؑ کے پاس گئے ہیں داد لینے۔ ''تم نے نہ دیکھی جنگِ پدر اے پدر کی جاں''۔ اور پھر فرات کی طرف رُخ کیا اور کہا عباسؑ! بھائی کو لڑتے ہوئے نہیں دیکھا۔ حسینؑ اگر آج نیام میں ذوالفقار نہ رکھیں اگر چلتی رہتی تو کیا پھر زینبؑ کی چادر چھنتی پورے گھرانے کو ذوالفقار پر ناز تھا تبھی تو آواز آئی میدانِ جنگ میں:-

اے ارضِ کربلا مرا بچہ ہے بے گناہ ۔۔۔ اے دشتِ نینوا مرا بچہ ہے بے گناہ
اے نہرِ علقمہ مرا بچہ ہے بے گناہ ۔۔۔ اے دہرِ بے وفا مرا بچہ ہے بے گناہ

گھیرا ہے ظالموں نے میرے نورِ عین کو
اے ذوالفقار تجھ سے میں لوں گی حسینؑ کو

ناز تھا پورے گھر کو بہن کو بھی ناز تھا کہ بھیا کے ہاتھ میں ذوالفقار ہے لیکن جب تیغ کو رکھ دیا تب بہن سمجھ گئی اب خیمے جلیں گے تکبیر کی آوازیں نہیں آرہی۔ نیام میں چلی گئی اب چادر چھنے گی اب زینبؑ تیار تھیں جہاد کیلئے۔ اور زینبؑ کا جہاد۔ زینبؑ کو معلوم ہے میرا جہاد کہاں تک ہے بڑا مشکل جہاد تھا باپ اور بھائی سے بڑا جہاد کیا ہے زینبؑ نے زینبؑ کا جہاد اللہ اکبر کوفہ سے شام اور کہتے ہیں کہ صفر کی پہلی تاریخ تھی طلوع آفتاب کے ساتھ دمشق کے دروازے سے اہلِ حرم داخل ہوئے راوی ہے سہل بن سعد انصاری صحابیٔ رسولؐ۔ کہتے ہیں میں مدینہ سے بیت المقدس کی زیارت کو جا رہا تھا جس دن میں شام پہنچا تو اس دن میں حیران ہوا کہ پانچ لاکھ کا مجمع شہر دمشق میں تھا۔ سب عید کے جوڑے پہنے تھے دو کانوں پر ریشمی پردے پڑے تھے۔ باجے بج رہے تھے۔ ایک سو بیس جھنڈے تھے اور ہر جھنڈے کے نیچے پانچ ہزار زریں کمر غلام تھے جو پلٹنیں چل رہی تھیں آگے کی پلٹنیں سب پکار کر کہتی اللہ اکبر اللہ اکبر کے نعرے تھے

ہاتھ میں پرچم تھے ان کے۔ پیچھے والے نعرے لگا رہے تھے لا إلہ الا اللہ، لا الہ الا اللہ
اور یہ پلٹنیں بازار کے درمیان سے گذر رہی تھیں میں حیران تھا کہ آج کون سی عید ہے
مسلمانوں میں۔ایک شخص میرے قریب آیا میں نے کہا بھائی آج کونسا عید کا دن ہے
مسلمانوں کی کون سی عید ہے کہا تم کہاں سے آئے ہو کیا نئے ہو اس شہر میں۔ کہا مدینہ
سے آتے ہیں بیت المقدس کی زیارت کو جاتے ہیں ہم صحابئ رسولؐ ہیں۔ تم صحابئ
رسولؐ ہو آؤ ادھر چلو گوشہ میں میں تمہیں بتا دوں کیا بات ہے سب کے سامنے نہیں کہی جا
سکتی بات جرم ہے کہنا سہل بن سعد انصاری کہتے ہیں میں اسکے ساتھ الگ گیا اس نے
میرے کان میں کہا کوئی عید نہیں ہے جس نبیؐ کے تم صحابی ہو اس کا نواسہ مارا گیا ہے
اس کا سر کٹا ہے وہ آ رہا ہے سہل کہتے ہیں میں بے قرار ہو گیا میں نے کہا کیا حسینؑ
مارے گئے کہا چپ ہو جاؤ زور سے مت کہو جان سے مار دیئے جاؤ گے سہل بن سعد
انصاری کہتے ہیں کہ اک بار شور ہوا اور چاروں طرف سے باجے بجنے لگے اتنے قریب
کے باجے تھے کہ کوئی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی اور ایک بار سارے مجمع نے رقص کرنا
شروع کیا کوئی اپنے آپے میں نہیں تھا کہ اک بار دمشق کے دروازے سے ایک سورج
طلوع ہوا جس کی روشنی پھیل رہی تھی میری نظر اٹھی تو ایک لمبے نیزے پر ایک سر تھا میں
نے غور سے دیکھا تو میں پہچان گیا۔ سہل بن سعد انصاری کہتے ہیں ایسا معلوم ہوا جیسے
میدانِ جنگ میں علیؑ نے طلوع کیا چہرہ علیؑ کا تھا میرے ساتھی نے کہا یہ ہے سر حسینؑ کا
یہی ہے حسینؑ کا سر کہتے ہیں ہوا سے زلفیں اور ریش مبارک جنبش کر رہی تھی شمر کے ہاتھ
میں وہ نیزہ تھا گھوڑے پر بیٹھا ہوا نیزہ لیے ہوئے فخر کے ساتھ رجز پڑھتا ہوا شمر کہہ رہا
تھا ہم نے اس کو مارا ہے جس کا باپ بھی افضل ہم نے اس کو مارا ہے جس کی ماں بھی
افضل دیکھو ہم نے بڑے بہادر کو مارا ہے اور اس کا سر لے کر آ رہے ہیں ایک کے ہاتھ

میں نیزہ تھا کہتے ہیں جب مجمع چھٹا اور قافلہ نظر آیا تو دیکھا آگے آگے ایک سفید رنگ کا گھوڑا اور اس کی گردن میں ایک سر لٹک رہا تھا جب گھوڑا اپنی گردن کو ہلاتا تو وہ سر اور زمین سے مس ہوتا اس کی پیشانی ستارہ جیسی چمک رہی تھی میں نے اپنے ساتھی سے کہا یہ کس کا سر ہے کہا یہ علیؑ کے بیٹے عباسؑ کا سر ہے۔

سہل کہتے ہیں کہ ابھی سر آگے بڑھے تھے کہ اک بار ناقے آنے لگے جیسے ہی ناقے آئے تو میں نے دیکھا اونٹوں پر بیبیاں جن کے بال پردے بنے ہوئے ہیں، میں نے دیکھا کئی بی بیاں ایسی تھیں جن کی گودیوں میں بچے تھے ایک بار جب چاروں طرف سے پتھر چلے تو سہل بن سعد کہتے ہیں اک چھجے پر بہت سی عورتیں بیٹھی ہوئی تھیں ان عورتوں میں ایک بوڑھی عورت اُٹھی اور کہنے لگی کہاں ہے حسینؑ کا سر کسی نے کہا یہ ہے حسینؑ کا سر اس نے ایک پتھر اُٹھایا اور یہ کہہ کے ایک پتھر مارا کہ اس کے باپ نے صفین میں میرے شوہر کو مارا میرے بیٹے کو مارا آج میں بدلہ لوں گی یہ کہہ کر پتھر مارا حسینؑ کے رخسار پر سہل کہتے ہیں میں نے ہاتھ اُٹھا کر کہا پروردگار ایسا ظلم میں نے کبھی نہیں دیکھا اے پروردگار میں نے یہ رخسار دیکھے ہیں کہ مسجد نبوی میں رسولؐ اس کے بوسے لیتے تھے پروردگار جن لوگوں نے پتھر مارے ہیں ان پر عذاب بھیج دے سہل بن سعد کہتے ہیں ابھی میں نے یہ کہا تھا کہ وہ پورا چھجا اوپر سے گرا اور وہ جتنی عورتیں تھیں سب اس میں دفن ہو گئیں سہل کہتے ہیں میں نے اہلِ بیتؑ کا معجزہ دیکھا اے سہل تو نے بددعا کی نا میری شہزادی نے تو نہیں کی بددعا سہل کہتے ہیں میں آگے بڑھا میں نے دیکھا ایک قیدی آگے آگے اور ہر بی بی کا یہ عالم کہ جب پتھر آئیں تو اپنے بچوں پر سپر بن جائیں حسنؑ کی بیٹی فاطمہ بنت حسنؑ محمد باقرؑ پر سپر بن جائیں فوراً جھک جائیں کہ یہ پتھر بچوں کو نہ لگے میں آگے بڑھا اس جوان سے کہا کوئی ضرورت ہو تو بتایئے اس نے

آنکھیں اٹھائیں کہا کون ہو کہا میں صحابیٔ رسولؐ ہوں کہا انصاریوں میں سے ہو کہا ہاں شہزادے انصاریوں میں سے ہوں کہا کیا میں اس وقت تم سے کہیں تمہارے پاس دینار ہیں کہا ہاں میں زیارت کو جاتا ہوں بیت المقدس میرے پاس دینار سرخ ہے۔ کہا کتنے ہیں کہا دس ہیں کہا یہ جو حسینؑ کا سر لئے ہے میرے بابا کا سر جو لئے ہے اس کو دس دینار دے کر کہو کہ سر لے کر ذرا آگے بڑھ جائے کہا کیوں کہا تا کہ تماشائی سر کے پیچھے جائیں میری پھوپھیوں کو نہ دیکھیں میری بہنوں کو نہ دیکھیں سہل کہتے ہیں کہ میں نے اسے دینار دے کے کہا ذرا آگے بڑھ جا۔ کہتے ہیں کہ شمر نے وہ دینار جب خرچ کیئے تو وہ پتھر کے بن گئے لوہے کے بن گئے خرچ نہیں کر سکا جو سہل نے دیئے تھے نیزے والے سر لے کر آگے بڑھ گئے کچھ دیر نہ گذری تھی کہ اژدہام ہوا مجمع بھاگنے لگا سہل واپس آئے تو امامؑ نے پوچھا سہل یہ کیا ہوا تھا کہا میرے ساتھ ایک عیسائی راستے میں دوست بن گیا تھا وہ بھی بیت المقدس میرے ساتھ جا رہا تھا اس نے ساری باتیں آپ کی میری سُن لیں جب اس نے یہ سنا کہ یہ نبیؐ کا خاندان ہے تو اس نے مجمع میں جا کر تلوار کھینچی اور یہ کہہ کر اپنے نبیؐ کی اولاد کو قتل کیا اور ان کے گھر کی عورتوں کو بے پردا لائے ہو یہ کہہ کے تلوار کھینچی کہا پھر کیا ہوا کہا وہ قتل ہو گیا سپاہیوں نے اسے مار دیا ایک بار آسمان کی طرف دیکھا کہا پروردگار مسلمان تو یہ کر رہے ہیں اور غیر مذہب والے ہم پہ یہ احسان کر رہے ہیں یہ دن آ گیا جملہ بس یہی ہے کہ طلوع آفتاب کے ساتھ اہلِ حرم شہر میں داخل ہوئے کتنا بڑا شہر دمشق تھا طلوع آفتاب کے ساتھ دروازہ دمشق میں داخل ہوئے مغرب کی اذان ہو گئی تب محل کے دروازے میں داخل ہوئے۔ ارے پورے دن بازاروں میں چلیں شاہزادیاں۔ اللہ جب شام ہو رہی تھی تو باب الساعت پر شہزادی پہنچی۔ سید سجادؑ کہتے ہیں جب باب الساعت پر پہنچے تو وہاں تین گھنٹے کھڑے

رہے کہ ابھی دربار سج رہا ہے ابھی قیدیوں کو نہ لانا لیکن جب اندر سے حکم آیا قیدیوں کو لاؤ تو چوتھے امامؑ کہتے ہیں ایک بار شمر رسیاں لے کر آیا اور ہم سب کو جانوروں کی طرح ایک ہی رسی میں باندھنا شروع کیا کسی کے گلے میں کسی کے بازو کسی کا ہاتھ جب ہم چلتے تو سکینہؑ کا گلا گھٹتا تھا۔ ختم و دعا

---

# پانچویں مجلس

بِسْمِ اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

ساری تعریف اللہ کے لیے درود اور سلام محمدؐ و آلِ محمدؐ کے لیے

''حضرت علیؑ میدانِ جنگ میں'' اس موضوع پر آپ سے گفتگو کر رہا ہوں ۔۔۔

علیؑ کی زندگی کا یہ پہلو اتنا اہم ہے اس کا اندازہ آپ کو ان تقریروں سے ہو رہا ہوگا کہ علیؑ کی جوانی اسلام کو پھیلانے اور مضبوط کرنے میں گزری۔ علیؑ کی محنتوں کا ثمر اور اس کا انعام عرب کے مسلمان کیا دے سکتے تھے اور ان کے پاس تھا ہی کیا اور اگر علیؑ نہ ہوتے تو ان کو بھی کچھ نہ ملتا۔ یہ تو علیؑ کے میدانِ جنگ میں آنے سے ہوا کہ سب امیر بن گئے لیکن عجیب بات یہ ہے کہ مال سے امیر نہیں بنتا۔ علیؑ وہ ہے کہ جس نے میدانِ جنگ کے مالِ غنیمت سے کبھی کچھ نہیں لیا اور پھر بھی امیر رہے کچھ لوگ مال لے کر بنے علیؑ بغیر مال کے امیر تھے بس فرق یہ ہے کہ وہ اپنی زندگی تک امیر ہیں علیؑ قیامت تک کے امیر ہیں۔ میدانِ جنگ میں علیؑ نے صرف یہی نہیں کہ اپنے تلوار کے ہنر دکھائے بلکہ میدانِ جنگ کو درس گاہ بنایا اور اتنا اعتماد تھا پیغمبرؐ کو کہ جب ایسا موقع آیا تو میدانِ جنگ علیؑ کے حوالے کر دیتے تھے تم جانو یہ لشکر جانے، آنے والے مقابل کے پہلوان جانیں، یہ لمحات یہ وقت تم چاہو تو اس وقت کو روک دو، تم چاہو تو اس وقت کو طویل کر دو، سارا اختیار تمہارے پاس ہے اور صرف میں ہی نہیں بلکہ اللہ نے یہ اختیار تم کو دیئے ہیں، ہتھیار سب تمہارے پاس ہیں، لشکر کی ترتیب میمنہ میسرہ قلب لشکر، لشکر کا علم

تمھارے سپرد ہے۔ ہر سپاہی مومن ہو یا مسلم ہو یا منافق ہو سب تمھارے حکم کے اشارے پر رہیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ علیؑ کی ذوالفقار کا جو نیام تھا علیؑ اس پر کتاب لکھتے رہتے تھے اسلام میں جو پہلی کتاب لکھی گئی وہ علیؑ نے لکھی اور وہ کتاب ذوالفقار کے نیام پر لکھی یعنی اس کتاب کو وہی چھوئے جو ذوالفقار کے پاس جانے کی ہمت رکھتا ہو اس لیے کہ وہ بولتی بھی ہے وہ دیکھتی بھی ہے وہ سمجھتی بھی ہے وہ سب کو پہچانتی بھی ہے اس لیے نیام پر علیؑ نے وہ فیصلے بھی لکھے ہوئے تھے جو اسلام کے دیت کے فیصلے تھے اس قتل پر کیا سزا ہے اس جرم پر کیا سزا ہے بلکہ قیامت تک جو باتیں ہونے والی تھیں وہ سب ذوالفقار کے نیام پر لکھی ہوئی تھی اس کتاب پر سب کچھ لکھا ہوا تھا یعنی ذوالفقار اس کتاب کی محافظ تھی یا یوں کہیں کہ میدانِ جنگ کے رپورٹر علیؑ تھے یا یوں کہہ لیں کہ اسلام کے میدانِ جنگ کے مورخ خود علیؑ تھے جس جس طرح تلوار چل رہی تھی اسی طرح علیؑ کا قلم بھی چل رہا تھا علیؑ لکھتے زیادہ تھے بولتے کم تھے، پیغمبرؐ کی حیات تک علیؑ نے میدانِ جنگ میں کوئی خطبہ نہیں دیا، کوئی مسئلہ نہ سمجھایا نہ ضرورت تھی اس لیے کہ خطبہ پیغمبرؐ دیتے تھے یہی بات تھی کہ حیاتِ پیغمبرؐ میں کسی معصوم نے پیغمبرؐ کے سامنے تقریر نہیں کی نہ علیؑ نے نہ حضرت فاطمہؑ نے نہ امام حسنؑ نے نہ امام حسینؑ نے۔ لیکن بعدِ پیغمبرؐ علیؑ نے بھی خطبے دیئے اور پھر دربار میں فاطمہ زہراؑ نے بھی خطبہ دیا اور پہلی مرتبہ علیؑ یوں بولے کہ لگتا تھا صدیاں ہو گئیں انھیں خطبہ دیتے ہوئے، حیاتِ پیغمبرؐ میں اس لیے تقریر نہیں کی کہ پیغمبرؐ کا ادب لازم تھا پیغمبرؐ کے سامنے کون زبان کھولے بولنا سب کو آتا تھا لیکن بولنے کی ضرورت نہیں تھی اس لیے کہ جب سب کچھ خود پیغمبرؐ کہہ دیں تو اب انھیں بولنے کی کیا ضرورت ہے۔ یہ بولیں گے جب منصب ان کے پاس آجائے گا جب پیغمبرؐ نہ رہیں گے تو حیات پیغمبرؐ میں علیؑ نے کبھی کوئی تقریر نہیں کی۔ اور صرف حیات پیغمبرؐ میں

اور عجیب بات ہے جب تک علیؑ زندہ رہے علیؑ کے سامنے کبھی امام حسنؑ نے امام حسینؑ نے کوئی تقریر نہیں کی۔ اور جب تک امام حسنؑ حیات رہے امام حسینؑ نے کبھی زبان نہیں کھولی اور جب تک امام حسینؑ زندہ رہے امام زین العابدینؑ نے کبھی زبان نہیں کھولی اس گھر کا ادب تو دیکھیں۔ یہ وہ آداب ہیں جو خدا کا عطیہ ہیں اور یہ وہ گوشے ہیں جن پر نظر نہیں جاتی۔ لیکن جب موضوع آتا ہے تو بات سمجھانے میں ایک لطف آتا ہے تاکہ یہ باتیں محفوظ رہ جائیں، جس بزم میں حسینؑ رہتے محمد حنفیہؒ خاموش رہتے تقریر تو بہت دور کی بات ہے محمد حنفیہؒ زبان بند رکھتے اور جس محفل میں حسنؑ ہوں وہاں حسینؑ اپنی زبان بند رکھتے غور نہیں کیا محمد حنفیہؒ جیسا صاحب جلال لیکن حسینؑ کے سامنے لرزتا تھا اور حسنؑ کا وہ جلال تھا کہ حسینؑ جیسا صاحب جلال خاموش ہے بھائی کے سامنے۔ یہ ہے بھائی کا ادب یہ اسی گھرانے نے سمجھایا تو خود ہی سوچ لیں کہ رسولؐ بڑے بھائی ہیں علیؑ چھوٹے بھائی ہیں تو اگر خود علیؑ رسولؐ کا ادب نہ سکھاتے تو کیا یہ عرب کے بدو رسولؐ کا ادب کرتے۔ (صلوٰت)

کسی دن عرض کیا تھا کہ نبیؐ کی جوتیاں علیؑ سیتے تھے جب ٹوٹ جاتی تھی یعنی نبیؐ کی جوتی کا بھی ادب کیا علیؑ نے۔ کیوں کیا ضرورت تھی کسی بھی موچی سے لے جا کے سلوا لیتے موچیوں کی تو کمی نہیں تھی مکہ میں۔ یہ علیؑ کیوں سیئیں نبیؐ کی جوتیاں، بتانا تھا کہ نبیؐ کی جوتی کا احترام کرو یہ وہ جوتیاں ہیں جو سِدرہ تک گئیں ہیں اور انہیں جوتیوں نے بتایا کہ خواب میں معراج نہیں ہوئی یعنی اگر روح جاتی ہے معراج میں تو پھر جوتی کا ذکر نہیں ہوتا۔ اس لیے کہ روح نعلین نہیں پہنتی ہیں مجسّم گئے جبھی تو نعلین کا ذکر ہے اور اس لیے نعلین کا ذکر آیا کہ جب سدرہ پر پہنچے تو پیغمبرؐ نے چاہا کہ نعلین الگ کر دیں عالم قدوسیّت شروع ہو رہا تھا، موسیٰ جیسے نبی کو وادیٔ مقدس میں نعلین اُتارنا پڑتی ہیں نہ

اُتاریں تو وحی آتی ہے موسیٰؑ نعلین اتار کر وادیٔ طویٰ میں داخل ہو یہ ہماری وادی ہے پاکیزہ وادی ہے موسیٰؑ کو حکم ملا کے نعلین اتار دو۔ پیغمبرؐ نے اتارنا چاہا تو حکم ملا کہ پہنے ہوئے آؤ۔ (صلوٰت) تو علیؑ بتانا چاہتے ہیں کہ یہ بھی معراج میں ساتھ گئیں۔ نعلین کا ذکر کیوں ہوا تو کیا کہوں عزاداروں کی نعلین غائب ہوتی ہیں کئی دن سے ایسا ہو رہا ہے کہ عزاداروں کی نعلین غائب ہو رہی ہیں افسوس نہ کیجئے گا نعلین مجلس ہی سے غائب ہوتی ہیں گھروں سے نہیں غائب ہوتیں اور جب پیغمبرؐ کی نعلین غائب ہوئیں تو کچھ لوگوں نے سنت بنا لیا جوتیاں چُرانا۔ پیغمبرؐ مسجد میں تھے اور ابو ہریرہ کئی دن سے بھوکے تھے نبیؐ کی نعلین لے گئے اور لے جا کر بازار میں بیچ دیں کھانے کا سامان لائے بیٹھ کے پکایا۔ پیغمبرؐ باہر نکلے نعلین غائب تھیں دیکھا ابو ہریرہ کھا رہے ہیں جلدی جلدی کہا ابو ہریرہ کیا کھا رہے ہو کہا حضورؐ آپ کی جوتیاں۔ تو اب جن لوگوں کو پیغمبرؐ کی جوتیاں کھانے کی عادت پڑ گئی تو کبھی اجداد پیغمبرؐ کی جوتیاں کھا رہے تھے اولادیں عزادار کی جوتیاں کھا رہی ہیں۔

تو علیؑ نے پیغمبرؐ کی جوتیاں سئیں ٹانکے لگائے تو یہ کوئی چھوٹا کام نہیں تھا یہ اتنا بڑا کام تھا کہ پیغمبرؐ نے اس کا انعام بھی دیا اور انعام یہی دیا کہ فتح مکہ کے روز جب علیؑ نے چاہا کہ اپنی نعلین کے تسمے کھولیں تو رسولؐ نے کہا آؤ میرے دوش پر آؤ بتوں کو توڑو تو علیؑ کے ہاتھ نعلین کے تسمے کی طرف گئے نبیؐ نے کہا مع نعلین کے سوار ہو جاؤ یہ دیکھئے اس کا انعام یعنی علیؑ کے پاؤں میں وہ نعلین جو صاحبِ معراج کی پشت کی زیارت کر چکی ہو آپ ان انعامات کا تصور ہی نہیں کر سکتے اور ذہن میں یہ باتیں آ ہی نہیں سکتیں، کام کے بڑے ہونے کا جب اندازہ ہو جائے تو انعام کی تھاہ پتہ چلتی ہے علیؑ کو ایسے ایسے انعام ملے کہ لوگ حسرت میں مر گئے تاریخ میں درج ہو گیا کاش کہ یہ انعام ہم کو ملا ہوتا

اور انعام کیا تھا، نہ پیغمبرؐ نے کوئی دولت دی نہ مادی ایوارڈ دے دیا کچھ بھی نہیں دیا تلوار پیغمبرؐ نے دی نہیں وہ اللہ نے عطا کی، پیغمبرؐ نے بس ایک چیز عطا کی علیؑ کو وہ اپنی قیمتی دولت کائنات کی سب سے عظیم عورت پیغمبرؐ کی بیٹی جو علیؑ کی زوجہ بن گئیں۔

تلوار اس نے بھیجی دولھا نبیؐ نے علیؑ کو بنا دیا اور جنگ بدر کے بعد احد میں جب لڑنے آئے تو دولھا تھے احد کے بعد جب لڑائی ختم ہوئی تو بیٹا پیدا ہوا جنگ خندق سے پہلے دوسرا بیٹا پیدا ہوا آج ہم چار ہجری تک پہنچ گئے خندق کا میدان سج گیا قرآن نے جسے جنگ احزاب کہا یعنی جتنے قبائل تھے عرب کے اب سب متحد ہو گئے کہ پیغمبرؐ کو قتل کر دو مدینہ کو تاراج کر دو مسلمانوں کو ختم کر دو لشکر کے تین حصے تھے مکہ سے نکلتے نکلتے دس ہزار کا لشکر بن گیا چار ہجری تک سب سے بڑا لشکر پیغمبرؐ کے مقابل جو آیا وہ جنگ احزاب یا خندق میں آیا جب پیغمبرؐ کو پتہ چلا کے ابوسفیان بڑے بڑے پہلوانوں کو لے کر لشکر کی سرداری کرتا ہوا دس ہزار کا لشکر لے کر آ رہا ہے تو ایک ہزار سات سو کا لشکر لے کر پیغمبرؐ بھی نکلے۔ جب وہاں پہنچے میدان میں۔ دیکھئے ابھی تک جتنی لڑائیاں ہو رہی ہیں اطرافِ مدینہ ہو رہی ہیں، اس سے اندازہ ہو جاتا ہے کہ یہ دفاعی لڑائیاں تھیں یعنی جو مدینہ پر حملہ کرنے آیا تو سرحد مدینہ پر لڑے اگر پیغمبرؐ معاذ اللہ جارح ہوتے تو کہیں جا کر لڑتے جب لشکر آیا بدر میں احد میں خندق میں لشکر مدینہ کے قریب آیا شہر پر حملہ کرنے آیا خندق کے دامن میں۔ سلمان فارسیؒ نے کہا جگہ کا انتخاب کر لیں اور ایک محفوظ جگہ جو پہاڑیوں سے گھری ہوئی ہو ہم وہاں پر اپنا پڑاؤ ڈالیں اور ایک جگہ مقرر کر لیں۔ اتفاق سے جب آپ مدینہ زیارت کرنے جائیں تو بدر کا میدان بھی ہے احد کا میدان بھی ہے اور خندق کا میدان بھی ہے۔ خندق کا میدان تین طرف سے پہاڑیوں سے گھرا ہوا ہے پیغمبرؐ نے جو سب سے بلند پہاڑی تھی اس پر پیغمبرؐ کا خیمہ لگا

اس کے نیچے سلمانؓ کا خیمہ لگا اور سامنے والی جو پہاڑی ہے دوسری طرف وہاں حضرت علیؑ کا خیمہ لگا اور اسکے پیچھے خواتین کا خیمہ لگا اس لڑائی میں ازواج پیغمبرؐ بھی ساتھ آئیں تھیں اور حضورؐ کی رشتہ دار پھوپھیاں بھی اور چچیاں بھی اور جناب فاطمہؑ بھی اس لڑائی میں ساتھ تھیں ان کے خیام وہیں لگے اور درمیان کی جگہ جو تھی وہاں دو خیمے اور لگے اب ان خیام کا پتہ اس طرح لگتا ہے کہ جہاں جہاں خیمے تھے وہاں وہاں مسجدیں بنیں جہاں نبیؐ کا خیمہ تھا وہاں مسجد نبی جہاں سلمانؓ کا خیمہ تھا وہاں مسجد سلمان فارسیؓ جہاں حضرت علیؑ کا خیمہ تھا وہاں مسجد علیؑ ہے جہاں حضرت فاطمہؑ کا خیمہ تھا وہاں مسجد فاطمہؑ ہے درمیان میں دو اور مسجدیں بنی ہیں ایک ہے مسجد فلاں ایک ہے مسجد فلاں۔ اب پتہ نہیں یہ بعد میں بنی ہیں کہ جب یہ والی بنیں ہیں تو ایسے ہی بنا دی گئیں کچھ پتہ نہیں۔ اور مسجد علیؑ تو ہے ہی کیوں کہ میدان جنگ یعنی علیؑ ہیں تو میدانِ جنگ ہے ورنہ وہ میدانِ جنگ کہاں وہ تو ریس (دوڑ) کا میدان ہو گیا۔ علیؑ ہیں تو میدان جنگ ہے۔ سلمانؓ نے کہا ہمارے ایران میں تو آج تک سلمانؓ کا ہی ہے ایران۔ اس لیے کہ رسولؐ نے ایک ایرانی کو اہلِ بیتؑ میں شامل کر لیا۔ ''سلمانؓ منا اھل البیتؑ''۔ سلمانؓ سے سنتے آئے ہونگے کہ نبیؐ بولتا ہی نہیں جب تک کہ وہ وحی نا کرے سنا ہے نہ آپ نے پھر سلمان کیوں کہہ رہے ہیں کہ ہمارے ایران میں ایسا ہوتا ہے کہ جب لشکر گھیر لے خطرہ ہو شبِ خون کا تو خندق کھود لیتے ہیں اپنی حفاظت کیلئے تا کہ دشمن خندق پھاند کر نہ آ سکے۔ حضورؐ نے کہا ٹھیک ہے صحیح ہے۔ وہ بولتا ہی نہیں ہے جب تک وحی نہ ہو۔ سلمانؓ کہہ رہے ہیں خندق کھود لیجئے پیغمبرؐ کہہ رہے ہیں ہاں ٹھیک ہے تو اب پتہ چلا کہ اللہ کے بعد اگر کسی کے مشوروں کو مانا پیغمبرؐ نے تو وہ اہلِ بیتؑ ہیں۔

سلمانؓ کے علاوہ کسی کے مشورہ کو کبھی پیغمبرؐ نے قبول نہیں کیا چونکہ اہلِ بیتؑ میں

شامل کر چکے اس لیے کہا کھودنا شروع کردو ایک ہفتے خندق کھودی اور کھودنے میں پیغمبرؐ بھی ساتھ ہیں کدال لئے ہوئے خندق کھودرہے ہیں چوڑی چوڑی خندقیں کھودی گئیں سلمانؓ اتنے ذہین تھے کہ آپ سوچ ہی نہیں سکتے خندق لفظ عربی نہیں ہے فارسی لفظ ہے کہا خندق تو پیغمبرؐ نے اس کا ترجمہ بھی نہیں کیا کہا جو تم فارسی بول رہے ہو وہی صحیح وہی کہلائے گی آج تک جنگ خندق مشہور ہے احزاب قرآن نے کہا لیکن جنگ خندق کے نام سے زیادہ مشہور ہے اس لیے کہ خندقیں کھودی گئیں وہ بھی سلمانؓ کے کہنے سے اور عرب لوگ چالاک تھے جب دشمن آیا اور اس نے خندق دیکھی تو اس نے کہا یہ عرب لوگ تو یہ کام کر نہیں سکتے جو ایرانی ساتھ میں ہے پیغمبرؐ کے یہ اسی نے سمجھایا ہوگا دیکھئے انھوں نے بھی ذہانت کا ثبوت دیا کہ یہ ایران کی رسم ہے اور میدان جنگ میں ایرانی یہ کام کرتے ہیں۔ جب عمرو ابن عبدود آیا تو حضورؐ نے کہا کون جائے گا اس کے مقابل۔ تو ایک نے کہا حضورؐ یہ تو بڑا نامی گرامی ہے ایک ہزار پہلوانوں پر بھاری ہے ایک بار ہم اس کے ساتھ سفر کررہے تھے ایک ہزار آدمی تھے قافلے میں اور ڈاکوؤں نے حملہ کردیا تو اس نے ڈاکوؤں کا مقابلہ کیا تنہا تلوار چلاتا تھا اور اونٹ کے بچے کو اس نے ہاتھ میں اُٹھا کر سپر بنادیا تھا۔ غور نہیں کیا آپ نے اب محاورہ میں استعمال کررہا ہوں اردو لغت کا کہ پیغمبرؐ بیٹھے ہیں لیکن زبان کے آگے خندق۔ سب کو یہ محاورہ نہیں معلوم اب جس کو نہیں معلوم وہ جا کے لغت دیکھے بھئی ہمارے تو گھر میں بولا جاتا ہے اس لیے ہمیں تو اچھی طرح سے اس کا محل استعمال بھی معلوم ہے۔ سلمانؓ نے خندق کھدوادی کہ زبانیں قینچی کی طرح چلیں گی تو سامنے خندق رہے۔ اور قرآن نے کہا کہ جب لڑائی ختم ہوئی تو قینچی کی طرح زبانیں چل رہی تھیں۔ لیکن جب عمرو ابنِ عبدود آیا تو سب کی بولتیاں بند ہوگئیں اور تاریخ نے لغتِ عرب کا محاورہ لے کر کہا کہ سروں پر طائر بیٹھے

ہوئے تھے ''کانھم علیٰ رؤسہم الطّیر'' اورانھیں اتنی امید نہیں تھی کہ لشکر اتنا آئے گا یعنی دس ہزار، بدر میں ایک ہزار آیا تھا۔ اُحد میں تین ہزار آیا تھا اب تو دس ہزار ہو گیا تو قرآن نے بھی کہا ایسا لگتا تھا کہ پہاڑوں سے انسان اُتر رہے ہیں زمین سے ابل رہے ہیں اِذْ جَآئَتْکُمْ جُنُوْد'' (سورۂ احزاب آیت ۹) اتنا بڑا لشکر آ گیا تو اتنے بڑے لشکر کو دیکھ کر ایک ہزار سات سو آدمی جو آئے تھے سب نے کہا آج تو پھنس گئے، کھلا میدان تھا بدر کا کھلا میدان تھا احد کا، پہاڑیاں تھیں، سامنے لشکر میدان میں تھے، دونوں طرف پہاڑیاں سلامت، اب تو پہاڑیوں پر سے لشکر اُتر رہا ہے جائیں تو کدھر جائیں اِدھر خندق اُدھر پہاڑیوں پر دشمن، اِدھر جائیں تو خندق میں اُدھر جائیں تو جہنم کی خندق، جنت میں خندقیں نہیں ہیں۔ جائیں تو کدھر جائیں منافقوں نے کہا آج تو اللہ نے بھی دھوکہ دیا اور اسکے پیغمبرؐ نے بھی دھوکہ دیا۔ جن کے دلوں میں روگ تھافی قُلوبِھم آج تو اللہ اور اس کے رسولؐ کو دھوکہ دیا اور سب نے آ کر کہا یا رسولؐ اللہ ہمارے بچے اکیلے ہیں مدینہ میں ہماری عورتیں اکیلی ہیں ہمیں جانے دیجئے۔ اس کو بھی اللہ نے سورۂ احزاب میں بیان کیا کہ حالانکہ یہ سب جھوٹ بول رہے ہیں یہ فرار کے راستے اختیار کر رہے ہیں مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اِلَّا غُرُوْرًا ٥ وَيَسْتَاْذِنُ فَرِيْق'' مِنْهُمُ النَّبِيَّ يَقُوْلُوْنَ اِنَّ بُيُوْتَنَا عَوْرَة'' وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ اِنْ يُّرِيْدُوْنَ اِلَّا فِرَارًا (سورۂ احزاب آیت ۱۲۔۱۳)

مگر حضورؐ کہاں جانے دیتے اگر جانے ہی دیتے تو خندقیں کیوں کھدواتے اور وہ بھی سلمانؓ کے کہنے پر اس لیے فوراً کہا تھا کہ کھدوا لو کہ پیغمبرؐ نے طے کر لیا تھا کہ کسی کو جانے نہیں دینا ہے۔ بدر میں کب ڈرے تھے احد میں کب ڈرے تھے جب شیر ساتھ ہے تو ڈرنا کیا ہے اس لیے چاہا نبیؐ نے کہ آج کوئی جانے نہ پائے تو یہی ہوا کہ خندق

دیکھ کر سب کو حیرانی تھی کہ یہ ہوا کیا ہمارے ساتھ ہم جا نہیں سکتے اب خندق کو کیسے پار کریں تو اب سب نے یہ طے کیا کہ سب حضورؐ کے خیمے میں گھس کے بیٹھیں اب جدھر جدھر حضورؐ جائیں پورا مجمع اُدھر جائے۔ حضورؐ بھی خیمے سے نہیں نکلے۔ صبح سویرے سات بڑے پہلوانوں کو لے کر عمرو بن عبدود خندق کے قریب آیا تین ہفتے تک تو یہ رہا کہ پتھر پھینکتے رہے تیر پھینکتے رہے محصور ہو گئے مسلمان اور سردی بہت تھی۔ کھانا ہو گیا ختم سب بھوکے روٹی مل نہیں رہی اور ادھر عورتیں بھی ساتھ پیچھے خیام اور جہاں عورتیں تھیں ادھر حضورؐ نے حسّان بن ثابت کی ڈیوٹی لگادی تھی کہ تلوار لے کر کھڑے ہو جاؤ تا کہ ایسا نہ ہو کہ دشمن اُدھر سے خواتین کے خیام پر حملہ کر دے۔ ایک یہودی چند آدمیوں کو لے کر ادھر سے آیا دیکھنے کیلئے کہ اگر ادھر سے راستہ مل جائے تو ادھر سے پیچھے سے حملہ کر دیا جائے۔ حسّان بن ثابت خیموں کی حفاظت کر رہے تھے حضورؐ کی پھوپھی جناب صفیہؓ دیکھ رہی تھیں انھوں نے کہا حسّان یہ یہودی جاسوس معلوم ہوتا ہے اور یہ دیکھنے آیا ہے ضرور حملے کا ارادہ ہے تم ایسا کرو کہ ابھی تو تنہا ہے تلوار سے اس کا سر کاٹ دو حسّان کہنے لگے دیکھو بھئی ہمیں یہاں ڈیوٹی پر تو لگا دیا رسولؐ اللہ نے ہم شاعری کرنا جانتے ہیں تلوار چلانا نہیں جانتے ہم اس کے مقابل نہیں جائیں گے کیا ضروری ہے کہ ہم ہی اسے ماریں اس نے ہمیں مار دیا تو کیا ہوگا۔ جو کچھ بھی کہا جناب صفیہؓ نے لیکن حسان ٹس سے مس نہ ہوئے آخر جناب صفیہ خیمہ میں آئیں علیؑ کا لباس پہنا پھوپھی نے بھتیجے کا لباس پہنا زرہ بکتر پہنا سر پر خود رکھا تلوار لی اور نعرہ تکبیر بلند کرتے ہوئے جو حملہ کیا تو یہودی ساتھیوں سے یہ کہتا ہوا بھاگا کہ علیؑ آ گئے۔ لیکن جناب صفیہؓ نے اسے جانے نہیں دیا فوراً اسے پکڑا سر کاٹا لا کے حسّان کے پیر پر ڈال کے کہا بنی ہاشم کی عورتیں اتنی بہادر ہوتی ہیں بعد میں حضرت صفیہؓ نے حسّان کی شکایت بھی کی حضورؐ سے اور پھر بعد

خندق حسّان نے قصیدہ کہا۔ اور یوں ہم بڑھ بڑھ کر لڑے اور ہم نے تمہارا کافروں کا یہ کر دیا وہ کر دیا بھگا دیا بڑا لمبا چوڑا قصیدہ کہا تو کافر نے اس کا جواب دیا کہا بڑھ بڑھ کر باتیں نہ کرو ہمیں معلوم ہے انصاری ہو تم لوگ ڈرپوک ہو ایک تلوار اگر بنی ہاشم کی علیؑ کی نہ ہوتی تو تم لڑ سکتے تھے ہم سے اگر تعریف کرنا ہے تو اس تلوار کی تعریف کرو جو علیؑ کی تھی تم کیا لڑے ہو میدان میں تمہیں شعر کہنے کے سوا اور کیا آتا ہے۔ دونوں قصیدے موجود ہیں۔ جو حالات تھے اس میدانِ جنگ کے اس کا پس منظر میں نے آپ کو بتایا تو اب بتایئے ایسے میں میدان کس کے ہاتھ رہے گا یہ حالات جو سامنے ہیں آپ کے جو میں نے سنا دیئے تو بس ہم اتنا ہی تو سن لیتے ہیں کہ ہاں یہ میدان بھی علیؑ نے فتح کر لیا ارے مشکل ترین میدان آرہے تھے جنگ کے فتح کرنا مشکل تھا لیکن ان مشکل ترین منزلوں پر بھی یہ عالم ہے کہ وہ اطمینان نفس ہے سب کو گھبراہٹ نبیؐ نے دھوکہ دیا اللہ نے دھوکہ دیا اتنا بڑا لشکر آ گیا ہے اب کیا ہوگا لیکن اس جوان کا اطمینان دیکھئے اب علیؑ ۲۶ برس کے ہو گئے اور دو معصوم بچوں کے باپ بن گئے ہیں اب علیؑ کی بھی ذمہ داریاں بڑھ گئیں ہیں پہلے تو اکیلے تھے بدر میں ماریں یا مر جائیں اب علیؑ کی بھی ذمہ داریاں ہیں اب علیؑ تنہا اپنے نفس کے مالک نہیں ہیں کہ تنہا میدان جنگ میں کود جائیں اب علیؑ کو پھونک پھونک کر قدم رکھنا ہے لیکن اللہ رے اطمینان کہ عمرابن عبدود نے آواز دی کہ مسلمانو! تمہارا عقیدہ ہے کہ اگر مارو تو جنت میں جاؤ اور اگر کافر کے ہاتھ سے مر جاؤ تو جنت میں جاؤ یعنی تم ہم کو مارو گے تو غازی کہلاؤ گے ہمارے ہاتھ سے مر جاؤ گے تو شہید کہلاؤ گے تو آؤ، اسلام کے سب سے بڑے عقیدے کو للکارا بھئی مسلمان یا غازی بنتا ہے یا شہید قرآن نے کہا اب ہر مسلمان کا یہ عقیدہ ہونا چاہیئے کہ یا غازی بنے گا میدانِ جنگ میں یا شہید بنے گا اور دونوں طرح جنت پائے گا اس نے کہا تو پھر آؤ

مارو ہمیں غازی بن جاؤ یا ہمارے ہاتھ سے مر جاؤ شہید بن جاؤ لیکن نہ کوئی غازی بننے کو تیار نہ کوئی شہید بننے کو تیار تو پھر اللہ نے کبھی نہ ان کو غازی بنایا نہ شہید کچھ ہاتھ نہ آیا۔ عمرو ابن عبدود نے آواز دی تو رسولؐ نے پوچھا کون جائے گا۔ یا رسولؐ اللہ یہ پوچھنے کی کیا ضرورت ہے کون جائے گا سب کے دم نکلے ہوئے ہیں۔ آپؐ پوچھ کے اور جان نکالے دے رہے ہیں آپ پوچھ کے نامنیشن (nomination) کیجئے اور بھیج دیجئے کون جائے گا تو جواب مل گیا کون جائے گا یہ تو ہزار پر بھاری ہے، ادھر اس نے کہا آؤ میں عمرو ابنِ عبدود ہوں، علیؑ نے وہیں سے آواز دی میں علی ابن ابیطالبؑ ہوں۔۔۔ پیغمبرؐ نے زانو دبا کے کہا بیٹھ جاؤ۔ اس نے پھر کہا تم میں کوئی بہادر نہیں ہے، علیؑ نے پھر کہا میں جاؤں، پیغمبرؐ نے کہا ٹھہرو میں علیؑ نے کہا، میں علی ابن ابیطالبؑ ہوں اس کے لئے میں ہوں۔ تین بار علیؑ نے کہا انا لہ' غور کیا آپ نے پیغمبرؐ نے کہا تھا کون جائے گا تو علیؑ نے سب کو دیکھ کر کہا تھا میں ہوں اس کے لیے تین بار بس تین بار موقع دیتے تھے نبیؐ چوتھی بار تو علیؑ کو سب کچھ مل ہی جاتا تھا۔ ہاں ہاں اب جاؤ علیؑ جاؤ لیکن یہ کہہ کر آج ہم اپنے سپاہی کی کمر باندھیں گے یہ پہلی لڑائی ہے جس میں نبیؐ نے علیؑ کو اپنے ہاتھ سے سجایا۔ یا علیؑ تم میدان جنگ سجاتے ہو ہم تمہیں سجائیں گے۔ سیاہ عمامہ سر پر باندھنا شروع کیا اور شملہ دونوں طرف لٹکا کے جیسے کوئی دولھا بنا دے کسی جوان کو، پیغمبرؐ نے پٹکا باندھا تطہیر کا، قل کفی باللہ کا عمامہ باندھا کمر میں، تلوار لگائی نعلین کے تسمے اپنے ہاتھ سے باندھے علیؑ کو تیار کیا اور سیاہ عمامے میں علیؑ کی زلفیں لہرائیں تو علیؑ کا حسن علیؑ کا نکھار اس دن چہرے کا وقار سب دیکھتے رہے۔ اور شانہ پکڑ کے باہر لائے اور اس وقت آسمان کو دیکھا آنسو آنکھوں سے پیغمبرؐ کے بہہ رہے تھے اور آسمان دیکھ کر کہا پروردگار بدر میں تو نے عبیدہؓ کو لے لیا احد میں تو نے حمزہؓ کو لے لیا اب ایک سپاہی میرا ناصر بچا

ہے یہ زندہ سلامت واپس آئے دیکھئے ضمانت اللہ سے پہلے لے لی کہ میرا سپاہی صحیح اور سلامت واپس آئے اور ایک بار جب رخصت کیا تو پورے لشکر کو دیکھا اور آواز دی۔ سنو کُلِّ ایمان آج کُلِ کفر کے مقابل جا رہا ہے۔ یہ پہلا جملہ تھا میری تقریر کا کہ ان اعلانات کو ہم بہت چھوٹا سمجھتے ہیں لیکن جب تک سمجھایا نہ جائے یہ باتیں چھوٹی چھوٹی نہیں ہیں، کُلِ ایمان بس یہ ہے کُلِّ ایمان پورا کفر وہاں یکجا ہوا تھا اسی لئے احزاب نام ہے یعنی حزبِ اختلاف کی ساری پارٹیاں عرب کی جمع ہوگئیں ہیں۔ اور سارے قبائل نے کفار کے مل کر نمائندگی اپنی اپنی عمرو ابن عبدود کو دے دی ہے یعنی کفار کا مرکز اس وقت عمر بنا ہوا ہے۔ تو آج ایمان کا کُل مرکز علیؑ بنا ہوا ہے (صلوٰۃ)

عین وہاں بھی ہے عین یہاں بھی ہے ''ح'' حلال میں بھی ہے اور ''ح'' حرام میں بھی ہے۔ کُلِّ ایمان کُلِ کفر کے مقابل جا رہا ہے، علیؑ چلے پیدل چلے بدر کی لڑائی بھی پیدل لڑی صرف احد میں یہ ہوا کہ کبھی پیدل لڑی اور کبھی گھوڑے پر حیرانی ہے کہ نہ پیغمبرؐ نے کہا کہ گھوڑا لے جاؤ نہ علیؑ نے پلٹ کر کہا کہ گھوڑے پر بٹھا دیجئے یا گھوڑا چاہیئے، گھوڑے کی کیا ضرورت کوئی زیادہ دور تک نہیں جانا تھا خیبر میں تو خیمہ سے قلعہ تک پہاڑیوں پر چڑھ کر کافی دور جانا تھا اس لیے دُلدُل پر گئے تھے یہ خندق پھاندی اور سامنے تو ہے وہ مقابل اتنی دور کیلئے گھوڑے کی کیا ضرورت ہے اور کوئی ضروری نہیں تھا کہ خندق کو گھوڑا پھاند ہی جائے گا، بھئی جو گھوڑے کی آبرو جنگِ خندق میں بچائی ہے علیؑ نے ایک میدانِ جنگ میں علیؑ نے کتنے علوم دیئے۔ جیسے ہی میدان جنگ میں پہنچے فوراً کہا میں پیدل ہوں تو بھی پیدل ہو جا، عمرو ابنِ عبدود بھی گھوڑے سے اترا۔ اتر کر پہلا کام یہ کیا کہ ایک ہی وار میں گھوڑے کے چاروں پیر کاٹ دیئے، علیؑ گھوڑا اس لیے نہیں لے گئے تھے کہ یہ مخلوق حیوان ہے میرا گھوڑا یہ ظلم گھوڑے پر دیکھے گا تو مجھے دیکھے گا

کہ یہ کیا ہے۔ یہ تک منظور نہیں علیؑ کو کہ گھوڑے کا دل پسیجے، جانور پر ظلم کرے گا کُلِّ کفر کو ظلم ڈھائے گا تو یہ کُلِّ ایمان کا فیصلہ ہے کہ آج ہم اپنے رہوار کو تکلیف کیوں دیں اور تیرا وہاں کام کیا اپنا دل دُکھا کر آئے گا کہ تیری قوم کا ایک جانور تیرے سامنے مارا گیا لیکن یہ بنی ہاشم ہیں گھوڑے کا بدلہ علیؑ نے پہلے لیا تب مزہ آئے گا آپ کو جب میں یہ بتاؤں کہ علیؑ کا پہلا وار کہاں ہوا۔ یہ پہلی لڑائی ہے جہاں علیؑ نے وار اوپر سے نہیں کیا اس لیے کہ اس نے اپنا ہنر دکھایا کہ میری تلوار میں تیزی کتنی ہے کہ میں ایک وار میں گھوڑے کے چاروں پیروں کو کاٹ دیتا ہوں علیؑ نے دشمن کے پاؤں قطع کر دیئے، مقابلہ شروع ہونے سے پہلے عمر ابن عبدود نے پکار کر علیؑ سے کہا اپنا تعارف کرواؤ، علیؑ نے کہا میں عبدالمطلّب کا پوتا علیؑ ابنِ ابیطالبؑ ہوں۔ اُن نے کہا تم علیؑ ہو تو پھر میں تم سے نہیں لڑوں گا تم ابھی کمسن ہو میں تم سے نہیں لڑوں گا۔ چکنی چُپڑی باتیں کرنے لگا ابنِ ابی الحدید معتزلی نے لکھا ہے کہ جیسے ہی کہا میں علیؑ ابنِ ابیطالبؑ ہوں یہ ڈر گیا اس نے سیاست دکھائی۔ لڑنا نہیں چاہتا تھا، اسے امید نہیں تھی کہ اکدم سے بس علیؑ ہی آجائیں گے اس لیے اس نے مکارانہ چالیں دکھائی کہا میں تم سے نہیں لڑنا چاہتا واپس چلے جاؤ کسی اور کو بھجوا دو میں تم سے نہیں لڑنا چاہتا پھر تم ابھی کم عمر ہو کم سن ہو اس لیے ہم تم سے نہیں لڑنا چاہتے۔ علیؑ نے کہا زیادہ باتیں نہ بنا میں نے بھی تیرے بارے میں سنا ہے کہ تو اپنے مقابل کی تین باتیں ضرور مانتا ہے۔ دیکھئے علیؑ نے بھی باتوں میں لگا لیا عمرو نے سوچا اچھا ہماری شہرت ہے اجنبی آدمی یاد دلائے کوئی بات تو اب ذرا غرور سے سینہ تن گیا عمرو ابن عبدود نے کہا ہاں ہاں ہم اپنے مقابل کی تین باتیں مانتے ہیں تم کیا منوانا چاہتے ہو علیؑ نے کہا پہلی بات تو یہ ہے کلمہ پڑھ اسلام قبول کر کہا اگر ایسا ہوتا تو ہم تمہارے نبیؐ سے لڑنے کیوں آتے، علیؑ نے کہا اچھا تو دوسری بات مان لے مکّے واپس

چلا جا شقی نے کہا خوب مکّے کی عورتیں تالیاں بجا کر مجھ پر ہنسیں گی میں بغیر لڑے چلا جاؤں میں تو نہیں جاؤں گا واپس، علیؑ نے کہا تو اب تیسری بات مان لے، اُس نے کہا تیسری کیا بات ہے، علیؑ نے کہا میں پیدل ہوں گھوڑے سے اُتر آ پیدل لڑ بس اسی پر تو تاؤ آیا کہ اُترتے ہی گھوڑے کی چاروں ٹانگیں کاٹ دیں مقابل آیا آمنے سامنے گفتگو شروع ہوئی اب وہ گفتگو جو ہوئی وہ بعد میں بتاؤں گا آپ کے ذہن میں یہ رہے کہ یہ مقابلہ جو ہو رہا ہے اب یہ بدر یا احد والا مقابلہ نہیں پیغمبر کہہ چکے یہ کُلِّ ایمان ہے وہ کُلِ کفر ہے سب اطمینان سے بیٹھے ہوئے ہیں اس لیے کہ کُلِ ایمان گیا اِدھر سے، کافروں کے لشکر میں کافر اطمینان سے ہے کہ کُلِّ کفر اِدھر سے گیا، اب ہمیں تو لڑنا ہے نہیں کافروں کو اطمینان کہ کُل کفر سمیٹا اس کے سر پر رکھا اور مسلمان وہاں اطمینان سے کہ اب ہمارے پاس تو ایمان ہے نہیں ہمیں لڑنے کی ضرورت نہیں ہے کُلِ ایمان تو وہ گیا اب علیؑ جانیں اور عمرا ابن عبدود جانے، تو اب لڑائی جو ہے وہ طہارت کی اور مَعصَیت کی لڑائی ہے، ایک طرف طہارت ہے تو دوسری طرف مَعصَیت ہے، اس نے دیکھا کہ میرے مقابل کون ہے اور دونوں سپاہی تیار ہوئے آمنے سامنے ہوئے کہ اب حملہ کدھر سے ہوگا، لڑائی کدھر سے شروع ہوگی، دونوں سپاہی سامنے آئے۔ عالم یہ تھا کہ عمر غصے میں جوش میں یہ ہوش میں وہ غصہ سے تھرا رہا تھا یہ حوصلے سے مسکرا رہا تھا۔ یہی تو علیؑ اپنے خطیب کو انعام دیتے ہیں مرثیہ نگار ہو تو ساقی نامہ شروع کر دیتا ہے۔ اُس میں قابیل کی اَکڑ تھی تو اِس میں ہابیل کی انکساری تھی وہ یہ کہہ رہا تھا کہ میں شیطان کی سرکشی میں تھا تو یہ کہہ رہا تھا کہ میں آدمؑ کی توبہ میں تھا وہ کہہ رہا تھا کہ میں قوم نوحؑ کی سرکشی میں ہوں تو یہ کہہ رہا تھا میں نوحؑ کی کشتی ہوں، وہ کہہ رہا تھا میں فرعون کا غرور ہوں یہ کہہ رہا تھا میں موسیٰؑ کا طور ہوں، وہ کہہ رہا تھا کہ میرے سر پر نمرودیت کا تاجِ

شاہانہ ہے یہ کہہ رہا تھا کہ میرے سر پر ابراہیمؑ کی خلّت کا عمامہ ہے، وہ کہہ رہا تھا مجھ میں یہودیت کے سارے آثار ہیں تو یہ کہہ رہا تھا کہ میرے پاس عیسیٰؑ کی ساری روحانیت کے خزانے ہیں، وہ کہہ رہا تھا میں ابوجہل کا نمائندہ ہوں یہ کہہ رہا تھا میں محمدؐ کا نمائندہ ہوں میں ابوطالبؑ کا بیٹا ہوں اس نے کہا ارے تم ابوطالبؑ کے بیٹے ہو تو پھر اب کیا لڑیں جاؤ وہ تو میرے دوست تھے کہا تو جھوٹا ہے جس کی گود میں نبوت پلے وہ کافر کا دوست نہیں ہوسکتا۔ علیؑ کا میدانِ جنگ وہ ہے جو عظمت ابوطالبؑ بھی بتاتا ہے۔ (صلوٰۃ)

علیؑ نے کہا مجھے باتوں میں نہ لگا وار تو پہلے کر اس نے وار کیا علیؑ کے سر پر وہ وار پڑا سر کا زخمی ہونا تھا کہ خدا کا شیر جلال میں آ گیا اب پہلا وار اس کا ہو چکا تھا۔ لیکن علیؑ نے وار نہیں کیا بلکہ تلوار کو ہوا میں گھمانا شروع کیا اور چاروں طرف اپنے سر کے تلوار کو چلانا شروع کیا تو ایسا لگتا تھا کہ بیچ میں ایمان کی شمع روشن ہو رہی تھی اور کفر کا پروانہ تلوار کو لینے کیلئے کبھی اِدھر کبھی اُدھر علیؑ نے تھکا دیا، دیکھئے تلوار چلی علیؑ کی اور اپنی جگہ ثابت قدم اس نے تلوار لے کے چاروں طرف علیؑ کے گھومنا شروع کیا کہ کدھر سے وار کر دے لیکن اب علیؑ نے وار کا موقع نہیں دیا جب بھگدڑ مچی عمرو دوڑنے لگا اس کے سات ساتھی قریب کھڑے اس کی ہمت بڑھا رہے تھے اور جب اس نے دوڑنا شروع کیا تو گرد اُٹھی، گرد اُٹھی تو علیؑ چھپ گئے، جب علیؑ چھپ گئے تو نبیؐ گھبرائے کبھی اِدھر سے دیکھا کبھی اُدھر سے دیکھا بس یہی وقت تھا کہ نبیؐ نے اعلان کیا جو علیؑ کی فتح کی خبر سب سے پہلے لائے گا وہ جنت میں میرے ساتھ جائے گا اب تو علیؑ کی فتح کی خبر لانے سب دوڑے کوئی اِدھر سے گیا کوئی اُدھر سے گیا کوئی پہاڑی پر چڑھا کوئی کھجور پر چڑھا دیکھ لیں کسی طرح علیؑ کو فتح کرتے۔ دیکھئے یقین کتنا ہے کہ علیؑ فتح کریں گے بھئی کُلِ ایمان گیا ہے سب کو پتہ ہے ہمارے پاس کچھ نہیں فتح علیؑ کو ہی کرنا ہے پیغمبرؐ نے کہہ دیا اور

جب عمرو کہہ رہا تھا آؤ مجھے مارلوتو جنت دیں گے تو جنت لینے کوکوئی تیار نہیں سَستی جنت لینے کوسب تیار بیٹھے ہیں کہ بس یوں دیکھا اور جنت ملی ،۔ دیکھے کی جنت نہیں ملتی لیکن سب چاہتے یہی تھے کہ جنت مل جائے اور یہ کہہ کے پیغمبرؐ خیمے میں گئے ۔ اب انتظار میں کہ کب خبر آئے گی خوش خبری آئے گی سلمانؓ ساتھ ساتھ پہلو میں بیٹھ گئے رسولؐ خدا نے کہا سلمان تم نہیں گئے جب وہ گئے ہیں خبر لینے تم کیوں نہیں گئے ،سلمان نے کہا جنت کی لالچ میں مالکِ جنت کو چھوڑ کر چلا جاؤں ،پیغمبرؐ مسکرائے بس وہ وقت تھا کہ علیؑ کی تلوار چلی اور پہلا وار عمرو ابن عبدود کی ٹانگوں پر ہوا دونوں ٹانگیں قطع کر دیں اور وہ گرا اس کے بعد سیفی کا وار کندھے پر کیا شانہ جھولا شانہ جھولنا تھا کہ گرا اِدھر گرا اور اُدھر علیؑ سینے پر سوار ہوئے اور اس نے بے ادبی کی پڑھ چکا تفصیل نہیں پڑھنی ہے سینے سے ہٹے یہاں سے بھی لوگوں نے پکارا ارے علیؑ یہ کیا کیا سانپ کے قریب ٹہل رہے ہیں آپ ۔ کہا ہاں سانپ کا منہ کچل دیا اب کوئی مسئلہ نہیں ہے جو اس کو زہر افشانی کرنا تھی کر چکا لعاب دہن پھینک چکا سانپ کی ایک قسم ایسی بھی ہے ایک سانپ اپنا زہر پھینکتا ہے انسان کی طرف اپنا تھوک پھینکتا ہے وہی حرکت اس نے کی لیکن اللہ رے نفس پر کنٹرول علیؑ کا کہ جب تک کہ غصہ فرو نہیں ہو گیا واپس اس کی طرف نہیں گئے اور جب غصہ ٹھنڈا ہو گیا جلال تھما تو سینے پر گھٹنا رکھ کے سر کاٹ لیا اب جو سر لے کر چلے تو سینے کو نکالے ہوئے فخر سے جھومتے ہوئے چلے ایک ہاتھ میں ذوالفقار تازہ لہو کی بوندیں ٹپکتی ہوئی ، دوسرے ہاتھ میں سر تھا عمرو کا اب جو چلے تو لوگوں نے کہا یا رسولؐ اللہ علیؑ کتنا اکڑ اکڑ کر چل رہے ہیں کہا تمہیں کیا معلوم یہ اہلِ جنّت کی چال ہے ۔ جنت میں صاحبان ایمان یونہی چلیں گے تو جب صاحبانِ ایمان یونہی چلیں گے تو کُلِ ایمان کیسے چلے گا علیؑ نے بتایا اور اکڑ کیوں نہ ہوتی ارے کُلِ ایمان تھے اور کُلِّ کفر کا سر کاٹ کر آ رہے تھے

کسی ایک کا سر تو کاٹا نہیں کُل کے سر کاٹے تھے علیؑ نے باون کروڑ سر کاٹے تھے یہ بات بھی سمجھ میں نہیں آئے گی باون کروڑ بھی کم ہیں کفر کے باون کروڑ سر ایک دن۔ یہ جب پتہ چلا کہ جب واپس آئے کہا آج علیؑ کی ایک ضربت عبادت الثقلین سے افضل ہے۔

نعرہ حیدریؑ (صلوٰۃ)

کُلِ ایمان سمیٹا اور کہا یہ ہے علیؑ کُلِ عبادتیں سمیٹیں اور ذوالفقار کی ایک ادا کو دیکھ کر کہا یہ ہیں کُلِّ عبادتیں۔ ثقلین یہ بھی اور وہ بھی اور قیامت تک جو ہوگی اور جو ہو چکی اسی پر تو اکڑے تھے فرشتے ہم تیری عبادت کرتے ہیں ہم کو بنا دے خلیفہ آدمؑ کو کیوں بنا رہا ہے ہم کو بنا دے تو اللہ نے کہا بہت اکڑ رہے تھے اپنی عبادتوں پر سارے فرشتوں کی عبادتیں سارے انبیاء کی عبادتیں سارے اولیاء کی عبادتیں ان ساری عبادتوں سے افضل ایک ضربت ذوالفقار کی۔ کیا اِترائی ہوگی ذوالفقار اور کیوں نہ اِترائے کوئی بے نمازی ہے ذوالفقار ہے ہر میدان جنگ میں وضو کیا ہے آپ پانی سے وضو کرتے ہیں اس نے لہو سے وضو کیا ہے آپ لہو لگا کے مسجد نہیں جا سکتے آپ لہو لگا کے نماز نہیں پڑھ سکتے ذوالفقار ہر بار کافروں کے لہو سے وضو کر کے سجدے میں جاتی تھی۔ اتنے سجدے کئے اتنے سجدے کئے اتنے سجدے کئے کہ اللہ نے فرشتوں کے سجدوں کو اس پر سے صدقے کر دیا۔

ذوالفقار کی عبادتوں پر یار سولؐ اللہ کچھ تو رکھ لیجئے ثقلین نہ کہیئے اس لیے کہ یہاں کی بات کریں گے تو خود آپ کے سجدے آپ کی نمازیں آپ کی عبادتیں کہا ہاں سب میری نمازیں میری عبادتیں سب سے افضل علیؑ کی ایک ضربت۔ ارے یہ ضربت نہ ہوتی تو میری نمازیں کہاں ہوتیں میں ہی کہاں ہوتا جب دین بچا لیا جب اسلام بچا لیا۔ تب جا کے نمازیں بچی ہیں تب جا کے اللہ کا گھر بچا ہے یہ علیؑ نے بچایا یہ ہے جنگ

خندق یہ ہے جنگ احزاب یہ ہے وہ میدان جنگ جو علیؑ نے فتح کیا ادھر سر پھینکا نبیؐ کے قدموں میں تو کہتے ہیں اس سے پہلے کہ رسولؐ اللہ پیشانی کا بوسہ دیتے، دو بزرگ دوڑتے ہوئے آئے ایک طرف سے حضرت عمر ایک طرف حضرت ابو بکر اور دونوں آ کے علیؑ کو چومنے لگے سب نے لکھا ہے شیعہ سنی سب نے لکھا ہے کہ دونوں حضرات نے علیؑ کے بوسے لیے اب جب علیؑ نہ ہوں تو کس چیز کو بوسے دیں گے بھئی خیبر میں علیؑ کو جو علم ملا تھا تو اس کی شبیہ کو بوسے دیں گے تو پھر خلفاء کی تاسی ہے علم کو چومنا۔ علیؑ نہیں تو علم صحیح انہوں نے علیؑ کو چوما ہم علم کو چومتے ہیں۔ نبیؐ نے پیشانی کا بوسہ دیا سر کو جھکایا تو لہو کی دھار دیکھی آنکھ سے آنسو بہنے لگے کہتے ہیں کہ اس دن سے علیؑ کا ایک نام یہ بھی پیغمبرؐ نے بتایا کہ علیؑ کو ذوالقرنین کہتے ہیں۔ اس لیے کہ ایک ہی مقام پر دو ضربیں علیؑ کے لگیں ایک ضربت عمرو ابن عبدود نے لگائی ایک ابنِ ملجم نے۔ وہ سجدے میں آخری تلوار کا وار، اگر باپ نے سجدے میں تلوار کھائی تو بیٹے نے بھی سجدے میں تلوار کھائی علیؑ کا بھی سجدہ حسینؑ کا بھی سجدہ۔ تو اب پوتے نے سجدے کا طریقہ ہی بدل دیا سیّد سجادؑ اگر اونٹ پر ہیں تو آنکھ کے اشاروں سے سجدے کہیں رک گئے ہتھکڑیوں بیڑیوں میں جھک گئے اتنا کہ سجدہ ہو گیا شام کی راہوں میں سجدے لیکن اللہ کہتے ہیں وہ دن قیامت کا تھا جب دربار میں داخلہ ہوا۔ سجادؑ کہتے ہیں الشّام الشّام الشّام کیوں کہا اس لیے کہ تین گھنٹے باب الساعات پر رُکنا پڑا۔ تین دن شام کے باہر شہر کی سجاوٹ کے لیے رکنا پڑا جب زینبؑ کو رُکنا پڑا۔ ساعات یعنی جس دروازے پر اہلِ حرم کو انتظار کرنا پڑا داخلہ کے لیے اس لیے اس کو باب الساعات کہتے ہیں کل تقریر اس جگہ ختم ہوئی تھی امامؑ فرماتے ہیں کہ جب ہم اس دروازے پر پہنچے تو شمر (ملعون) کچھ سپاہی لے کر آیا اور ہم کو یوں باندھا جیسے جانوروں کو باندھتے ہیں اور اس رسی کو کھینچتے ہوئے لے چلے۔

دربار بھرا ہوا تھا شاہزادیؑ نے سید سجادؑ سے کہا بیٹا تم نے دیکھا دربار کو کیسے سجایا گیا ہے یہودی عیسائی نمائندے ہر ملک کے سفیر بیٹھے ہوئے ہیں سیّد سجادؑ نے کہا پھوپھی اماں ہمت سے کام لیجئے اب آپ ہی تو سب کی سرپرست ہیں بس یہ جو کہا بھتیجے نے تو جناب زینبؑ نے اک بار علیؑ کی شجاعت صبر حسینؑ کے ساتھ عباسؑ کے جلال کے ساتھ آواز دی ام لیلیٰؑ گھبرانا نہیں زینب ہے رباب گھبرانا نہیں زینبؑ ہے۔ رقیہؑ گھبرانا نہیں۔ اے سکینہؑ پھوپھی ساتھ ہے گھبرانا نہیں، ایک ایک کو سمجھاتی جاتی ہیں آگے بڑھتی جاتی ہیں۔ زینبؑ بی بی کا یہ کہنا کہ زینبؑ ہے اس کی کچھ وجوہات ہیں، قیامت کے جملے ہیں اس لیے کہ جب دربار میں آئیں تو پتہ ہے کہ کیوں جناب زینبؑ نے کہا تھا ہم ہیں ہم ہیں اس لیے کہ وہ دیکھا اللہ کسی کو ایسا نہ دکھائے ایک جملہ سن لیجئے۔ سید سجادؑ فرماتے ہیں کہ شام کے دربار کے بعد ہم سب کربلا کی شہادتیں بھول گئے ہم علی اکبرؑ کو بھول گئے۔ ہم عباسؑ کے شانے بھول گئے ہم حسینؑ کا پامال لاشہ بھول گئے وہ ہوا دربار میں۔ ایک بار وہ نیزہ (اب کون بیان کر رہا ہے آپ کا چوتھا امامؑ) اک بار وہ نیزہ جس پر سر حسینؑ تھا وہ اندر داخل ہوا اور اک بار شمر (ملعون) اس نیزے کو لئے ہوئے یزید (ملعون) کے تخت کے سامنے آیا اور ایک بار اس نے آواز دی کہا یزید (ملعون) کائنات میں جس کا باپ سب سے افضل تھا جس کی ماں سب سے افضل تھی جو سب سے زیادہ سخی گھرانہ تھا اس کا سر کاٹ کے لایا ہوں میری سپر کو سونے کے پھولوں سے بھر دے۔ مجھے انعام دے یزید ملعون اک مرتبہ پلٹا اور پلٹ کر کہا میرے سامنے تعریف کرتا ہے جب اتنی خوبیاں حسینؑ میں تھیں تو کیوں سر کاٹا ہٹ جا مرے تخت کے سامنے سے مرے سامنے حسینؑ کی تعریف مت کر ہٹ جا یہاں سے شمر ملعون شرمندہ ہو کر ہٹا خولی آگے بڑھا درباریوں نے کہا سر نذر ہو اب میں کیسے پڑھوں

القصہ انجمن میں حرم بے نقاب آئے　　پر کانپتے ہوئے صفتِ آفتاب آئے
بزم شراب ورقص میں عِفّت مآب آئے　　نذرِ یزید کے لیے سب شیخ وشاب آئے

تجویز شمر پر ہے محل شور و شین کا
زینبؑ کے آگے نذر دیا سر حسینؑ کا

یزید تخت پر بیٹھا تھا اک بار خولی نے نیزہ پر سے سرِ حسینؑ اُتارا اور اُتار کر دونوں ہاتھوں میں سر کو لے کر ہوا میں اک بار یزید کی طرف سر کو اُچھال کر پھینکا۔ یزید کے تخت پر سر گرا جیسے ہی سر گرا ایک بار یزید نے حسینؑ کی زلفوں کو پکڑا۔ ایک سونے کا طشت لایا گیا اس میں یزید نے حسینؑ کی زلفیں پکڑ کر طشت میں سر رکھا۔ یزید تخت پر تھا نیچے طشت میں سرِ حسینؑ رکھا تھا ایک غلام آگے بڑھا اور ایک کشتی لایا کشتی پر سے خان پوش ہٹایا گیا جیسے ہی ریشمی رومال ہٹایا گیا اس میں ایک خیزران کی چھڑی رکھی ہوئی تھی غلام نے وہ چھڑی یزید کے ہاتھ میں دی یزید نے چھڑی لی اور ایک بار چھڑی کی نوک سے پہلے حسینؑ کے ہونٹوں کو کھولا۔۔ اک بار چھڑی کو ضرب دینا شروع کیا ابو برزہ اسلمی صحابیٔ رسولؐ کہتے ہیں حسینؑ کے موتی کی لڑی ٹوٹ کر بکھرنے لگی چھڑی چل رہی تھی اک بار زینبؑ نے آواز دی ارے مرا بھائی۔۔۔

---

# چھٹی مجلس

بِسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ساری تعریف اللہ کے لیے درود اور سلام محمدؐ وآلِ محمدؐ کے لیے

''حضرت علیؑ میدان جنگ میں'' اس موضوع پر ہم مسلسل گفتگو کر رہے ہیں۔ اپنے انداز میں موضوع اچھوتا اور میرا پسندیدہ اور آپ کا بھی پسندیدہ موضوع ہے، ولائے علیؑ سے سرشار موضوع اور تاریخ اسلام کا سردار موضوع۔ ایسا موضوع کہ جس پر بالا کوئی موضوع نہیں، اس کے مقابل کوئی نہیں کہہ سکتا یا یہ موضوع یا یہ موضوع۔ یہ موضوع پیغمبرؐ کی محفل کا موضوع اور اللہ کی مرضیاں خریدے ہوئے موضوع اللہ کا پسندیدہ موضوع، نبیؐ کا پسندیدہ موضوع تو اگر آپ کو اور ہمیں پسند ہے تو کون سا کمال ہے اسی موضوع کے لیے تو نبیؐ نے کہا اپنی مجلسوں کو زینت دو ذکر علیؑ سے۔ زینت یعنی سجاوٹ کسی اور موضوع سے نہیں ہوتی جس موضوع میں علیؑ نہ ہوں وہ موضوع ہی نہیں ہے اس لیے کہ کسی موضوع کے بارے میں پیغمبرؐ کی کوئی حدیث نہیں ہے گویا مجلس بنی اس لیے کہ ذکر علیؑ ہو۔ پیغمبرؐ کی حدیث پر آپ غور کریں اپنی مجلسوں کو زینت دو ذکر علیؑ سے۔ تو لفظ مجلس بھی پہلی بار وجود میں آیا۔ مجلس بنی اس لیے کہ ذکر علیؑ ہو اپنی مجالسوں کو زینت دو ذکر علیؑ سے جو لوگ موضوع سے ذہنوں کو ہٹا دینا چاہتے ہیں کو ان کے ذہنوں کی کجی ہے ان کے ذہنوں کی خامی ہے۔ خامی کیوں ہے کجی کیوں ہے ان کے ذہنوں میں اس لیے کہ وہ پیغمبرؐ کی حدیثوں کو اور قرآن کی آیات کو سمجھے ہی نہیں۔ مفہوم

دین ان کے سمجھ میں نہیں آیا وہ نہیں سمجھے، مسلمانوں میں کسی بھی مکتبۂ فکر کا ہو اگر اس کی سمجھ میں ذکر علیؑ نہیں آیا تو مرتے دم تک علم اس کو چھو نہیں سکتا۔ وہ جو بھی بول رہا ہے اس کا جہل بول رہا ہے، علم تو آتا ہی ہے ذکر علیؑ سے یعنی کچھ چیزیں ایسی ہیں کہ پیغمبرؐ نے ان چیزوں کو علیؑ کے ساتھ وابستہ کر دیا اگر علیؑ سے ان چیزوں کو ذرا سے ہٹا دیجئے پھر دیکھئے کیا ہوتا ہے، علیؑ عِلم ہیں، اگر عِلم علیؑ سے ہٹا تو وہ عِلم نہ رہا جہل بنا جہل بن کر ابوجہل بنا۔ تو اسلام کا جہاد علیؑ سے ہٹا تو وہ جہاد نہ رہا وہ پھر لُوٹ ہے اور کھسوٹ ہے وہ لڑائی نہیں وہ اسلامی جہاد نہیں کوئی چیز کا ذکر کریں آپ توحید علیؑ سے ہٹی توحید نہ رہی۔ عدل علیؑ سے ہٹا عدل نہ، رہا نبوت علیؑ سے ہٹی نبوت نہ رہی۔ یـــا ایهـــا الـرسـول بـلـغ مـا انزل الیک من ربک اگر یہ نہیں کہا تو رسالت گئی علیؑ نہیں تو رسالت نہیں۔ علیؑ نہیں تو امامت نہیں۔ علیؑ نہیں تو قیامت نہیں۔ ارے جب نبوت نہیں خلافت کیا خلافت تو نبوت کی وجہ سے ہے۔ قیامت علیؑ سے ہٹی قیامت نہ رہی حالانکہ محاورہ یہ بولا جاتا ہے کہ قیامت ہوگئی ہر جگہ قیامت ہو جاتی ہے لیکن علیؑ نہ ہوں تو قیامت ہوتی ہی نہیں، علیؑ ہونگے تو قیامت کا میدان میدانِ قیامت ہے علیؑ نہ ہوں تو قیامت ہوتی ہی نہیں علیؑ ہونگے تو قیامت کا میدان میدانِ قیامت بنے گا ورنہ میدانِ قیامت نہیں محشر کا میدانِ، محشر کا میدان نہیں اگر علیؑ نہیں ذرا سی نماز علیؑ سے ہٹ گئی نماز نہ رہی ذرا سا روزہ علیؑ سے ہٹا روزہ نہ رہا۔ ذرا سا حج آپ نے علیؑ سے ہٹا دیا حج نہ رہا، ذرا سی زکوٰۃ آپ نے علیؑ سے ہٹا دی زکوٰۃ نہ رہی ذرا سا خمس آپ نے علیؑ سے ہٹا دیا خمس نہ رہا۔ ذکر علیؑ کریں گے نہیں خمس دے دو، حرام ہے ان پر مالِ خمس جو ذکر علیؑ کے خلاف بولیں، ان پر نماز حرام ہے ان پر روزہ حرام ہے ان پر حج حرام ہے جو علیؑ کے خلاف کام کریں۔ اگر اتنی جسارتیں پیدا ہوگئیں ہیں کج نظروں میں کج

ذہنوں میں کج فکروں میں کہ وہ ماتم کو حرام کہہ سکتے ہیں تو ہم چیلنج کے ساتھ کہہ سکتے ہیں
ان کی نمازیں حرام، ان کے روزے حرام، ان کے حج حرام، اُن کی زکوٰۃ حرام۔۔۔
ان کی زندگی حرام ان کا جینا حرام ذرا سا ہٹ جائے توّلا ذرا سا ہٹ جائے تبّرا دشمنِ علیؑ
کے لیے ہے، علیؑ نہیں تو کچھ نہیں کیا ہے نہی عن المنکر کیا ہے امر بالمعروف نصیحتیں کرو
اچھی باتوں کی تلقین کرو اور برے کاموں سے روکو علیؑ معیار ہیں کیا برائی ہے یہ علیؑ بتائیں
گے جو علیؑ نے چھوڑا وہ بُرا جو علیؑ نے لے لیا وہ اچھا جس جس کو چھوڑا وہ وہ برا، جس جس
نے علیؑ کو چھوڑا وہ برا۔ جس نے علیؑ کو لے لیا وہ اچھا یہ نہی عن المنکر یہ ہے
امر بالمعروف۔ بغیر علیؑ کیا ہے دین میں، ابھی محبتِ علیؑ معرفتِ علیؑ فضائلِ علیؑ سمجھ میں
کہاں آئے گی۔ جان نہ پہچان جوش میں کہہ دینا کہ ہاں ہم علیؑ علیؑ کرتے ہیں۔ معرفت
دل کی گہرائیوں سے ہو زبان سے اظہار ہو جائے سیکھو میثمؒ سے سیکھو، سیکھو قنبرؒ سے سیکھو،
سیکھو رشید ہجری سے سیکھو، سیکھو کمیلؒ بن زیاد نخعی سے سیکھو، سیکھو مختارؒ سے سیکھو، کیا ہے علیؑ
کی محبت، غلاموں سے سیکھو کیا ہے محبتِ علیؑ ہر ہر قدم پر۔ کچھ لوگوں نے اپنی زندگی کا
مقصد بنا لیا تھا کہ محبتِ علیؑ سمجھائیں جنہوں نے زندگیاں گذار دیں محبتِ علیؑ میں۔
آسان نہیں ہے محبتِ علیؑ اتنی مشکل منزل ہے کہ ذرا سے لمحے میں بہک جاتے ہیں،
لوگ بہک گئے، آپ کا عہد بھی اسی میں گذر گیا۔ خوش قسمت رہے وہ بچے وہ جوان وہ
بزرگ جنہوں نے مجلس کی اہمیت کو سمجھا ورنہ آپ کی اکثریت بہک چکی تھی بہکایا جا چکا
بحثیں ہو چکیں۔ بے ادبیاں ہو چکیں کتابوں میں لکھا جا چکا۔ معیار پھر علیؑ رہے چودہ سو
سال کے بعد بھی ایمان کا معیار علیؑ رہے۔ نمازیں معیار نہیں بنیں، روزہ معیار نہیں بنا۔
ایمان کا معیار فقہ نہیں بنی، صرف محبتِ علیؑ معیار بنی ہوئی ہے، آج فیصلہ کس بات پر ہوتا
ہے فیصلہ اسی بات پر ہوتا ہے سجدے نمازیں سب ایک طرح نمازوں میں کیا فرق

رکوع ہے سجود ہے قیام ہے تشہد ہے سلام ہے وہی صبح وہی شام ہے، وہی مشرق وہی مغرب ہے، کیا فرق ہے ایسا تو نہیں ہے کہ ایک کا منھ اِدھر ہے ایک کا منھ اُدھر ہے نہیں جدھر سب کے منھ اُدھر ہر ایک کا منھ اُدھر آپ کا بھی منھ ہے، وہی سجدہ وہی رکوع وہی قیام وہی اوقات وہی سورہ الحمد وہی سورۂ توحید کوئی فرق ہے کوئی فرق نہیں ہے اگر فرق ہے تو محبتِ علیؑ کا، کہیں علیؑ سے دوستی ہے اور کہیں علیؑ سے دشمنی ہے۔ کہیں ترتیب میں فرق کہیں عصمت میں فرق کہیں سیاست میں فرق معیار بنے ہوئے ہیں علیؑ۔ عبادت پہچان نہیں ہے ایمان کی، نماز کو ایمان، تقویٰ، حق اسلام، دین کا معیار نہیں بنایا گیا ہے، فقہ کو معیار نہیں بنایا گیا ہے، کیوں اس لیے کہ جس معاملے میں اللہ کو تجربہ ہو چکا تھا شیطان کی نمازیں وہ دیکھ چکا تھا۔ شیطان کے سجدے وہ دیکھ چکا تھا اور جب موقع آیا کہ آزمایا جائے تو شیطان نے محبت سے انکار کر دیا۔ اللہ نے کہا پھر تیری نمازیں کس کام کی اگر میرے اعلان سے محبت نہیں، میرے اشارے سے محبت نہیں، میری بنائی ہوئی چیز سے محبت نہیں، میرے حکم سے محبت نہیں تو اب نماز کس کام کی اس لیے معیار رکھا کہ نمازوں کو آزمائیں گے محبتِ علیؑ سے، روزوں کو آزمائیں گے محبتِ علیؑ سے، ہر چیز کو آزمائیں گے محبت علیؑ سے۔ اگر میں عشرہ پڑھ رہا ہوتا تو میں بتاتا کہ محبت علیؑ کیوں رکھی گئی کہ اللہ کو کیا محبت ہے علیؑ سے۔ محبت ہے اس کو نبیؐ سے محبوب کہتا ہے نبیؐ کو اعلان یہ کرنا چاہئے تھا جو محبت نبیؐ سے نہیں کرے گا اسے جہنم میں ڈال دیں گے، اسے کہنا چاہئے تھا کہ میں نے نہیں خلق کیا جہنم کو لیکن یہ کہ نبیؐ کے دشمنوں کیلئے۔ علیؑ سے کرو محبت نبیؐ سے کہہ رہا ہے، اگر یہ بات ابھی میں آپ کو ایک سکنڈ میں سمجھا دوں تو آپ حیران رہ جائیں یہ دس مجلسوں کا موضوع بن سکتا ہے۔ اللہ محبت کا دعویٰ کرتا ہے نبیؐ سے لیکن حدیثیں ساری علیؑ کیلئے آیتیں ساری علیؑ کیلئے۔ میرا محبوبؐ محبوبِؐ الٰہی

مشہور میں تم سے محبت کرتا ہوں لیکن محبت علیؑ پر فیصلہ یہ حدیث نہیں آئی کہ تین اشخاص نبیؐ سے محبت نہیں کریں گے ایک منافق نہیں کرے گا ایک مشرک نہیں کرے گا ایک بدنسب نہیں کرے گا، نبیؐ کیلئے نہیں محبت کرتا ہے نبیؐ سے حدیث رکھی علیؑ کیلئے ارے یہ بندے اللہ کے بندے جہاں بھی ہیں کائنات میں بڑے کمینے ہیں اللہ کہتا ہے اسی لئے تو کہلوایا "کہو میں عبد ذلیل ہوں تو رب جلیل ہے"۔ ذلیل کے معنی کمینہ۔ میں نے ترجمہ غلط تو نہیں کیا۔ پوری کائنات کے بندے اللہ کے سامنے کیا حیثیت رکھتے ہیں ذلیل ہیں اس لیے کہ وہ جلیل ہے، جب وہ جلیل ہوگا تب یہ ذلیل بنیں گے، جب اس کے بنائے ہوئے ذلیل ہونگے تب وہ جلیل بنے گا۔ دیکھئے سمجھتے رہا کیجئے ذرا سی دیر کردیتے ہیں اور علیؑ کے مسئلے میں تو ذرا سی دیر نہ کیا کیجئے آپ کو معلوم ہے جناب یونسؑ کا قصہ۔ دیر لگائی ذرا سی دیر۔ اس لیے شکم ماہی سے بچتے رہا کیجئے۔ شکم ماہی کے معنی کیا ہیں آپ کو معلوم ہے یہ شکم ماہی کیا ہے یہ مچھلی کے پیٹ میں جو یہ آپ کو بتانے کیلئے کہ محبت علیؑ میں جو ذرا سی دیر کردے۔ حضرت علیؑ سے کسی نے پوچھا وہ کون سی قبر ہے جو اپنے صاحب کو لے کر سیر کراتی رہی۔ نہیں سمجھے۔ یونسؑ کو قبر کا مزہ چکھایا گیا تھا۔ آپ کو بتانے کیلئے کہ محبت علیؑ کا امتحان اندھیرے گھر میں ہوا ہے۔ کبھی پروردگار عالم نے یہ نہیں کہلوایا اپنے نبیؐ سے کہ میں علیؑ سے بہت محبت کرتا ہوں۔ پروردگار نے نہیں کہا کیسے کہہ سکتا تھا کیا رقابت پیدا کردیتا محبت ایک ہوتی ہے۔ تو جس زبان سے پروردگار نے کہہ دیا کہ تم میرے محبوب ہو تو دوسرے کو کیسے محبوب کہہ سکتا ہے۔ لیکن انبار لگا دیئے حدیثوں کے۔ جہنم کو میں خلق ہی نہ کرتا اگر کائنات میں دشمنانِ علیؑ نہ ہوتے۔ محبت کررہا ہے نبیؐ سے اور جہنم میں ڈال رہا ہے علیؑ کے دشمنوں کو۔ نبیؐ کی دشمنی اور دوستی کا کوئی ذکر نہیں یہ حدیثیں ساری علیؑ کیلئے اور محبت نبیؐ سے، ایک جملہ میں۔ پروردگار

عالم نے انسانوں کو یہ بات سمجھائی کہ صرف تم نہیں محبت کرتے ہو بلکہ میں بھی محبت کرتا ہوں۔ اور میں محبت کرتا ہوں اس سے جس کا نام میں نے محمدؐ رکھا ہے جو کائنات میں سب سے افضل ترین ہے ہر محبت کرنے والا اس سے محبت کرتا ہے جو ہر چیز میں افضل ہوتا ہے میں نے کائنات میں افضل چنا اور اس سے محبت کی تو میں بحث کر رہا تھا کہ جلیل اور ذلیل کی، کیوں کہا تھا میں نے اس لیے کہا تھا کہ ایسے ہیں یہ بندے کہ پہلا ثبوت مانگ رہے تھے اور مانگتے کہ اگر تو نبیؐ سے محبت کرتا ہے تو اس کا پہلا ثبوت دے تو ثبوت وہی دینا تھا جو معیار انسانوں نے بنایا تھا اور انسانوں کا معیار یہ ہے کہ جس کو سب سے زیادہ چاہتا ہے اس کا ثبوت یہ ہے کہ جس کو چاہا جائے وہ جس کو چاہے اس کو بھی چاہا جائے۔ ہم تمہیں چاہتے ہیں اور اتنا چاہتے ہیں کہ ہم نظر سے دیکھ رہے تھے کائنات میں کہ تم اپنا محبوب کس کو بناؤ گے۔ اب وہ ساری حدیثیں جھوٹی ہو گئیں جو کسی زوجہ کے لیے ہیں، پیغمبرؐ سب سے زیادہ کس کو چاہتے تھے اگر چاہتے تھے تو اللہ یہ کہہ دیتا کہ میں بھی اس کو چاہتا ہوں تو بے ادبی ہو جاتی کسی کی بیوی سے اللہ محبت نہیں کرتا۔ بے ادبی تھی۔ اے حبیب تمہارے بچے تمہارے بیٹے اور بیٹی سے محبت ہو سکتی ہے لیکن بیوی سے بے ادبی ہے۔ تمہاری بیٹی میری کنیز تمہارے بچے میری جنت کے سردار اور تمہارا محبوب علیؑ پھر سب کچھ اس کا تو یہ کہہ دیتا اللہ اے حبیب سب کچھ تمہارا۔ معلوم ہے اللہ کو یہ خوش کس بات پر ہونگے اگر اتنے نازک مسائل آپ نے سمجھے ہیں تو اس سے نازک مسئلہ یہ آ گیا اور آپ ہی سمجھ سکتے ہیں، کائنات میں کروڑوں نعمت دے دے پروردگار لیکن ایک نعمت نہ ہو تو کچھ بھی نہیں اور وہ ہے اولاد وہ ہے بیٹا۔ نہیں سمجھے۔ ارے بیٹے نبیؐ کو نہیں دیئے علیؑ کو دیئے یعنی اگر نبیؐ کو دو بیٹے ملتے تو اتنا خوش نہ ہوتے جتنے خوش رسولؐ خدا علیؑ کے دو بیٹوں کے ملنے پر ہوئے، خوشی کا عالم تو دیکھئے

ارے خدیجہؑ سے چار بیٹے پیدا ہوئے قاسمؑ، طاہرؑ، عبداللہؑ، طیبؑ چار بیٹے ہوئے لیکن چار بیٹوں کی پیدائش پر کوئی جشن منایا پیغمبرؐ نے؟ کوئی سورہ اترا۔ ارے پہلا بیٹا سمجھ کر جس کا نام قاسمؑ ہے اس کے لئے تو کوئی سورہ آتا۔ اللہ نے بھی جشن اس دن منایا جب حسنؑ پیدا ہوئے اِنّا اعطینٰک الکوثر جشن مدینہ میں ہوا، تم جس سے محبت کرتے ہو اسکے گھر کی خوشی ہے تو یہ ہمارے گھر کی خوشی ہے نہیں سمجھے ارے نبیؐ کو کعبہ میں کیوں نہیں پیدا کیا ترے محبوب نے۔ اللہ نظر نہیں آتا اس لیے کوئی اللہ کی محبت نبیؐ سے سمجھنے کو تیار نہیں تھا۔ ایسا محبوب نبیؐ کو دیا کہ نبیؐ کی محبت علیؑ سے دیکھنا بس ایسی محبت میں نبیؐ سے کرتا ہوں۔ ناز تو ہو محبوب پر۔ یہی ناز تھا جس سے محبت ہوتی ہے دل چاہتا ہے ہر وقت ساتھ رہے اب میں آپ کی نفسیات سے گفتگو کر رہا ہوں۔ دل چاہتا ہے نظروں میں رہے اور کوئی بڑی مہم ہو جائے کوئی بڑا مسئلہ ہو جائے کوئی بڑا کارنامہ ہو جائے تو محبوب یاد آتا ہے کاش کہ وہ ہوتا کوئی کڑی منزل آجائے تو یاد آتا ہے اور اگر بڑی مہم پر ساتھ نہ ہو تو دل گھبراتا ہے اتنا دل گھبراتا ہے کہ طبیعت خراب ہو جاتی ہے خیبر میں اتنا بڑا لشکر لے کر گئے تھے علیل ہو گئے خیمے میں چلے گئے اور پھر کسی بات میں دل ہی نہیں لگتا واحد لڑائی سات ہجری میں خیبر ہے جس میں علیؑ ساتھ نہیں آئے اب یہ تو اللہ ہی مصلحتوں کو جانے کہ کیوں نہیں آئے ساتھ لیکن پیغمبرؐ اتنا بڑا لشکر لے کر خیبر میں آئے، یہ مہم اسلام کی سب سے بڑی مہم تھی خندق کو قرآن نے بڑی مہم کہا ہے لیکن خیبر اس لئے بڑی مہم کہ سات قلعوں میں یہودی پناہ گزین تھے۔ سب سے بڑا قلعہ قلعۂ قموص تھا اور طاقت اتنی بڑھ گئی تھی یہودیوں کی کہ جبرئیلؑ نے آکر بتا دیا تھا کہ یہودیوں کا حملہ مدینے پر ہونے والا ہے اس سے پہلے کہ یہودی آئیں آپ قلعۂ قموص کے پاس پہنچ جائیں اور ان پر حملہ کیجئے انھیں محصور کیجئے انھیں گھیر لیجئے۔ پیغمبرؐ چلے اور بڑی شان

سے لشکر لے کر چلے اب لشکر کم نہیں تھا، سات ہجری ہے، بڑا مجمع تھا بہت بڑا لشکر تھا جا کر خیبر میں پڑاؤ ڈال دیا۔ اب یہ تاریخ کی ستم ظریفیاں ہیں جو آپ کے سامنے بیان کروں اور محدثین کی حدیثوں کی وکالتیں ہیں پوری صحیح بخاری پڑھ ڈالئے خیبر کا ذکر نہیں یہ جو آپ مجلس میں سنتے ہیں یہ تو مجلس کا صدقہ ہے کہ آپ کو پوری جنگِ خیبر معلوم ہے ورنہ محدثین نے کوشش یہ کی کہ آپ تک جنگِ خیبر پہنچنے نہ پائے۔ ۲۵ جگہ لکھنے کی کیا ضرورت ہے ایک جگہ کافی تھا کہ اللہ نے کہا کہ آج اللہ نے تم پر گدھے کا گوشت حرام کر دیا۔ کافی تھا۔ اب بخاری صاحب نے آگے تفصیل دی کہ بات یہ تھی کہ یہودیوں کے پاس کئی ہزار گدھے پلے ہوئے تھے اب اسی پر گفتگو ہو جائے تھوڑی سی۔ جناب لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا کہ خبردار کبھی چیخ کے نہ بولنا اس لیے کہ سب سے خراب آواز گدھے کی آواز ہے لیکن اللہ نے اشارہ کر دیا کتنا لوگ چڑتے ہیں اس آواز سے۔ موضوع یہ آیا ذہن میں یہ یہودیوں کو گدھوں سے اتنی دلچسپی کیوں تھی وجہ بتا دوں آدمؑ سے لے کر عیسیٰؑ تک ہر نبیؑ کی سواری میں گدھا ساتھ رہتا تھا پہلی بار پیغمبرِ آخر کیلئے سواری کا انتخاب ہوا تو یہ نہیں آیا شاید اللہ نے یہ کہا ہو اس کی کیا ضرورت ہے آپ کی بزم میں اب اس کی کیا ضرورت ہے گھوڑے رہیں گے گھوڑے۔ گھوڑوں کے مقابل جب یہ آئیں گے تب اس کی عظمت پتہ چلے گی گھوڑے کس لئے آئے ہیں سواری میں تا کہ گھوڑے پہچانے جائیں۔ جناب عزیرؑ کی سواری بھی گدھا تھا قرآن نے اس واقعہ کو بیان کیا جناب عزیرؑ نے کھانا کھایا اور سوئے اللہ نے کہا موت طاری کر دو سب کی روح قبض کر لو اور وہ سوئے سو برس۔ سو برس گذرے اللہ نے کہا روح کو واپس کر دو اسی لئے یہودی جناب عزیرؑ کو خدا کا بیٹا کہتے ہیں۔ کہ سوتے میں مر گئے اور دوبارہ زندہ ہو کر واپس آئے اسی کی تردید سورۂ بقرہ میں ہے زندہ کیا تو سو سال سوئے تم

سوسال سوئے صرف یہ بتانے کیلئے تمہیں دوبارہ جلایا کہ ہم اپنے مارے ہوئے مُردوں کو دوبارہ کس طرح جِلائیں گے یہ مسئلہ تمہاری قوم سمجھ نہیں پا رہی تھی اس لیے اپنی قوم کو سمجھاؤ کہ سوسال ہم نے سلایا اور پھر اب زندہ کیا اب وہ حیران تو کہا کہ اگر یقین نہیں ہے تو اپنے ساتھی گدھے کو دیکھو یہ جو پہلو میں لیٹا ہے عُزیر نے اب جو دیکھا تو ہڈیاں پڑیں تھیں، اللہ نے کہا دیکھو کیا ہوا ایک بار ہڈیوں پر گوشت آیا پھر کھال آئی اور پھر وہ اٹھا اور اپنی آواز میں بولا۔ کہا یوں زندہ کریں گے تو پروردگار نے بتایا تم بھی سوئے وہ بھی سویا دونوں کو زندہ کیا تم تم رہے یہ یہ رہا۔ (صلوٰۃ)

تو چونکہ عقیدت تھی گدھوں سے اس لیے یہودیوں نے پالا ہوا تھا کچھ لوگ بکریاں پالتے تھے گاندھی جی کی بکری مشہور ہے یہودی گدھے پالتے تھے اتنی محبت ہے کہ امریکہ کی سب سے بڑی پارٹی کا نشان گدھا ہے۔

جب پتہ چلا یہودیوں کو کہ پیغمبرؐ لشکر لے کر آرہے ہیں تو سب نے کھانے کا کئی برس کا سامان لے کر قلعوں کے دروازے بند کر دیئے اور اطمینان تھا کہ ہم اگر مہینوں بھی باہر نہیں نکلے تو کھانے پینے کا سامان ہے جلدی میں جب دروازے بند کئے ساتوں قلعوں کے تو یہ گدھے چر رہے تھے ان کو چرتا چھوڑ دیا، مسلمان جب آئے تو دیکھا میدانِ جنگ میں گدھے ہی گدھے تھے اب جملہ سُنیئے علیؑ نہیں آئے تھے جس میدانِ جنگ میں علیؑ نہیں ہونگے یہی ہونگے۔ نعرۂ حیدریؑ

پورے میدان میں خیمے لگے اب کیا تھا پہلا کام مسلمانوں نے یہ کیا ایک ایک گدھا سب نے پکڑا اور حلال کرنا شروع کیا کسی نے گوشت بنایا کسی نے کوفتہ بنایا لیکن وہ کوفت ہوئی کہ کوفتے دھرے رہ گئے آیت آگئی کہ خبردار آج سے ہم نے گدھے کا گوشت حرام کیا اب مسلمان آئے یارسولؐ اللہ ہم تو پتیلیاں چولہوں پر چڑھا چکے کہا

ابوذرؓ، سلمانؓ، مقدادؓ جاؤ پتیلیاں لاتیں مار کر الٹ دو بھئی کچھ نے کہا ہم نے تو کھا لیا رسولؐ اللہ نے حکم دیا کہ جس نے کھا لیا ہے حلق میں انگلی ڈال ڈال کر نکالو'' یہ بخاری شریف میں ہے''۔

آج سے گدھے کا گوشت حرام، آج سے کیوں حرام اس لیے کہ اب نیا دروازہ اسلام کا کھلنے والا ہے اب ذہانتیں درکار ہیں جب ہی تو پیغمبرؐ کی حدیثیں ہیں کہ مرغ کھاؤ تاکہ غیرت دار بنو تو ایسا نہ ہو کہ علم آچکا ہے اور گدھے کھا کھا کے تم بھی...... دیکھئے جو چیز حرام وہ آدمؑ سے حرام دیکھئے عجیب بات میں نے کہی ہے اگر گدھا پیغمبرؐ کی امت پر حرام تو ہر امت پر حرام اگر بھائی بہن کا نکاح حرام تو ہر قوم پر حرام۔ شریعتیں بدلتی نہیں اگر حرام شراب تو اجدادِ پیغمبرؐ پر حرام اگر نکاح حلال تو سارے اجداد پیغمبرؐ پر حلال۔ تو خیبر کی لڑائی گدھوں کے ذکر میں چھپ گئی۔ اور بخاری نے خیبر کے باب میں بس یہ لکھ دیا کہ اسی لڑائی میں گدھے کا گوشت حرام ہوا۔ اور بس ایک جگہ لکھ دیا کہ اسی لڑائی میں پیغمبرؐ نے کہا کہ کل علم دیں گے اس کو جو مرد ہو چلیئے کوشش یہ تھی کہ خیبر نہ لکھیں لیکن اصل خیبر لکھ ہی دیا کل علم اس کو دیں گے جو مرد ہوگا۔ جو کرار ہے جو غیر فرار ہے۔ اور اب حدیث کا وہ حصہ آیا جو میری تمہید تھی وہ مرد ہے وہ کرار ہے بڑھ بڑھ کر حملے کرنے والا۔ محبت کی دلیل یہ بنی کہ وہ میدانِ جنگ سے فرار اختیار نہیں کرتا۔ اب پتہ چلا اللہ و رسولؐ اس سے محبت کرتے ہیں جو کبھی میدانِ جنگ سے بھاگے نہ ہوں۔ اور خندق کھود کر یہودی چلے گئے تھے قلعہ کے دروازے کے سامنے۔ اُنھیں اطمینان تھا کہ خندق کے اس پار کوئی نہیں آسکتا۔ اتنے مستحکم قلعہ کہ پہاڑوں کو کاٹ کر بنائے گئے تھے۔ قلعے اب تک موجود ہیں چونکہ پہاڑوں میں ہیں تو اب ان کو کون گرائے در بھی موجود ہے دروازہ بھی موجود ہے ٹوٹا ہوا صحیح موجود ہے۔ بس اب اس میں یہودی نہیں ہیں

مرحب نہیں ہے آپ کے مولاؑ کی ساری نشانیاں موجود ہیں۔قلعہ بند اندر یہودی لشکر کے لشکر یہودی پوری قوم اندر اور خندق کے اس طرف قلعہ کے دروازے کے سامنے ڈیوٹی لگی تھی سب سے بڑے پہلوان کی مرحب کے بڑے بھائی حارث کی تین چار بھائی تھے اور چاروں بے مثل گئی ہزار پہلوانوں پر بھاری تھے۔حارث،مرحب،عنتر، یاسر۔چار برابر کے بھائی تھے۔اگر مرحب کی ماں نے چار پہلوان جنے تھے۔تو فاطمہ بنت اسدؑ کو بھی اللہ نے چار بیٹے دیئے لیکن ماں نے بتایا ان چاروں کیلئے میرا ایک کافی ہے۔لکھا مدارج النبوۃ میں محدث دہلوی نے کہ کئی من کا گرز حارث کے پاس اور وہ خندق کے سامنے ٹہل رہا ہے گرز کو کاندھے پر رکھے ہوئے۔اب حملہ کرنا ہے۔ لشکر چلا قلعہ فتح کرنے چلا جھنڈے لہرائے سردار چلا سالار چلا لشکر چلا۔گیا۔آیا۔۳۹ دن آنا اور جانا۔وجہ لکھی محدث دہلوی نے سردار چلا لشکر پہنچا سردار آگے بس حارث نے اتنا کیا کہ وہ گرز ہاتھ میں لے کر ذرا سا ہلا دیا اِدھر گرز جنبش میں آیا اور اُدھر سردار چلا۔۳۹ دن چور سپاہی کا کھیل ہوتا رہا۔میں آیا تو بھاگ وہ ہلا گرز۔۳۹ دن گذرے چالیس کی شب تھی یہ پیغمبرؐ خیمے میں کیا کر رہے تھے باہر کیوں نہیں نکلے دوں جملہ چلّہ کتنے دن کا ہوتا ہے چالیسویں شب کو معلوم ہوا کہ چلّہ کس بات کا کھینچ رہا تھا نادعلیاً مظہر العجائب۔چالیس دن کا چلّہ کھنچتا ہے تو خیبر فتح ہوتا ہے۔لیکن چلّہ مزاروں کا نہیں یاعلیؑ مدد کا ہوتا ہے چاہے وہ پیغمبرؐ ہی کیوں نہ ہو اور اللہ کا پسندیدہ وظیفہ ہے علیؑ علیؑ۔پیغمبرؐ کا پسندیدہ وظیفہ علیؑ علیؑ۔

چالیسویں رات اور آج یہ اعلان کل علم اس کو دیں گے جو مرد ہے جو کرار ہے جو غیر فرار ہے اللہ اور رسولؐ اس سے محبت کرتے ہیں وہ اللہ و رسولؐ سے محبت کرتا ہے اور اللہ اس کے دونوں ہاتھوں پر فتح دے گا۔کیا کیا نزاکتیں ہیں اس حدیث میں اللہ کے

محبوب کی پہچان اس میں، نبیؐ کے محبوب کی پہچان اس میں۔اسلام کے فاتح کی پہچان اس میں، خیبر کے فاتح کی پہچان اس میں۔کیا کہنا اس حدیث کا جسے حدیثِ رایت کہتے ہیں،نہیں ہے اگر اسلام میں علم اہم تو یہ حدیث کیوں آئی کہتے یہ ہیں شبلی نے لکھا سیرۃ النبیؐ میں کہ اس علم کے انتظار میں اس رات لشکر اسلام میں کوئی سویا نہیں۔جس کی صبح کو علم اُٹھتا ہے یا نبیؐ کے ہاتھ سے جلوس میں نکلتا ہے اس رات شب بیداری ہوتی ہے جاگنے والے علم کی تمنا میں سب سوئے نہیں جاگے اور ہر ایک کے دل میں یہ خواہش یہ علم ہم کو ملے۔کیا ہے یہ تاریخ کہ ایک رات سب تڑپ رہے تھے کہ یہ علم ہم کو ملے اور جب قدم قدم پر علم ملتے ہیں تو لینے کو کوئی تیار نہیں اسی دن سے تو یہ علم جو بلند ہوئے وہ خیبر کی رات وہ پیغمبرؐ کا اعلان۔اطمینان سب کو یہ تھا کہ علم ملے گا تو ہمیں میں سے کسی کو ملے گا اس لیے کہ وہ نہیں آیا جو ہر لڑائی میں آگے بڑھ جاتا ہے لیکن ہوا کیا۔ہوا یہ کہ جبرئیلؑ نے آ کے کہا کہ علم علیؑ کو ملے گا کہا علیؑ تو نہیں ہیں کہا آواز دیجئے آپ پکاریئے علیؑ آئیں گے،اب پتہ چلا اس لڑائی میں علیؑ کیوں نہیں آئے تھے تاکہ پروردگار یہ بتائے قیامت تک کیلئے کہ علیؑ وہ ہے کہ اس کو پکارا جائے تو فوراً آتا ہے۔اِدھر یا علیؑ کہا اور وہ چلے اب کوئی اگر پوچھے کہ یا علیؑ کہنے سے کیا وہ آجاتے ہیں انھوں نے آکر بتادیا کہ ہم آجاتے ہیں،آواز دیجئے بلایئے مدد کیلئے پکاریئے وہ آئیں گے۔وضو کر چکے تھے وضو کا پانی ٹپک رہا تھا کلائیوں سے کہ پیغمبرؐ کی آواز کان میں پہنچی مصلے تک بڑھ چکے تھے۔ نماز کا وقت تھا لیکن جیسے ہی پیغمبرؐ کی آواز آئی نماز چھوڑی۔مصلیٰ چھوڑا قنبرؓ سے کہا تلوار لا گھوڑا لا لبّیک یا رسولؐ اللہ سورۂ انفال میں آیت ہے کہ اگر نماز بھی پڑھ رہے ہو پیغمبرؐ پکاریں تو نماز توڑ دو (نعرۂ حیدریؑ)

کتاب ''میزان الایمان'' صفحہ ۴۳۸ پر ہے:۔

ایک شخص نماز پڑھ رہا تھا، سرکارِ ختمی مرتبتؐ نے اُسے آواز دی وہ نماز پڑھتا رہا، نماز سے فارغ ہوکر سرکارؐ کی خدمت میں حاضر ہوا، حضور اکرمؐ نے فرمایا اس وقت کیوں نہ آیا جب میں نے آواز دی تھی، اُس نے عرض کیا نماز پڑھ رہا تھا، پیغمبرِ اسلامؐ نے فرمایا تم نے یہ آیت نہیں پڑھی:-

یَاَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوا اسْتَجِیْبُوا لِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاکُمْ لِمَا یُحْیِیْکُم (سورۂ انفال آیت ۲۴)

''جب رسولؐ تمہیں آواز دیں، پکاریں تو فوراً لبیّک کہہ کر حاضر ہوجاؤ''

نماز سے افضل ہے آوازِ پیغمبرؐ۔ عاشور کے دن ھل من ناصرِ نماز سے افضل۔ قرآن نے کہا آوازِ پیغمبرؐ افضل ہے نماز سے۔ ارے نماز ہماری ہے آواز محبوب کی ہے، محبوب کی چیز اپنی چیز سے پیاری ہوتی ہے، نماز میری آواز محبوب کی، پیغمبرؐ کی آواز نماز سے افضل ہے، اچھی اس وقت لگتی ہے جب محبوب خدا پڑھتا ہے اور اس وقت اور اچھی لگتی ہے جب محبوب کا محبوب علیؑ پڑھتا ہے۔ جب خیبر کے میدان سے واپس چلے نماز قصر ہوگئی لیکن امامؑ کی نماز قصر نہیں ہوتی ارے جو حکم آپ کیلئے ہونگے نمازوں کے وہ اہلِ بیتؑ کیلئے نہیں ہیں پھر فرق سمجھ لیجئے آپ کی نماز اور ہے نبیؐ کی نماز اور ہے۔ اپنے عمل کو آپ نبیؐ کے عمل سے ملائے دے رہے ہیں آپ اپنی نماز سے نبیؐ کو ملا رہے ہیں لوگ اکثر پوچھتے ہیں حسینؑ افضل کہ نماز افضل، تصور گناہ ہے؟ سوال کرنا حرام ہے۔ اس لیے کہ میں پلٹ کے پوچھتا ہوں کہ نبیؐ افضل کہ نماز افضل آپ کہیں گے کہ یہ کیا۔ پوچھا کیا گیا جواب کیا دیا حسینؑ منی و انا من الحسینؑ۔ پہلے وہاں فیصلہ کرلو کہ نبی افضل یا نماز افضل۔ جو ایک شخص بھی جواب دے دے دنیا کے ہر طبقۂ فکر کا عالم جواب دے دے نماز افضل کہ نبی افضل لاؤ جواب

اس کے بعد آگے بڑھیں گے پہلے یہاں فیصلہ کرلو اور اگر اب بھی سمجھ میں نہیں آ رہی بات تو ایک اور سوال۔ اللہ افضل کہ نماز افضل۔ یہاں فیصلہ کرو۔ ایسے سڑی ہیں بعض کہیں گے نماز افضل، گئے جہنم میں گئے ارے اسی پر تو اللہ نے جہنم میں شیطان کو بھیجا۔ کہ وہ نماز کو آدمؑ سے افضل سمجھ رہا تھا۔ شیطان سے اللہ نے کہا نہیں آدمؑ افضل تیری نمازیں نہیں افضل۔ نبی افضل کہ نماز افضل اللہ نے کہا نبی افضل۔ سجدہ نبیؑ کو ہوگا جس نبیؑ کو سجدہ ہوگا وہ نبیؑ شیطانوں کی نمازوں سے افضل ہے اور کون ہے جو دعویٰ کرے میں شیطان نہیں ہوں کبھی نہ کبھی تو بہکایا ہوگا جو بہکاوے میں آجائے شیطان کے یاد رکھئے گا وہ استاد بن گیا بہکنے والا شاگرد بن گیا اس کے قبیلے میں داخل ہو چکا۔ اب وہ جب تک دعائے توبہ نہ پڑھے مجمع میں نہ آئے اور جو ضدی ہوتے ہیں وہ دعائے توبہ نہیں پڑھتے ضد پر آ گیا شیطان جرم کیا ہے لیکن ایک دن جانے کون سا نرم گوشہ پیدا ہو گیا آ گیا پیغمبرؐ کے پاس کہنے لگا میری خطا معاف ہو سکتی ہے رسولؐ اللہ نے کہا ہاں کہا پھر میں کیا کروں کہا آدمؑ کی قبر پر سجدہ کر لے جا کر۔ یا نبیؐ اللہ کیا نبی کی قبر کو بھی سجدہ ہوتا ہے؟ سجدہ کر لے دعائے توبہ قبول۔ شیطان ایک اور آ رہے تھے شیطان سے بڑے کہا کہاں کا ارادہ ہے کہا خطا معاف کرانے قبرِ آدمؑ پر جا رہا ہوں، کہا کیسے، کہا قبر نبیؐ کی زیارت کو جا رہا ہوں، کہا زیارت کو اور تم کیسی زیارت؟ سجدہ کرنے۔ اور جو اتنوں کو بہکا چکے ان کا کیا ہوگا جو اتنوں کو شاگرد بنا چکے ان کا کیا ہوگا۔ ہائے شاگرد جو یاد آئے۔ مجمع بہکاتا ہے، مجمع کی زیادتی بہکاتی ہے اتنا مجمع دیکھ کر آدمی شیطان بن جاتا ہے۔ ارے اتنے میرے ماننے والے ہیں، کیوں جا کر توبہ کر لوں؟ اسی لئے تو لوگ توبہ نہیں کر رہے ہیں مجمعوں نے روکا ہوا ہے۔ بہر حال کسی کے بہکانے سے شیطان نے آدمؑ کی قبر کو سجدہ نہیں کیا اور اب تک بہکا رہا ہے، یہ سب کو بہکائے وہ بہکانے والے کو

بہکائیں۔ جب ہی تو راستہ چھوڑ دیتا ہے ہٹ جاتا ہے کنارے کنارے چلتا ہے بچ بچ کر چلتا ہے گلیوں سے نکل جاتا ہے۔ پیغمبرؐ کی آواز اعلیٰ ہر چیز سے اعلیٰ اس کو سننا عبادت اس کا جواب دینا عبادت اس پر لبیک کہنا عبادت۔ نے بلایا ہے میں چلا کوئی عبادت سے افضل کام ہے تبھی تو بلایا ہے ورنہ چھوڑ گئے تھے اب کیوں بلایا ہے اور جانا ضروری جانا اس لیے ضروری کہ بچپن کا وعدہ ہے مدد میں کروں گا۔ علیؑ خیبر پہنچے پیغمبرؐ نے پوچھا کیا حال ہے علیؑ نے کہا آنکھیں دکھ رہی ہیں آشوبِ چشم ہے، پیغمبر نے کہا آرام کرو، صبح ہوئی علیؑ خیمے میں محمدؐ علم سجائے جلوس میں، علم سج گیا۔ رسولؐ اللہ علم لے کے نکلے خیمہ سے جلوس انتظار میں تھا کہ علم آنے والا ہے، تیاریاں کیں تھیں سب نے، کہتے ہیں صحابہ نے آنکھوں میں سرمہ بھی لگایا تھا زلفیں بھی سنواری تھیں۔ پیغمبرؐ علم لے کے آئے سب اپنی اپنی ایڑیوں پر کھڑے ہو کے دکھا رہے ہیں ہم بھی ہیں ہم بھی ہیں۔ ہائے علم لینے کی تمنا۔ اور ایک بار رسولؐ اللہ نے مڑ کر کہا علیؑ کہاں ہیں، آواز آئی آشوب چشم ہے، ایک بار کہا سلمانؓ، ابوذرؓ جاؤ علیؑ کو لاؤ، دونوں چلے، ایک کے کاندھے پر علیؑ نے ایک ہاتھ رکھا دوسرے کے کاندھے پر دوسرا ہاتھ رکھا۔ اِدھر سلمانؓ اُدھر ابوذرؓ ایک دس درجہ والا ایک ۹ درجہ والا۔ ایمان میں ۹ درجہ پر ابوذرؓ فائز اور دس درجہ پر سلمانؓ فائز جب تک ۹ اور دس درجہ پر فائز نہ ہوں کُلِّ ایمان کا وزن کیسے اُٹھے۔

سنبھالے ہوئے آئے آشوب چشم تھا آنکھیں سرخ تھیں، رسولؐ خدا نے کہا علیؑ کیا حال ہے، علیؑ نے کہا آنکھیں دکھ رہی ہیں گرمی بہت ہے، علیؑ کی آنکھیں کیوں دکھتی تھیں آپ کو معلوم ہے مٹھاس کھانے سے آشوب چشم ہوتا ہے بچپن سے مٹھاس علیؑ کو بہت پسند ہے کھجوریں بہت کھاتے تھے۔ مٹھاس کھانا شجاعتِ علیؑ کی پہچان ہے جو مٹھاس کم کھاتا ہے اسی لئے محبت علیؑ گھٹتی جا رہی ہے کہ لوگ مٹھاس کم کھا رہے ہیں۔

علیؑ کہتے ہیں آشوب چشم ہے رسولؐ خدا نے کہا علیؑ لیٹ جاؤ پیغمبرؐ بیٹھ گئے علیؑ کا سر اُٹھا کر زانو پر رکھا لعاب دہن لیا لے کر علیؑ کی آنکھوں میں لگایا اب خود علیؑ یہاں سے حدیث بیان کرتے ہیں کہ خیبر میں لعابِ دہن لگانے کے بعد پھر کبھی مجھے آشوبِ چشم نہیں ہوا۔ اس کے بعد پیغمبرؐ نے ہاتھ اُٹھا کر دعا کی پروردگار اس کو گرمی اور سردی کے اثر سے محفوظ رکھنا۔ مولا علیؑ خود فرماتے ہیں کہ سخت سردی ہو تو میں ایک باریک کرتہ پہنے رہوں تو مجھے سردی نہ لگے سخت گرمی ہو کمبل اوڑھ لوں تو مجھے گرمی نہ لگے خیبر کے بعد سردی اور گرمی کا اثر ختم ہو گیا نہ مجھ کو سردی لگتی تھی نہ مجھے گرمی لگتی تھی آنکھیں خیرہ ہوئیں پیغمبرؐ کو دیکھا علیؑ اُٹھے کہا آج ہم نے یہ علم تم کو عطا کر دیا۔ جاؤ قلعۂ خیبر کو فتح کرو۔ مولا فرماتے ہیں کہ دُلدُل قریب تھا جو مصر کے بادشاہ نے بھیجا تھا وہ آج استعمال ہوا اس پر علیؑ تشریف فرما ہوئے اور یہ پہاڑیوں پر تیز دوڑتا تھا۔ اس پر علیؑ سوار ہوئے کہتے ہیں خیبر کی طرف رخ تھا علم میرے ہاتھ میں تھا۔ آدابِ میدانِ جنگ یہ ہیں کہ سپہ سالار جب رخصت ہو تو سردار کی طرف جھک کر رخصت لیتا ہے آمنا سامنا ہوتا ہے آج کا طریقہ سلوٹ (Salute) ہے۔ لیکن علیؑ خیبر کی طرف منہ کئے ہوئے ہیں اور پشت کی طرف پیغمبرؐ ہیں علیؑ نے پلٹ کر پیغمبرؐ کو نہیں دیکھا بلکہ رُخ اُدھر تھا ہاتھ میں علم تھا اور یوں رُخ خیبر کی طرف کئے ہوئے پوچھا۔ کہاں تک لڑوں۔ ادب سے جھکتے جھک کے پیغمبرؐ سے پوچھتے، چونکہ پیغمبرؐ علم دے چکے رُخ میدان جنگ کا کر چکے تو ایک فلسفہ سمجھا رہا ہوں کہ علی میدانِ جنگ میں کیا کیا سمجھا رہے ہیں۔ غسل دے رہے تھے پیغمبرؐ کو اور عباس بن عبدالمطلبؓ نے پردے کے پاس پکارا یا علیؑ ہاتھ بڑھاؤ تا کہ میں تمہاری بیعت کرلوں ورنہ بیعت کسی اور کی ہو جائے گی تو علیؑ نے کہا جنازۂ رسولؐ چھوڑ دوں اور بیعت کیلئے ہاتھ بڑھاؤں فاصلہ کتنا ہے سامنے پیغمبرؐ کی میّت ہے اور کھڑے ہیں علیؑ بس

پردے سے ہاتھ نکال دیں چچا بیعت کر لے باہر اعلان کر دے علیؑ کی بیعت ہوگئی۔
آواز دی علیؑ نے کیا ضرورت ہے کیا غدیر یاد نہیں، پیغمبرؐ کو چھوڑ کر میں ہاتھ بڑھاؤں
بیعت کیلئے، غور نہیں کیا آپ نے یہ ہاتھ بڑھانے میں دیر کیا تھی، بس پردے سے ہاتھ
نکال دو، ارے اس پردے سے ہاتھ نکل چکا جو پردہ کسی نے نہیں دیکھا۔ اپنا مرتبہ گھٹا
دوں اس پردے سے ہاتھ نکال کے بیعت کیلئے۔ نہیں علیؑ نے بتایا کہ پیغمبری کی تاریخ
میں امامت کی تاریخ میں ہر عمل کی نیت ہے، آپ نے رجوع کیا آپ مصلے پر کھڑے
ہوئے اقامت کہی، اس کے بعد آپ نے نیت کی، اس کے بعد آپ نے کہا اللہ اکبر
اور میں پیچھے سے آیا میں نے کہا بھائی وہ آپ نے چابی گاڑی کی کہاں رکھی ہے۔ آپ
کیا کریں گے آپ جب نماز پڑھ لیں گے تو آپ ڈنڈا لے کر آئیں گے اور کہیں گے
بدتمیز کہیں کا میں نیت کر چکا تھا تمہیں شرم نہیں آتی۔ نیت کرنے کے بعد بھی کہیں ہاتھ
بڑھایا جاتا ہے۔ دعوت ذوالعشیرہ میں وعدہ کیا تھا جب تک زندہ رہوں گا آپ کی مدد
کروں گا آخری مدد تھی قبر بنانا اور دفن کرنا مدد سے پہلے ہاتھ بڑھا دیتے نیت ٹوٹ
جاتی۔ نیت کر چکے تھے میدان جنگ کی ہاتھ میں علم لے چکے تھے اسی لئے علیؑ نہ ادھر
دیکھا تھا نہ ادھر دیکھا۔ یہ علیؑ نے بتایا کہ جب میدانِ جنگ کی نیت ہو جاتی ہے تو رُخ
نہیں موڑا جاتا۔ رُخ کو موڑے بغیر پوچھا۔ کہاں تک لڑوں رسولؐ نے کہا جب تک
ایک ایک یہودی لا اِلٰہ کی صدا نہ دینے لگے ذوالفقار نہ رُکے۔ یہی ہوا سات ہجری کے
بعد پورے عرب سے لا اِلٰہ کی صدائیں آنے لگیں کس نے پڑھوایا یہ کلمہ۔ علیؑ نے
پڑھوایا۔ علیؑ نے پڑھوایا ہے دونوں کلمے علیؑ نے پڑھوائے ہیں لا اِلٰہ بھی محمدؐ رسول اللہ
بھی۔ ھل جزاء الاحسان الا الاحسان۔ احسان کا بدلہ خوبصورت احسان
ہے جب اللہ کا کلمہ علیؑ پڑھوائیں نبیؐ کا کلمہ علیؑ پڑھوائیں تو اب اللہ اور نبیؐ دونوں مل کر علیؑ

کا کلمہ پڑھوائیں اس لیے غدیر منعقد ہوئی یہ اللہ کا بھی کلمہ ہے یہی نبیؐ کا بھی کلمہ ہے۔ دربار میں قیدی آ گئے۔ اب کیسے ہو یہاں علیؑ علیؑ، یہاں تو لشکر کو حکم تھا تکبیر کہو اللہ اکبر۔ لا اِلٰہ اِلا اللّٰہ کہو کون تھا جو کہتا، علیٌ ولی اللّٰہ۔ اسے کہتے ہیں تاریخ امامت ، ایک مرتبہ یزید نے پوچھا یہ سر کس کا ہے شمر نے کہا علیؑ کا کہا یہ سر کس کا ہے کہا علیؑ کا کہا پھر یہ کون قیدی ہے کہا علیؑ ہے کہا سب علیؑ یہ ہے امامت کا کمال جیسے ہی یزید نے کہا سب علیؑ تو زین العابدینؑ نے کہا ہاں میرے باپ کو اپنے باپ سے اتنی محبت تھی کہ اپنے سب بیٹوں کا نام علیؑ رکھا اور یہی کہتے تھے اللہ اور بیٹے دے تو یہی نام رکھوں۔ زین العابدینؑ علیؑ کی صدا آئی لیکن یہ صدا اپنے مقام پر تھی وہاں صدائیں سنائی کہاں دے رہی تھیں کہتے ہیں اتنے تیز باجے بج رہے تھے جب اہلِ حرم دربار میں داخل ہوئے . عجب سجاوٹ تھی دربار کی۔ اُمراء رؤساء بڑے بڑے سفراء۔ ہر ملک کے سفیر ہر مذہب کے مذہبی رہنما۔ راس الجالوت مِلّت داؤد کا یہودیوں کا عیسائیوں کا عالم۔ زریں کمر غلام۔ بالکل تخت کے سامنے جوشہ نشین بنائی گئی تھیں جس میں بنی اُمیّہ کی عورتیں تھیں، یزید کی بیویاں، کنیزیں، مائیں بہنیں بنی اُمیّہ کی تمام عورتیں زیورات سے آراستہ چادریں اُوڑھے ہوئے سنہرے تاروں کی چادریں اُوڑھے ہوئے۔ لیکن جیسے ہی سر کے ساتھ بے ادبی ہوئی اور ابو برزہؓ اسلمی صحابی رسولؐ نے اُٹھ کر کہا ہٹا لے چھڑی میں نے مسجدِ نبوی میں خود دیکھا ہے رسولؐ ان ہونٹوں کو چومتے تھے یہ نبیؐ کا نواسہ ہے۔ یزید نے کہا تو دیوانہ ہو گیا ہے اگر زیادہ بولے گا تو قتل کرا دوں گا۔ جلاد تو تیار کھڑے تھے کسی کی مجال نہیں تھی کہ بولے لیکن جب بنی اُمیّہ کی عورتوں کو پتہ چلا کہ یہ کسی باغی کا سر نہیں ہے بلکہ ہمارے نبیؐ کے نواسے کا سر ہے مقاتل میں یہ جملے ملتے ہیں کہ بنی اُمیّہ کی عورتیں چیخ چیخ کر رونے لگیں اور عجیب یہ روایت میں نے مقتل میں دیکھی کہ تمام

عورتوں نے اپنے زیورات نوچ نوچ کے تخت یزید کے سامنے پھینکنا شروع کئے اوراس کے بعد تمام عورتوں نے اپنی چادریں نوچ نوچ کر یہ کہہ کر پھینکیں ارے جن سے پردہ سیکھا ہے جب ان کا پردہ نہ رہا تو اب ہمارا پردہ کیا فاطمہؑ کی بیٹیوں سے ہم نے پردہ سیکھا اے یزید ہمیں چادریں اوڑھائی ہیں ایک کنیز قنات کو ہٹا کر پردے کو پھاڑ کر یزید کے سر پر آ گئی کہا قسم کھا کر بتا یہ سر کس کا ہے یہ فاطمہؑ کے لال کا سر ہے اور عجیب جملہ کنیز نے کہا یزید اگر یہ حسینؑ کا سر ہے یہ علیؑ کے بیٹے کا سر ہے تو خدا تم پر لعنت کرے جلاد کو حکم دیا باغ میں اس کنیز کو زندہ گاڑ دے۔ بڑا ظلم تھا دربار یزید میں کوئی بول نہیں سکتا تھا جو بولے وہ سزا پائے۔ جب سر آیا تو دستر خوان لگا دیا گیا۔ دستر خوان ہٹا تو شطرنج کی بازی بچھی، اِدھر شطرنج کی بازی بچھی اُدھر سر رکھا ہے طشت میں اور جام پر جام شراب کے آئے۔ جب شراب کے جام میں شراب ختم ہوئی تو مخاطب کر کے کہتا تمہارے نانا نے اسے حرام قرار دیا تھا۔ اشعار پڑھ رہا تھا یزید میں نے بدر کے اپنے مقتولین کا اپنے اجداد کا بدلہ لے لیا۔ اور بنی ہاشمؑ نے وحی کا اور قرآن کا ڈھونگ رچایا تھا نہ کوئی وحی آئی نہ کوئی فرشتہ آیا۔ بنی ہاشم نے ملک و مال سے ایک کھیل کھیلا تھا اور اگر محشر ہے تو ہم دیکھ لیں گے محشر میں۔ آج تو ہم عیش کر لیں بعد میں ہم دیکھیں گے۔ اشعار پڑھ رہا تھا اور نشے میں جھوم رہا تھا۔ اور ایسے میں اک بار شہزادی زینبؑ کا خطبہ قیامت کا خطبہ تھا اور سید الساجدینؑ کا خطبہ۔ جب پھوپھی خطبہ دے رہی تھی تو سید سجادؑ سر جھکائے ہوئے ادب سے سُن رہے تھے اور جب بھتیجے نے خطبہ دیا تو پھوپھی پیار سے قیدی کا چہرہ دیتا دیکھ رہی تھی، اللہ اللہ یہ ظلم گلا زخمی ہاتھ زخمی پیر زخمی اور یہ فصاحت یہ بلاغت میرے لال تم نے امامت کی شان دکھا دی بے شک حسینؑ کے وارث تمہیں ہو امام وقت تم ہی ہو اور جب سید سجادؑ کا خطبہ بھی ہو چکا۔ جب زینبؑ کا خطبہ ہوا تو یزید شرم سے سر کو جھکا کر

بیٹھ گیا اب نہ بولتا ہے اب نہ شعر پڑھتا ہے مورخین نے لکھا ایسا لگتا پژمردہ ہو گیا پورا شجرہ شاہزادیؑ نے بتا دیا۔ پورے خاندان کے حالات سنا دیئے اب یزید کی عزت نہ رہی تھی اس لیے سر کو جھکائے ہوئے تھا، بادشاہوں کے دربار میں یہ قاعدہ تھا کہ اگر بادشاہ اداس ہو تو ہنسانے والے لطیفہ گر ہوا کرتے تھے یزید کے دربار میں بھی ایک زُہیر بن قیس مسخرہ تھا جب یزید کو اداس دیکھتا تو کوئی لطیفہ سناتا تھا تاکہ یزید ہنس دے بس تقریر کے آخری جملے۔ کچھ دور تھا اس نے دیکھا ہمارا حاکم اداس ہو گیا تو وہاں سے ہنستا ہوا چلا اور لطیفہ کرتا چلا۔ رقص کرتا ہوا چلا اور یزید کے سامنے آیا اور اک بار کہا اے امیر یہ جو بچی سامنے کھڑی ہے اس کو میری کنیزی میں دے دے۔ جیسے ہی کہا تو بچی ڈری اور پھوپھی سے لپٹ گئی کہا پھوپھی اماں، کیا اولادِ رسولؐ اب کنیزی میں جائے گی اک بار پھوپھی نے بچی کو دامن میں چھپالیا۔ نہیں بیٹا ایسا نہیں ہوسکتا۔ یزید نے کہا زینبؑ اگر ہم یہ کرنا چاہیں تو کوئی ہم کو روک نہیں سکتا یہ سننا تھا کہ زینبؑ جلال میں آئیں کہا سن اگر تو ایسا کرے گا تو پہلے یہ اعلان کر کہ میرے نانا کے دین سے تو خارج ہو گیا تو کلمہ سے انکار کر یہ اقرار کر کہ تو مشرک ہے تو کافر ہے اس کے بعد یہ عمل کرنا۔

---

# ساتویں مجلس

بِسْمِ اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

ساری تعریف اللہ کے لیے درود اور سلام محمدؐ و آلِ محمدؐ کے لیے

علیؑ کی محبت گناہوں کو اس طرح کھا جاتی ہے جس طرح آگ سوکھی لکڑیوں کو کھا جاتی ہے۔ پہلے تو دنیا مفہوم گناہ سمجھے کہ گناہ کسے کہتے ہیں جب تک گناہ سمجھ میں نہ آئے تب تک یہ حدیث کیسے سمجھ میں آئے گی گناہ دو طرح کے ہوتے ہیں ایک سفید گناہ اور ایک سیاہ گناہ۔ سفید گناہ اللہ معاف کر دے گا لیکن کالے گناہوں کو اللہ کبھی بھی معاف نہیں کرے گا۔ دونوں میں فرق کیا ہے۔ سفید گناہ جو ہیں وہ انسان کی اپنی ذات سے متعلق ہیں مثلاً خدا نہ کرے کسی نے شراب پی لی، زنا کیا۔ سفید گناہ یہ اللہ معاف کرے گا جتنے بڑے بڑے آپ کی نظر میں کبیرہ گناہ ہیں وہ سب اگر سرزد ہو جائیں تو اللہ معاف کر دے گا اس لیے کہ سفید گناہ ہیں چھوٹے گناہ ہیں جس نے اپنی ذات کو صرف اپنی ذات انسان نے اپنے نفس کو تکلیف پہنچائی کتنا ہی بڑا گناہ کیا اللہ معاف کر دے گا لیکن وہ گناہ جو اجتماعی گناہ ہو جس میں معاشرہ ملوث ہو جائے پڑوسی ملوث ہو جائیں ماں باپ ملوث ہو جائیں اگر ماں باپ کو تکلیف دی تو یہ سیاہ گناہ ہیں یہ معاف نہیں ہونگے کسی کی زمین چھین لی کسی کی زمین ضبط کر لی کسی کا باغ چھین لیا کسی کا گھر جلایا، کسی کو بے گناہ قتل کر دیا یا شرک کیا، یہ اجتماعی گناہ ہیں یہ سیاہ گناہ ہیں یہ گناہ اللہ معاف نہیں کرتا اس لیے کہ اللہ کی مخلوق بھی ملوث ہو گئی اگر اپنی ذات تک انسان

محدود رہتے تو اللہ معاف کر دیتا لیکن چونکہ اور مخلوقات کو شامل کیا گواہ بنائے ہیں تو اب گواہ تو کہیں گے اتنی بڑی سزا ملے گی مقدمہ چل رہا ہے عدالت لگی ہوئی ہے عدالت ابھی ختم نہیں ہوا دربار کا ابھی فیصلہ نہیں ہوا سزا نہیں ملی لیکن جو گناہ انسان نے چھپ کر کیے اس میں معاشرے کو شامل نہیں کیا وہ چھوٹے گناہ ہیں لیکن آپکے یہاں فلسفہ الٹا ہے آپ دوسروں کو تکلیف پہنچائیں اجتماعی گناہ یعنی ایک آدمی کی زبان سوکھ گئی لا الـہ الا اللّٰہ لا الـہ الا اللّٰہ کہتے کہتے اور آپ کہہ دیں کافر ہے یہ اجتماعی گناہ ہے یہ نہیں معاف ہوگا اس لیے کہ حرام ہے رسولؐ نے کہا حدیث ہے کہ جس نے لا الہ کہہ دیا پھر اسے کبھی کافر نہ کہنا۔ حد سے گذر گئے کفر کی حدوں سے گذر گئے اُمت کفر کی حدوں کو پار کر گئی جو کفر کی حدیں ہیں ان سے آگے نکل گئی لیکن یہ عظمت ہے ہماری علیؑ سے لے کر بارہویں امامؑ تک کسی نے اپنی زبان سے امت کی کسی فرد کو کسی کلمہ گو کو کبھی کافر نہیں کہا۔ یعنی شطرنج کھیل رہا تھا یزید شراب پی رہا تھا یزید لیکن زین العابدینؑ نے یہ نہیں کہا تو کافر ہے کیوں نہیں کہا اگر کافر کہہ دیتے تو تاریخ میں لکھا جاتا کہ حسینؑ کا قاتل کافر تھا حسینؑ کا قاتل مشرک تھا۔

اگر ایک بار حسین کہہ دیتے یزید کافر اگر زین العابدینؑ کہہ دیتے یزید کافر ہے تو اس کو شکوہ کا موقع تو مل جاتا محشر میں پروردگار میں تو کلمہ پڑھ رہا تھا اور عہد کے امام نے مجھے کافر کہا۔ ذرا آئمہؑ کی بصیرتیں تو دیکھئے۔ یہ ہمارے آئمہؑ کی شان ہے کہ کسی کو کافر نہیں کہا ہم ہی تو کلمہ پڑھوا رہے ہیں ظاہر باطن تو ہم جانتے ہیں نا اور فیصلہ بھی ہم کو کرنا ہے۔ مامون رشید نے بھرے دربار میں حضرت امام رضا علیہ السلام سے پوچھا کہ کیا جنت اور جہنم کا فیصلہ محبت علیؑ پر ہے؟ کہا ہاں کہا مجھے سمجھایئے کس طرح۔ کہا تو نے پیغمبرؐ کی حدیث سنی ہے کہ علیؑ قسیم جنت و النار ہیں کہا ہاں سنی ہے کہا بس محشر میں

کھڑے ہو جائیں گے اور علیؑ فیصلہ کر دیں گے جہنم والوں کو جہنم میں بھیج دیں گے جنت والوں کو جنت میں بھیج گے فیصلہ علیؑ کریں گے یہ کہہ کے اُٹھ گئے کہا جواب تجھے مل گیا کہا ہاں جواب مجھے مل گیا۔ ابوصلت غلام پیچھے پیچھے چلا جیسے ہی حجرے میں پہنچے امام غلام نے کہا بھلا آپ نے خوب سمجھا دیا اس کو وہ سمجھ بھی گیا آپ نے سمجھا دیا اور وہ سمجھ گیا تو آپ مسکرائے کہا ابوصلت وہ تو اس کو سمجھانے کے لیے کہا تھا تو ابوصلت نے کہا کیا اس کے علاوہ کچھ اور ہے کہا ہاں کچھ اور ہے جو اس کے سمجھ میں نہیں آئے گا۔ تم سمجھ سکتے ہو کہا مولا وہ کیا کہا فیصلہ اس طرح ہوگا کہا بس میزان پر صراط پر علیؑ کھڑے ہو جائیں گے اور لوگ آتے جائیں گے اور علیؑ کہتے جائیں گے اے جہنم یہ تیرا وہ میرا یہ تیرا وہ میرا۔ کوئی نامہ اعمال وغیرہ پرکھا نہیں جائے گا امامؑ کو کیا ضرورت ہے کاغذ کھول کھول کر پڑھے چہرے دیکھ کر امامؑ پہچانتا ہے کون جہنم میں جائے گا کون میرا ہے جنت میں جائے گا۔ تو یاد رکھئے علیؑ سے محبت کرنے والوں سے گناہ سرزد ہی نہیں ہوتے پھر شان کیا رہی علیؑ کے محبوں کی پھر شان کیا رہی۔ حدیث کساء میں کہا علیؑ نے کیا کہا رسولؐ سے یا رسولؐ اللہ پھر ہم بھی کامیاب اور ہمارے شیعہ بھی کامیاب، جو کامیاب ہو اس کی ناکامیابی کا اعلان اگر آپ کریں گے تو امامؑ سے ٹکرا رہے ہیں آپ۔ علیؑ کہہ رہے ہیں کامیاب۔ میں کیسے کہہ دوں یہ ناکامیاب جسے شوق ہے ناکامیابی کا وہ اپنے کو کہا کرے میں گناہ گار ہوں۔ کس نے لائسنس دے دیا کہ آپ سب کو گناہگار کہہ دیں۔ کسی کے پاس لائسنس نہیں ہے پہلے اپنے کو دیکھو اپنی بات کرو۔ آپ میں سے کسی کو حق نہیں ہے یہ کہنے کا اس لیے کہ علیؑ کو صرف یہ ناز ہے کہ ہم سے محبت کرتے ہیں۔ مسئلہ محبت کا ہے شرط محبت میں یہ نہیں شرط لگائی گئی تھی کیا کرنا ہے اور کیا نہیں کرنا ہے صرف یہ کہا گیا تھا محبت کرنی ہے نہیں سمجھ میں آئی بات آیت میں صرف پیغمبرؐ نے یہ کہا

تھا میں کچھ نہیں مانگتا گناہ ثواب کی بات نہیں کرتا محبت چاہیے قربیٰ سے۔ قــل لا اسـئـلـکـم علیه اجراً الا المودة فی القربیٰ میرے قربیٰ سے محبت کرو شرط نہیں لگائی پیغمبرؐ نے کیا کرنا ہے اور کیا نہیں کرنا یہ سب تمہاری بدمعاشیاں ہیں۔ کیوں شرط لگاتے شرط وہاں لگائی جاتی ہیں جہاں معاملہ کمزور ہوتا ہے لڑکی کا باپ رکھتا ہے دولاکھ کا مہر کمزوری ہے نا بھائی۔ یہاں کوئی کمزوری نہیں تھی رسولؐ کی بیٹی فاطمہؑ کے لیے۔ ارے فاطمہؑ کا مہر محبت علیؑ ہے۔ قل لا اسـئـلـکـم علیـه اجراً الا الـمـودة فی القربیٰ کمزوری نہیں کہ شرط لگائی یہ کرنا یہ نہ کرنا بس اس لیے کہ اتنی مشکل شے تھی کہ اس میں شرط کی کوئی گنجائش نہیں تھی محبت ہو جاتی ہے کروائی نہیں جاتی اللہ نے مشکل ترین کائنات کا کام پیغمبرؐ سے کروایا۔ یہی کر کے دکھا دو وہ تو دور کی بات ہے کہ کیا کرنا ہے اور کیا نہیں کرنا ہے محبت کر کے دکھا دو کر کے دکھا دو نا تہتر فرقے ہیں ایک ہی دعویٰ کیوں کر رہا ہے۔ سب دعویٰ کریں ہم بھی محبت کرتے ہیں ہم بھی محبت کرتے ہیں ہم بھی محبت کرتے ہیں کیوں سب کیوں نہیں اعلان کرتے آسان نہیں ہے یوں سمجھ میں نہیں آئے گا۔ لاکھوں سجدے شیطان نے کئے ہر سجدہ آسان تھا جو سجدہ چار ہزار برس میں ختم ہوا وہ بھی آسان تھا مشکل سجدہ یہ تھا آدمؑ کو سجدہ کرو۔ عادی تھا سجدوں کا مگر وہ سجدہ نہیں ہو پایا۔ ہر انسان محبت کا عادی ہے بیٹے سے محبت بیٹی سے محبت بہن سے محبت بھائی سے محبت ماں باپ سے محبت بیوی سے محبت دوست سے محبت یعنی محبتوں کے سب عادی ہیں لیکن جب اللہ نے کہا قل لا اسئلکم عادت کے باوجود شیطان کی طرح سب اکڑ کے کھڑے ہو گئے۔ کر کے دکھاؤ محبت کر کے دکھاؤ تو جب ہم مشکل منزل سے گذر رہے ہیں تو اب ہم سے تقاضہ نہ کرو کہ ہم کیا کرتے ہیں اور کیا نہیں کرتے ہیں گناہ جب تو آگ کھائے لکڑی کو جب ہے ہی نہیں تو

کیا۔کوئی دکھادے کوئی ثابت کردے کوئی کائنات کا انسان آئے اور محبانِ علیؑ جہاں جہاں بیٹھے ہیں جس جس ملک میں اور جاکے کوئی عدالت دفعہ لگا کے پرچیاں کاٹ کے دے دے تمہارے یہ گناہ تمہارے یہ گناہ۔کوئی ہے کائنات میں ایسی عدالت جو محبانِ علیؑ پر گناہوں کا الزام لگا سکے۔واحد روئے زمین پر ہم ہی تو ہیں جو گناہ نہیں کرتے کیوں نہیں کرتے یہ راز معلوم ہے سوا دو مہینے ہمیں رونے سے فرصت نہیں تو گناہ کہاں کریں گے۔دو مہینے آٹھ دن تو رونے میں گذر جاتے ہیں جس کے گھر میں میت ہوتی ہے اسے گناہ کی فرصت کہاں ہوتی ہے جنازے پر جنازے تو ہم اٹھاتے ہیں دو مہینے آٹھ دن میں۔حسینؑ کا تابوت،عباسؑ کا تابوت،علی اکبرؑ کا تابوت۔قاسمؑ کا تابوت۔حد ہے کہ جو تابوت مسلمانوں کو اُٹھانا چاہیئے وہ بھی ہمیں اُٹھانا پڑتا ہے۔ رسولؐ خدا کا تابوت یہ سارے تابوت تو ہمارے کاندھوں پر ہیں۔تابوت ہم اُٹھائیں حالانکہ کوئی کمبخت گناہگار ہو تو چالیس قدم دوکان سے اُٹھ کر پہنچ جاتے ہیں پہنچانے۔ ہم آئمہؑ کا تابوت اُٹھا رہے ہیں تو چالیس قدم دوکان سے اُٹھ کر نہیں آئے۔گناہ گار کون ہے دیکھو تو گناہ کس سے ہو رہے۔دو مہینے آٹھ دن جس کے رونے میں گذر جائیں اسے گناہ کی فرصت کہاں ہے اور دس مہینے اس رونے کے کیف میں گذر جائیں جب کیف ہوتا ہے تو گناہ کہاں۔اور اسی خیبر میں فیصلہ ہوا۔جب خیبر فتح کر کے آئے ابھی گھوڑے سے نہیں اترے تھے کہ نبی خیمہ سے دوڑتے ہوئے چلے استقبال علیؑ کیلئے لپٹا کر پیشانی چومی اور کہا یا علیؑ آج تمہارا رب اور اللہ کا نبیؐ تم سے راضی ہو گئے تمہارا احسان ہم تک پہنچا هل جزاء الاحسان الا الاحسان علیؑ کا احسان احسان کا جواب ہے اس سے زیادہ خوبصورت احسان جواب میں دیا جائے۔قرآن کی آیت ہے اور نبی کہہ رہا ہے تمہارا احسان ہم تک پہنچا یعنی خیبر کی فتح اللہ رسولؐ پر احسان اور نبیؐ

نے اعلان کیا اب اس احسان کا بدلہ اللہ رسولؐ دینے جا رہے ہیں۔ دیکھئے جزا مل رہی ہے احسان کی۔ کہا یا علیؑ اللہ کہتا ہے کہ محشر میں تمہارے محبّوں کے سر پر تاج رکھا جائے گا اور تمہارے چاہنے والوں پر اللہ نے آتش جہنم کو حرام قرار دے دیا اور میں دیکھ رہا ہوں کہ تمہارے محبّ منبر نور پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ اب بولئے خیبر علیؑ نے اپنے لیے فتح نہیں کیا اگر خیبر علیؑ اپنے لئے فتح کرتے تو سارا مال خیبر کا علیؑ کے پاس ہوتا۔ آج ہم سب امیر ہوتے محبّوں ہی میں تو بانٹتے۔ اولاد ہی میں تو بانٹتے۔ اور دولت تو بڑھتی رہتی ہے نا تب تو تیل کے کنویں نہیں نکلے تھے اب نکلے سب ہمارے پاس ہوتے جب دولت ہوتی تو ہم خریدتے چلے جاتے امریکہ کو گھسنے بھی نہیں دیتے اس زمین پر جو ہماری زمین ہے ہمارے باپ دادا کی زمین ہے بھکاریوں کو دے دی یہاں آ گئے۔ بھکاریوں سے ڈاکوؤں نے چھین لی یہی سب چلتا رہتا ہے ہم ان جھگڑوں میں نہیں پڑتے ہم تو خریدتے رہتے ہیں اور پھر ہبہ کر دیتے ہیں ورنہ کربلا بھی ہماری، نجف بھی ہمارا، خراسان بھی ہمارا بغداد بھی ہمارا لیا اور دے دیا۔ تو جنگ خیبر علیؑ نے اپنے لئے نہیں لڑی آپ کے لئے لڑی بھئی کام اتنا بڑا علیؑ نے کیا کہ اللہ کہہ رہا ہے کہ ہم راضی بھئی راضی کی دلیل بھی تو ملے۔ یعنی اتنے راضی کہ جو تم سے راضی۔ تم جس سے راضی وہ جہنم میں نہیں جائے گا بھئی راضی کا مطلب آپ سمجھا دیجئے اللہ علیؑ سے کب نہیں راضی تھا ہجرت میں نہیں راضی تھا۔ بدر میں راضی تھا احد میں راضی تھا خندق میں راضی تھا تو اب کیا اعلان کیا کہ اب راضی۔ بھئی علیؑ نے ہمیشہ اللہ کو راضی کر کے رکھا پیدا ہونے سے پہلے ہی راضی کر لیا تھا اگر راضی نہیں تھا تو اس کے گھر میں پیدا کیوں ہوتے سب رضا اور رغبت سے ہوا تھا کام یہاں سب اللہ کی رضا ہیں یہاں رضی اللہ کوئی نہیں ہے۔ رِضا ہیں رِضا۔ خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے۔ پوچھا جا رہا ہے کہ ہم تم سے

راضی یہ راضی ہونے کا کیا مطلب یعنی جس سے تم راضی اس سے ہم راضی ۔بس علیؑ کو راضی رکھیئے بات ختم جہاں آپ نے علیؑ کو راضی کیا اب کوئی مسئلہ ہی نہیں ہے تو کیا علیؑ کو راضی کرنا آسان ہے۔۲۵ برس حکومتیں نہ راضی کر سکیں بیعت کر لیجئے بیعت کر لیجئے بیعت کر لیجئے علیؑ راضی ہی نہیں ہو رہے ہیں علیؑ تو نہیں راضی ہوئے تو حکومتیں جسے راضی نہ کر سکیں ہم اور آپ نے راضی کیا ہوا ہے تو ہمیں بھی تو ناز ہے کہ ہم نے مولاؑ کو راضی کیا ہوا ہے تو اسی ناز پر تو بیٹھے ہوئے ہیں کوئی اور راضی کر کے دکھا دے وہ کیا راضی کرے گا جو رضی اللہ کہہ رہا ہے بھئی اللہ راضی کیا علیؑ راضی ۔علیؑ کو راضی کرو اللہ کہہ رہا ہے اگر علیؑ راضی تو ہم راضی تو ہم راضی منبر نور دیں گے نور کے منبروں پر بٹھائیں گے اور یہ جو دنیا ہے کُرہ ہے پورا اس سے بڑی بڑی بارہ دنیاؤں کا حاکم ایک ایک محبّ علیؑ بنے گا۔ پریشان نہ ہوئیے گا۔۲۲ کروڑ کہکشائیں ہیں ہر کہکشاں میں چالیس چالیس ارب دنیائیں ہیں اس سے بڑی یعنی سورج ۱۳ کروڑ گنا زمین سے بڑا ہے اور وہ دنیائیں سورج سے بھی ۱۳ کروڑ گنا زیادہ ہیں اور بارہ مل جائیں گی ایک کو مزے سے حکومت کرے گا کب تک اس کے بعد کوئی قیامت تھوڑی ہے یعنی جب تک رب ہے تب تک علیؑ کے محبوں کی حکومت ہے اس کا خاتمہ ہی نہیں ہوگا ہم ہی ہم ہیں وہاں اور ہے کون ۔بس ہم ہی ہم ہیں ۔اگر وہاں کا سکون چاہیئے تو ہم کو راضی کرو۔ ہم کو رضی اللہ عنہ کہا کرو۔ دعا مانگا کرو یہ ہم سے راضی ہو جائیں ۔ادھر یہ انعام دیا چاہنے والوں کو اور ایک انعام خیبر میں سادات کو ملا یہ پوری امت کو انعام ملا جو علیؑ سے محبت کرے خیبر کی فتح کے بعد اللہ کا فرمان نبیؐ نے سنایا اور ایک انعام خیبر میں خیبر شروع ہونے سے پہلے سادات کو ملا بھئی پوری امت کو مل چکا ہے سادات کو جو ملے تو اس سے موازنہ نہ کرے کوئی ۔ پہلے امت کا سنایا ہے سادات کا بعد میں سنا رہا ہوں۔

حالانکہ انھیں انعام پہلے ملا۔ احمد بن حنبل نے لکھا ہے اس بات کو اور اس کے علاوہ چار پانچ محدثین نے مسلمانوں کے تمام مورخین نے اس کو لکھا ہے کہ جب علیؑ کی آنکھوں میں لعابِ دہن رسولؐ نے لگایا تو پھر آشوبِ چشم نہیں ہوا اور علیؑ کی آنکھ میں ایک طرح کی چمک آ گئی اب اس کے آگے لکھتے ہیں امام احمد بن حنبل کہ اگر سادات کی اصلیت کو پہچاننا ہے تو وہ چمک سادات کی آنکھوں میں اب تک پائی جاتی ہے جن کی آنکھوں میں چمک نظر آ جائے سچے موتی جیسی سفیدی میں چمک نظر آ جائے سمجھ جاؤ سچا سید ہے۔ گھبرائے نہ کوئی اگر نہیں رہا سیّد تو محبّ تو رہا بارہ دنیائیں تو مل جائیں گی نا۔ ایک چمک نہیں ملی تو کیا چمک رہنے دو سادات کیلئے اس لیے کہ سادات کو دنیائیں نہیں چاہئیں یہاں آنکھوں کی چمک ہی سادات کو چاہیئے۔ یہ خیبر پڑھ دی میں نے آپ کہیں گے شروع کا سنا دیا۔ آخری کا آپ نے اور بیچ؟ پوری خیبر رہ گئی۔ ہاں اب چلا رہوار تھا ہوا ہے۔ ہاتھ میں علم علم کا نام تھا عقاب رنگ تھا سفید۔ علیؑ نے پرچم کو لہرایا نیزہ کے سرے پر بندھا تھا پرچم نوک تھی نیچے یعنی اُلٹے نیزے پر پرچم تھا۔ اب یہ سب رسولؐ کے راز ہیں جزئیات میں کہا جاؤں اس لیے کہ علم لے کے لڑنا نہیں تھا جب کوئی چیز فتح ہو جاتی ہے پہلے ہی فتح ہو جائے تو وہیں جھنڈا نصب ہو جاتا ہے چاند پر جیسے ہی پہنچا یوری گگارین اس نے جھنڈا نصب کر دیا یعنی چاند ہمارا۔ تین سنگھ جیسے ہی ہمالیہ پر پہنچا جھنڈا نصب کر دیا اب دیگر کام کرنے ہیں اگر قلعہ خیبر پر جا کر جھنڈا نصب کر دیں تو اب کیا خیبر ہمارا۔ نیزے کی نوک نیچے اس لیے رکھی تھی کہ جھنڈے کو جا کر نصب کرنا تھا، چلے علیؑ، ایک لشکر بھی ساتھ چلا جب علیؑ تیز چلے اور جس رہوار پر بیٹھے وہ خود ہی اتنا سرپٹ چلا۔ فرفر چلا۔ رف رف کی طرح۔ اس کو آج اپنے جوہر دکھانے تھے۔ مقابلہ تھا تلوار سے۔ کیا خوب خوب اپنے جوہر دکھائے اب آج اس کو یہ ناز ہے کہ میں بار امامت

اُٹھائے ہوئے ہوں اور پہاڑیوں کا سفر، اگر گھوڑا اپنے شکم کو زمین سے ملا دے تو عرب میں اسے کہتے ہیں دُل دُل جیسے ہی وہ تیز دوڑا لوگوں نے کہا وہ دیکھئے علیؑ کا رہوار زمین سے اپنے شکم کو ملا کر دوڑ رہا ہے۔ تو رسولؐ نے فوراً کہا دُل دُل تو اسی دن سے نام پڑ گیا دلدل۔ ایسا کسی کا گھوڑا نہیں ایسی کسی کی تلوار نہیں۔ علیؑ کا میدانِ جنگ دو چیزیں ادب اور تاریخ کو دے گیا ایک گھوڑا اور ایک تلوار۔ کتنے میدانِ جنگ میں سر ٹکرا ٹکرا کے مر گئے۔ سکندر اعظم۔ چنگیز۔ ہلاکو، ارے کسی کا گھوڑا اور تلوار بھی مشہور ہے۔ یہ ہے علیؑ کا میدانِ جنگ کہ اگر جانور ساتھ آئے تو وہ مشہور لوہے کی تلوار ہو تو وہ بھی مشہور۔ علیؑ ہر ایک کو وفا کا صلہ دیتے ہیں گھوڑے کی وفا کا صلہ کہ تیرا نام بھی مشہور رہے تلوار کی وفا کا صلہ کہ تیرا بھی نام رہے گا یہ ہے علیؑ کا میدانِ جنگ اس لیے کہ بڑے بڑے دانشوروں نے یہ لکھا کہ ایک وقت میں چار چیزیں دنیا کے کسی انسان میں جمع نہیں ہوئیں۔ سوا علیؑ کے۔ ریسرچ کے جملے آسانی سے لوگ سن لیتے ہیں یہ نہیں پتہ کتنا لہو صرف ہوتا ہے علم لے آنے میں۔ امامِ عادل تھے علیؑ۔ حکیمِ عالم تھے علیؑ۔ خطیبِ فصیح تھے علیؑ۔ اشجع عالم تھے علیؑ۔ شجاعت۔ عدالت۔ حکمت اور خطابت کائنات کے کسی انسان میں آدمؑ سے قیامت تک جمع نہیں ہوئیں۔ اگر عادل ہے تو خطیب نہیں، خطیب ہے تو عادل نہیں۔ عادل ہے تو عالم نہیں۔ عالم ہے تو شجاع نہیں۔ ایک دو تو جمع ہو جاتی ہیں مگر چار صفتیں کسی ایک انسان میں ناممکن داؤد بہت شجاع تھے لیکن خطیب نہیں تھے لحن تھا۔ انبیاء میں بھی کوئی نہیں ہے جس میں چاروں چیزیں جمع ہوں۔ بھئی بے ادبی مجھ سے نہ کروائیں بس سمجھ لیں جو کچھ سمجھانا چاہ رہا ہوں۔ چار چیزیں کائنات کے کسی انسان میں جمع نہیں ہوئیں جب ''کسی کا لفظ'' کہہ رہا ہوں تو اس میں آدمؑ ہوں یا نوحؑ کوئی نہیں آتا، بس علیؑ۔ تو جب انبیاء نہیں آتے۔ تو کون آئے گا صرف پہلی صفت جو

بتائی ہے عادل اور صرف عادل نہیں ورنہ صرف عادل ہوتا تو نوشیرواں کہتا میں نوشیروانِ عادل۔ امام عادل صرف عادل ہونا نہیں امام عادل مطلب امامت کی شرط بھی عادل کے ساتھ لگی ہوئی ہے دونوں باریک راستے ہیں امام بھی ہو اور عادل بھی ہو اور ہر ایک دوہری صفت ہے حکیم بھی ہو اور عالم بھی ہو خطیب بھی ہو اور فصیح بھی ہو۔ خطیب تو سبھی ہیں۔ اللہ فرماتا ہے خطیب۔ بھئی ہر دعویدار تقریر کرنے والا ہم خطیب ارے فصاحت بھی ہے؟ شجاع ہونا سب کے نصیب میں اشجع عالم عالم کا شجاع کہاں چاروں صفتیں کسی ایک میں جمع ہوئیں نہیں ہوتیں پیغمبرؐ کی بات نہ کیجئے پیغمبرؐ نے اپنی صفات علیؑ کو عطا کر دیں۔ وہاں مت جایئے گا وہ شہر ہیں میں دروازے کی بات کر رہا ہوں۔ یہ ناز تھا نبیؐ کا کہ اگر خیبر فتح ہوگا تو پروردگار نے کہا بلایئے علیؑ کو۔ علیؑ کے ہاتھوں سے فتح ہوگا۔ اشجع عالم۔ مشکل کام تھا سب مل کر نہیں فتح کر پائے سات قلعے پتھر کے کٹاؤ سے بنے تھے سات قلعوں کو ملا کر بنا تھا قلعہ خیبر۔ خیبر کا لفظ ہے عبرانی زبان کا جس کے معنی ہیں مستحکم قلعہ۔ جسے توڑا نہ جا سکے جسے ہلایا نہ جا سکے۔ نہیں سمجھے ارے قلعہ کی طرف جانا ہے اس میں تیزی دکھانی ہے یہ واپسی نہیں ہے یہ جانے والا کرّار ہے فرار نہیں ہے۔ فرار وہ ہوتا ہے جو جھنڈا لے کر میدان سے واپس آتا ہے، جو جھنڈا لے کر جاتا ہے اسے کرار کہتے ہیں۔ بچوں کو چار برس کا بچہ اسے پوری خیبر یاد کرادی جاتی ہے:۔

پتھر پہ علم دین کا گاڑا کس نے

چار مصرعوں میں پوری خیبر میر انیسؔ نے سمادی۔ پہنچے اور وہاں قلعہ بند دروازہ بند اور عالم یہ کہ برجیوں پر سے تیر پھینک رہے تھے۔ پہلی بار حضورؐ نے دو زرہیں پہنائیں دو خود پہنائے کمر میں تلوار بھی لگائی تیر کمان بھی لٹکائی سپر بھی پشت پر۔ پورے سپاہی بنے ہوئے بڑا عجیب دن۔ آج یہودی دس ہزار تو پہلے ہی قلعہ میں موجود تھے۔ حارث،

مرحب، یاسر، عنتر۔ چار بھائی لیکن اس طرح کے نو پہلوان ہر پہلوان دو دو ہزار سپاہیوں پر بھاری تھا اور پورے عالم یہودیت کو ان نو پر ناز تھا۔ ان نو میں کا ایک بھی میدان جنگ میں گیا تو اسلام کا کوئی سپاہی ٹھہرے گا نہیں۔ انھیں ناز تھا حارث پر، مرحب پر، یاسر پر، عنتر پر۔ حارث بھی بہت بہادر تھا۔ مرحب اس سے زیادہ لمبا تڑنگا چوڑا۔ یہودی بڑی عیاّر قوم کوئی قوم ان کی عیاّری تک نہیں پہنچ سکتی۔ یہودیوں نے سارے نجومیوں کو برجیوں میں بٹھایا تھا۔ اور جو سب سے بڑا نجومی تھا ستارہ شناس۔ دیکھئے سب سے بڑی دوربین یہودیوں کے پاس تھی ستارہ دیکھنے والی۔ جو سب سے بڑا ستارہ شناس تھا اسے برجیوں میں بٹھایا۔ یعنی جسے دن میں تارے نظر آئے۔ ایک شعر یاد آ گیا علیؑ کی تلوار کی تعریف میں میرانیسؔ کے پروتے شجرہ بھی سن لیجئے میر ضاحک ان کے بیٹے میر حسن، میر حسن کے بیٹے میر خلیق، میر خلیق کے بیٹے میر انیس، میر انیس کے بیٹے میر نفیس، میر نفیس کے بیٹے دولھا صاحب عروج، دولھا صاحب عروج کے بیٹے لڈن صاحب فائزؔ علیؑ کی تلوار کی تعریف کر رہے تھے فارسی میں عربی میں ہر پرندہ کا نام الگ الگ ہوتا ہے اردو میں کچھ اور آپ کے یہاں ہے چمگادڑ عربی میں خفاش کہتے ہیں تو یہ رات کو اُڑتا ہے دن میں نہیں نظر آتا ہے۔ دن میں نہیں اُڑتے ہاں اگر کوئی چھیڑ دے تو خوف کے مارے اُڑتے ہیں:-

مثلِ خفاش اُڑے خوف کے مارے دن کو
اور جوہرِ تیغ نے دکھلا دیئے تارے دن کو

یہ ہے علیؑ کی تلوار تارے دکھلا دیئے دن کو۔ وہ بیٹھا ہوا تارے دیکھ رہا تھا کیوں بھئی کیا ڈیوٹی ہے کہا بس یہ دیکھتے رہنا کہ تاروں کی چال سے تم یہ بتاتے رہو کہ یہودیوں کی حکومت کو کوئی خطرہ تو نہیں۔ یاد رکھئے مریخ کی ساعت آتی ہے اس میں خونریزی

ضرور ہوتی ہے اس میں صدقہ وغیرہ دیا جاتا ہے کچھ ستاروں سے متعلق ہے کچھ علم نجوم سے کچھ رمل سے اور کچھ آئمہؑ کی حدیثیں سب کو ملا کے ہم نے۔ آئمہؑ کی حدیث یہ ہے کوئی بلا آنے والی ہے صدقہ دے دو اور نجومی کچھ کہتا ہے علیؑ نے کہا ہم علم نجوم کو نہیں مانتے خبردار نجومیوں کے چکر میں نہ پڑنا عالموں کے چکر میں نہ پڑنا۔ عامل نجوم اور ستارے کیا یہاں علم کا پرچم ستارے کیا۔ دیکھئے ستاروں سے بچایا ہے نبیؐ نے تم نہیں جانتے کون سے سعد ہیں اور کون سے مبارک تارے سب تارے نظر آتے ہیں سب پیادے نظر آتے ہیں۔ کوئی پہچان نہیں ہے اس لیے ستاروں کے چکر میں نہ پڑیئے آفتاب ایک ہی ہے ماہتاب ایک ہی ہے۔ والشمس وضحٰھا والقمر اذا تلٰھا۔ جب چاند آئے سمجھ لو کہ سورج گیا تارے بہت ہونگے تاروں کی طرف نہ دیکھنا۔ چاند کی طرف دیکھنا اس لیے کہ اس کی ٹکر کا کوئی ہے ہی نہیں نہ چاند کا مقابل کوئی نہ سورج کا مقابل کوئی۔ تارے سب ایک دوسرے کی طرح اور وہ یہودی تاروں کو دیکھتے رہیں گے۔ سردار نے پوچھا کیا رپورٹ ہے کہا دیکھئے آپ یہودیوں کی حکومت کا ستارہ ہے طائرِ نصر۔ طائر نصر اپنا ایک چکر اپنی کیلی پر اپنے مدار پر ڈھائی ہزار برس میں پورا کرتا ہے اب یہ چکر ڈھائی ہزار برس بعد پورا ہوگا یہودیوں کی حکومت ڈھائی ہزار برس رہے گی اور اس کے گرد بربط ستارہ چکر لگاتا ہے دن بھر میں ایک چکر لگاتا ہے۔ اور وہ بتارہا ہے دن بھر کی رپورٹ کوئی خطرہ نہیں ہے۔ جناب یعقوبؑ کی وفات کا جب وقت قریب آیا تو بارہ بیٹوں کو بلایا اور کہا آخری وصیّت تمہیں کر رہا ہوں۔ سب سے بڑے بیٹے کا نام یہودا اسی کی اولاد یہودی کہلائی اور خود جناب یعقوبؑ کا لقب تھا اسرائیل اس لیے یہ سب بنی اسرائیل کہلائے یعنی پیغمبرؑ کے بیٹے اور پیغمبر سے یہودیوں نے اپنے آپ کو جوڑا ہوا ہے سب کو دیکھ کر جناب یعقوبؑ نے کہا یہودا تیری نسل میں

حکومت صدیوں جائیگی لیکن بیٹا ہر آنے والی اولاد پر یعقوبؑ کا یہ پیغام پہنچا دینا کہ جس دن (شیلوہ) شیر آجائے اس دن یہودیوں کی حکومت ختم ہو جائے گی۔ نجومی نے کہا اطمینان رکھیئے آپ کی حکومت ڈھائی ہزار برس تک رہے گی اور اس کا ایک ہی کام تھا ستارے کو دیکھنا اور آنے والوں کے چہرے کو دیکھنا بھئی ذرا سا غور تو کر لیجئے۔ ستاروں سے ستارے کو ملایا اور کہا نہیں چہرہ بتا رہا ہے فتح نہیں کر پائے گا اطمینان ہے۔ اب جو پیغمبرؐ کا بھیجا قلعہ خیبر والی چٹان سے قریب ہوا تو جاتے ہی ایک بار دُلدُل پر بیٹھے بیٹھے عقاب پرچم کے نیزے کو بلند کیا بلند کر کے جو پھینکا تو پرچم گڑ گیا زمین میں۔ جیسے ہی پرچم گڑا نجومی نے ایک بار آنے والے کے چہرے کو دیکھا پھر ستارے کو دیکھا چہرے کو دیکھا پھر ستارے کو دیکھا اور بُرجی پر سے کود پڑا۔ اب جو کودا تو سارے یہودی دوڑے کیا ہوا کہا وہ آ گیا۔ اب وہ بھاگ رہا ہے سب اس کے پیچھے پیچھے کسی نے کہا ارے بتا تو کیا ہوا کہا کیا بتاؤں حکومت گئی۔ کہا کیا دیکھا کہا یہ دیکھا جیسے ہی لوہا پتھر سے ٹکرایا وہ ستارہ جو ڈھائی ہزار برس میں چکر پورا کرتا ہے اس ضرب سے ستارہ اپنی کیلی پر گھوم گیا آج حکومت گئی شیر آ گیا جو یعقوبؑ کہہ گئے تھے۔ لوگوں نے نجومی کو مارنا شروع کیا کہا میری جان چھوڑو۔ جاؤ مقابلہ کرو۔ حارث اکڑ کر باہر آیا زرہ بکتر پہنے ہوئے گرز کئی من کا لیے ہوئے آج چالیسواں دن تھا۔ آج اس کا چالیسواں تھا نا۔ ایک بار گرز اُٹھایا ان پر کوئی اثر ہی نہیں ہوا اب اسے پتہ چلا اب صرف اُٹھانا ہی نہیں ہے گرز کا وار کرنا ہے اس نے گرز کا وار کیا علیؑ نے آسمانی تلوار پر گرز کو روکا۔ گرز کے ساتھ اُٹھا ابھی فضا میں تھا کہ دو ٹکڑے ہوا آدھا اِدھر گرا آدھا اُدھر گرا سردار قتل ہوا تو لشکر واپس پلٹا لشکر بھاگنا چاہتا تھا کہ اب مرحب نے باہر آ کر روکا غصہ میں تھا بھائی قتل ہوا تھا۔ لیکن عجیب شان سے آیا تھا زرہ بکتر کی کڑیاں کڑیوں سے کڑیاں ٹکرا رہی

تھیں آہن میں نہایا ہوا دستانے لوہے کے چڑھائے ہوئے۔ اور جو خود تھا اس پر پتھر کا ایک ٹکڑا چکی کی طرح بیچ میں ایک سوراخ اس کو پورے چہرے پر پہنے ہوئے اور پورے جسم میں کہیں بھی کوئی تیر چلے تلوار چلے اثر نہ کرے اس لیے کہ لوہے میں نہایا ہوا تھا آتے ہی لشکر کو ڈھارس دی لشکر کو روکا۔ آواز دی تو کون ہے جوان۔ کہا تو بتا تو کون ہے کہا میری تلوار نے بڑے بڑوں کو دو ٹکڑے کر دیا ہم جس میدان میں آتے ہیں لہو کی ندیاں بہا دیتے ہیں دنیا کے ممالک اور قومیں ہماری تلوار کا لوہا مانے ہوئے ہیں۔ ہم وہ ہیں جس کی ماں نے اس کا نام مرحب رکھا ہے حالانکہ خود اسے معلوم ہونا چاہیئے تھا کہ جب پہلا لفظ مر ہے تو حب تک تو جانا ہی ہے۔

کہا میں وہ خدا کا شیر ہوں جس کی ماں نے اس کا نام حیدرؑ رکھا ہے۔ سمتنی امّی حیدراً اور قرآن میں آیا۔ فرّت من قصورہ۔ گدھے شیر کو دیکھ بھاگ جاتے ہیں۔ آج کے دن کے لیے یہ آیت تھی قرآن میں تو علیؑ نے کہا قصورہ ہوں حیدرا ہوں۔ کچھ یاد دلایا۔ کہا بڑی پہنچی ہوئی تیری ماں ہے کاہنہ ہے علم نجوم جاننے والی تیری ماں۔ تو اس نے بچپن ہی میں مرحب کو بتا دیا تھا جب خواب مرحب نے سنایا کہ آج کی رات میں نے خواب دیکھا ہے کہ شیر نے میرے سینے کو چاک کر دیا تو ماں نے کہا کہ بیٹا سب سے لڑنا لیکن اس سے نہ لڑنا جس کا نام حیدرؑ ہو اس لیے کہ تیری موت حیدرؑ نامی شخص کے ہاتھوں پر ہے۔ تو علیؑ نے بتایا کہ تیری ماں بہت پہنچی ہوئی ہے کہ تیرے قاتل کا نام بتاتی ہے۔ تو دیکھ میری ماں وہ ہے جو جھولے میں نام رکھ دیتے ہے کہ اس سے اللہ کو یہ کام لینا ہے اس لیے اس کا نام حیدرؑ رکھ دو بچپن میں ماں نے حیدرؑ کہا تھا اس لیے آج دودھ کا اثر نظر آیا کہ شجاعت ماں سے ملتی ہے علیؑ نے خیبر میں بتایا کہ علیؑ کا میدانِ جنگ ماں کے دودھ کا اثر بھی بتاتا ہے یہ ہے علیؑ کا میدان جنگ۔

بس یہ علیؑ کا کہنا تھا کہ میری ماں نے میرا نام حیدرؑ رکھا ہے کہ رہوار کو موڑا اور واپس
ہوا۔ نام سنتے ہی واپس ہوا۔ واپس چلا تھا کہ شیطان سامنے آیا کہاں چلا؟ کہا حیدرؑ
آ گیا ہے ماں نے منع کیا تھا حیدرؑ سے لڑنے کو۔ اب دیکھئے بہکانے کے طریقے اس
کے پاس کیسے کیسے ہیں۔ کہا دیوانہ ہو گیا ہے ایک نام کے بہت سے لوگ ہوتے ہیں
ضروری ہے کہ یہ وہی حیدر ہو جسے تیری ماں نے مراد لیا تھا کہا ہاں یہ بات بھی ہے کہا
واپس جائے گا سب قلعے کی عورتیں ہنسیں گی بچے ہنسیں گے تیری واپسی پر کہ ایک جوان
سے ڈر گیا کہا ٹھیک کہہ رہے ہو واپس ہوا پھر میدانِ جنگ میں آیا اب پتہ چلا کہ جب
علیؑ میدانِ جنگ میں ہوں تو علیؑ کے مقابل میدان جنگ میں شیطان کا بہکایا ہوا آتا
ہے۔ اب جو شیطان کا بہکایا ہوا ہو اس سے شکوہ کیا کہ کیوں آیا میدان جنگ میں۔ آیا
کہا کہ مقابلہ کرے گا کہا کہ ہمارا اصول نہیں کہ پہلے وار کریں ہم موقع دیتے ہیں
سامنے والے کو۔ تو وار کر ہتھیار سب ہمارے پاس ہیں آزمائے ہوئے گھوڑے پر
ترکش بھی لگا ہوا کاندھے پر کمان بھی کہا جو سا ہتھیار چاہے استعمال کر لے پہلے مرحب
نے کمان اُتاری ترکش سے تیر پھینکا۔ علیؑ نے ذوالفقار سے تیر کو توڑ دیا۔ تیر پر تیر چلے
ذوالفقار یوں کھاتی جاتی ہے جیسے کوئی پرندہ پروانوں کو نگلتا جائے چھوٹے چھوٹے
تیروں کو نگلتا جائے۔ منہ تو کھلا ہی ہوا تھا زبان تو نکلی ہی ہوئی تھی آج اور زبان دراز ہو
گئی تھی۔ بڑھ بڑھ کر لپک لپک کر ایک ایک تیر کو کھاتی جا رہی تھی جب تیر ترکش کے ختم
ہوئے تو بھالا اُٹھایا بھالے کا وار کیا علیؑ نے بھالے کے تلوار سے دو ٹکڑے کر دیئے۔
نیزہ اُٹھایا علیؑ نے دو ٹکڑے کر دیئے گرز اور بر اُٹھایا علیؑ نے دو ٹکڑے کر دیئے۔ عاجز
آ کر جھنجھلا کر تلوار کھینچی۔ تلوار کا وار علیؑ پر کیا علیؑ نے تلوار کے وار کو تلوار پر روک کر تلوار کو
زیر کیا ادھر اس کا ہاتھ جھٹکا لگنے سے جھکا ادھر مرحب جھکا ادھر علیؑ نے تلوار سے تلوار کو بچا

کر اب جو گھوڑے کو کاوا دیا تو دلدل اشارے کو سمجھا اب جو ذوالفقار چلی تو پتھر پر
جا کر ٹکرائی ہر صحابی کہتا ہے کہ تلوار کی آواز ہم نے سنی۔ اور ایک آواز نہیں سنی جب خودِ
آہن سے ٹکرائی تو لگا پہاڑ پر بادل گرج کر تڑک کر بجلی گری۔ ہم نے بجلی چمکتی دیکھی
آج بجلی بن گئی کبھی لیلیٰ ظفر ہے محمل میں چھپی ہوئی۔ کبھی لفافہ میں خط ہے کبھی ناگن
ہے کبھی تیرتی ہوئی مچھلی ہے آج بجلی بنی ہوئی ہے۔ اس لیے کہ یہودیت کے بادل
چھائے ہوئے ہیں اب جو تڑکی تو لگا چٹان پر بجلی تڑک کر گری۔ اب جو چلی تو پتھر کو کاٹا
دُہرے خود کو لوہے کو کاٹا اب جو سر پر پڑی پھر آواز ہوئی سر پر رکی نہیں جب جبڑے
کے دانتوں سے ٹکرائی تو پھر کڑاکے کی آواز ہوئی رکی نہیں گردن کو دو ٹکڑے کیا رکی نہیں
سینہ پر آئی رکی نہیں پسلیوں کو دو ٹکڑے کیا رکی نہیں دو ٹانگوں کو دو کیا رکی نہیں گھوڑے کو دو
کیا رکی نہیں زمین تک آئی ابھی زمین تک آئی تھی کہ اللہ نے جبرئیلؑ سے کہا جاؤ پروں کو
بچھاؤ۔ (صلوٰۃ)

اب جو مرحب قتل ہوا عنتر آیا یہ کتنے ہاتھ کا تھا یاسر آیا نو پہلوان آئے اور دم کے
دم میں بے دم ہو گئے یہودی گھبرائے جب یہودی گھبرائے تو سب نے مل کر علیؑ پر حملہ
کیا جب چاروں طرف سے علیؑ کو گھیر لیا۔ لیکن ذوالفقار بھی آج غصہ میں بل کھائی
ہوئی تھی لہر پر لہر دے رہی تھی اور رکنے کا نام نہیں لے رہی تھی آج ہی تو جوہر دکھانے کا
موقع ملا تھا میدان جو کھلا ہوا تھا سامنے قلعہ تھا اور قلعہ کو فتح کرنے کی تمنا تھی ذوالفقار
کے سینے میں۔ شمشیر کا دم شمشیر کے سینے سے باہر آ گیا تھا۔ تب ہی تو سب بے دم ہو
رہے تھے۔ یہودیوں نے گھیرا جب گھیرا علیؑ کے ایک ہاتھ میں سپر تھی ذوالفقار چلتی
جا رہی تھی چونکہ بُرجیوں سے تیر آ رہے تھے اس لیے علیؑ کو بار بار سپر سے روکنا پڑ رہا تھا
زرہ پہنے ہوئے نہیں تھے ایک کرتہ پہنے ہوئے تھے اس لیے تیر سے بچنا تھا اور ادھر

ذوالفقار کو سیدھے ہاتھ سے چلنا تھا اور ادھر یہودیوں نے چالاکی کی اور علیؑ کے اُلٹے ہاتھ پر تلوار کا وار کیا جب تلوار کا وار کیا اس نے چاہا تھا علیؑ کا یہ ہاتھ کٹ جائے لیکن سپر پر پڑا جب سپر پر پڑا تو سپر علیؑ کے ہاتھ سے چھوٹ گئی ابھی علیؑ نے چاہا تھا کہ رہوار کو روک کر سپر کو اُٹھالیں ایک دوسرا مکار یہودی آیا سپر کو لے کر قلعے میں بھاگا اور جب قلعہ میں بھاگا سپر لے کر تو جاتے ہی اس نے اشارہ کیا کہ قلعہ خیبر کو بند کرو۔ چالیس ایک دروازے پر چالیس ایک دروازے پر اسّی آدمیوں نے مل کر دروازہ بند کر دیا۔ جب علیؑ دروازے تک پہنچے دروازہ بند ہو چکا تھا سپر گر چکی تھی یہودی علیؑ کے تعاقب میں تھے کہ دروازے کے پاس علیؑ کو گھیر کر قتل کریں۔ سپر تھی نہیں علیؑ نے ایک بار بڑھ کر اپنی مٹھی کو اور بعض کہتے ہیں دوانگلیوں کو باب خیبر میں گاڑ دیا انگلیاں واپس نہیں آئیں در واپس آیا لیکن در ایسے واپس نہیں آیا پہلے علیؑ نے تین بار در کو ہلایا جب در کو ہلایا دیواریں ہلیں جب دیواریں ہلیں ایک قلعہ ہلا ساتوں قلعے ہلے حی بن اخطب سردار خیبر کی بیٹی تخت پر بیٹھی تھی منہ کے بل گری۔ کافی دیر تک علیؑ دروازے کو سپر بنائے رہے بس یہ حیرت کافی تھی اب کیا یہودی ٹھہرتے۔ اصحاب نے خود کہا کہ جب علیؑ نے اسّی گز کے فاصلے پر اسے پھینکا تو ہم آٹھ آدمی گئے کہ اسے ہلائیں۔ دیکھئے اب یہ راوی کی شرارت ہے آٹھ نہیں اسّی نے مل کر ہلایا دروازے کو ہلا نہیں سکے اب کون علیؑ سے پوچھے کیسے اُٹھالیا۔ دروازہ کیا تھا پتّا تھا علیؑ کے ہاتھ میں۔ میر انیسؔ نے کہا:-

لشکر نے تین روز ہزیمت اُٹھائی جب　　　بخشا علم رسولؐ خدا نے علیؑ کو تب
مرحب کو قتل کر کے بڑھا جب وہ شیرِ رب　　　در بند کر کے قلعہ کا بھاگی سپاہ سب

اُکھڑا وہ یوں گراں تھا جو در سنگ سخت سے
جس طرح توڑلے کوئی پتا درخت سے

دروازہ پھول کی طرح تھا۔اور پھر خندق میں کود گئے اس لیے کہ علیؑ سب کی پریشانی بھی دیکھ رہے تھے کہ دروازے کھل گئے مال نظر آرہا تھا بیچ میں تھی خندق آئیں تو کیسے آئیں۔علیؑ خندق میں اُتر گئے در کو ہاتھ میں لیا لشکر کو اشارہ کیا۔اور لشکر دروازے سے گذرنے لگا۔یہاں طاہر جرولی صاحب اعلی اللہ مقامہٗ ایک جملہ کہتے تھے بڑا خوبصورت جملہ ہے۔جب یہاں پر پہنچتے تھے کہ علیؑ کے ہاتھ پر پورا در اور اس پر سے لشکر گذر رہا ہے تو یہاں پر کہتے تھے یا علیؑ یہ پورا دروازہ اُٹھا کر خندق میں ڈال دیجئے یا علیؑ یہیں سے اُٹھایئے اور جہنم میں ڈالیے قصہ ختم۔

لیکن سب آ گئے آ بھی گئے اور جو ادھر ہیں وہ رسولؐ اللہ سے ابھی بھی علیؑ پر تنقید کر رہے ہیں یا رسولؐ اللہ ذرا علیؑ کو دیکھئے اتنا بھاری دروازہ ہاتھ پر اُٹھائے ہوئے ہیں اور اس پر لشکر ہے تو نبیؐ نے کہا تم ہاتھ کو دیکھ رہے ہو میں پیروں کو دیکھ رہا ہوں اب جو سب نے دیکھا تو علیؑ کے پیر زمین پر نہیں تھے بلکہ ہوا میں معلق تھے۔یا علیؑ اتنی طاقت کا مظاہرہ کیا تو پیروں کو زمین پر کیوں نہیں لگایا تو علیؑ جواب دیں گے میں بوتراب ہوں زمین کا سہارا نہیں لیتا۔نعرہ حیدریؑ

علیؑ کمر میں ذوالفقار لگائے ہوئے واپس آئے پیغمبرؐ کے پاس استقبال کو بڑھے کیا شان تھی علیؑ کی جب کمر میں ذوالفقار لگائے ہوئے واپس آئے ادھر لشکر علیؑ کی شان کو دیکھ رہا تھا ہر علیؑ جب آتا ہے میدان میں ذوالفقار لگائے ہوئے تو سب حیرانی سے دیکھتے ہیں مامون کا دربار تھا امام علی رضاؑ کا انتظار تھا علیؑ آئے کمر میں ذوالفقار لگائے ہوئے جب مامون کے دربار میں امام رضا علیہ السّلام آئے۔آپ کو معلوم ہے بعد کربلا اب ذوالفقار نیام میں دیکھی ہے برہنہ نہیں دیکھی لیکن نظر آئی۔کیوں آئے کیسے آئے عمامہ سیاہ شملے کاندھے پر زلفیں لہرا رہی تھیں چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح چمک رہا

تھا نور کی شعاعیں چہرے سے نکل رہی ہیں سبز قبا جس پر زریں کام بنا ہوا ایک بیل چوڑی آگے بنی ہوئی آستینیں چوڑی شاہی لباس پہنے ہوئے کمر میں پٹکا اور اس میں ذوالفقار بندھی ہوئی اب جو آپ کا شہزادہ دربار مامون میں آیا پورا دربار اٹھا استقبال کیلئے اٹھا کیا پوچھوں کہ اے اس عہد کے علیؑ آئے تھے دربار میں تو ذوالفقار لگا کر کیوں آئے۔ کہا وہ خیبر کا میدان تھا اس لیے میرے جد علیؑ ذوالفقار لے کر گئے آج کے میدان کو بھی ذوالفقار کی ضرورت ہے لیکن یوں فتح کروں گا کہ تلوار نکلنے کی نوبت نہیں آئے گی۔ دربار میں آئے تو عالموں سے دربار بھرا ہوا مامون نے کہا آج آپؑ کا عقد ہے میری بیٹی کے ساتھ کہتے ہیں ایران و عرب میں ایسا عقد نہیں ہوا ایسی شادی نہیں ہوئی جیسی مامون نے اپنی بیٹی اُم حبیبہ کی شادی کی۔ جشن تھا بہت زبردست جشن تھا بڑے بڑے علماء نے کہا ایک جوان سے شادی کی اپنی بیٹی کی۔ کہا یہ بہت بڑا عالم ہے روئے زمین پر۔ کہا کیا بات کرتے ہو کہا اسی لئے تو تم علماء کو بلایا ہے جو پوچھنا چاہتے ہو پوچھ لو۔ عیسائی یہودی مسلمان علماء۔ تو علیؑ صرف ذوالفقار لگا کر نہیں آیا تھا یہ بھی کہتا ہوا آیا تھا سلونی مجھ سے پوچھو جو پوچھنا چاہتے ہو۔ جو عالم بڑھا اس کو اسی کی کتاب سے جواب دیا عیسائی عالم بڑھا کہا آپ عیسیٰؑ کو مانتے ہیں کہا مانتے ہیں اس طرح نہیں مانتے جس طرح تم مانتے ہو۔ کہا کیا مانوں اس عیسیٰؑ کو جو نہ کبھی عبادت کرتے تھے نہ ان میں کوئی زہد تھا نہ کوئی تقویٰ تھا کیا مانوں ایسے عیسیٰؑ کو عالم ہو تو ایسا عالم۔ وہ عالم جو عاجز کر دے اسے صرف عالم نہیں کہتے ابھی بتا چکا اسے حکیم عالم۔ صرف عالم ہونا ضروری نہیں بڑا عالم وہ ہے جو حکیم عالم ہو۔ حکیم اسے کہتے ہیں جو اپنی دلیل سے عاجز کر دے یعنی اس کی دلیل پر دوسری دلیل نہ آسکے۔ اسے کہتے ہیں حکیم عالم ہمارے سارے آئمہؑ حکیم بھی تھے عالم بھی تھے دیکھئے کہا آپ کے قرآن میں ان کے زہد کا ان

کے تقویٰ کا ذکر لکھا ہوا ہے اور آپ یہ کہتے ہیں کہا اچھا نمازیں پڑھتے تھے عیسیٰؑ کہا ہاں۔ ہاں پڑھتے تھے کہا پھر کیوں کہتے ہو عیسیٰؑ خدا ہیں۔ ارے کسی کی عبادت کرتے تھے نہ تو خدا وہ ہے یا عیسیٰؑ خدا۔ کہا جس کو تم خدا کہتے ہو اس عیسیٰؑ کو نہیں مانتے ہم اس عیسیٰؑ کو مانتے ہیں جو اس کی عبادت کرتا تھا۔ عاجز کر دیا۔ روز گفتگو کرتے ایک دن دربار لگا تھا کہ ایک چور پکڑ کے لایا گیا مامون نے کہا اس کے ہاتھ کاٹ دو چوری کی اس نے اُس نے کہا تجھے کیا حق ہے کہ میرے ہاتھ کاٹے۔ کہا کیوں حق نہیں کہا تو تو خود چور ہے۔ بیت المال جس پر تو نے قبضہ کیا ہے وہ تیرا نہیں اور تو تو حکم دے بھی نہیں سکتا ہے اس لیے کہ تیرے باپ کے پاس جو بیت المال تھا وہ حق آلِ محمدؐ تھا اس نے چرایا اس بیت المال کی رقم سے تیری ماں کو جو کہ ایک کنیز تھی خریدا وہ مال اس پر حرام تھا حرام سے کنیز خریدی گئی اس کنیز سے تو پیدا ہوا تو اسلامی فقہ میں فیصلہ کیسے دے سکتا ہے وہ آئے جو پاکیزہ و اطہر ہو وہ فیصلہ دے کہ چور کے ہاتھ کٹیں گے۔ اب سمجھ میں آیا ہر کس و ناکس فقہ کے فیصلہ نہیں دے سکتا یہ حرام وہ حرام امامؑ کہے کہ ماتم حرام تو مانیں گے۔ امام مہدی (عج) آ کر کہیں کہ حسینؑ کا ماتم حرام ہے تب مانیں گے کم بختوں کے فیصلوں کو نہیں مانیں گے۔

اب آٹھویں امام میدان جنگ میں آ گئے اور مامون کو چُور نے شکست دے دی، جس میدان کے سردار کو ایک چور ہرا دے اس سے علیؑ کیا لڑیں گے۔ یہ آٹھواں علیؑ ہے جب چور نے کہا تو خود چور ہے تو وہ مڑا امامؑ کی طرف اور اس نے کہا آپؑ کیا کہتے ہیں یہ جو کچھ کہہ رہا ہے اس کے بارے میں، امامؑ مسکرائے اور یہ کہہ کر اُٹھے یہ ٹھیک کہتا ہے۔ اب دیکھا یہ بادشاہوں سے نہیں ڈرے اب سمجھ میں آیا مفہوم ولی عہدی کیا ہے اگر نائب تھے مامون کے تو اس طرح کہہ کر چلے جاتے یہ ہے عدل یہ ہے عدالت کہتے

ہیں کہ اسی دن سے دل میں دشمنی بیٹھ گئی اور اس نے طے کر لیا کہ قتل کر دیں گے اور پھر قتل کے حربے سوچنے لگا۔ خراسان جہاں آج روضہ ہے یہاں عالی شان باغ تھا اور یہاں انگور کی بیلیں لگی ہوئی تھیں۔ یہیں کے انار توڑے گئے اور ایک حکیم نے ہتھیلیوں پر زہر مل کر انار کے دانوں کو نچوڑا اور جام میں ملایا مامون نے کہا یہ ہمارے یہاں نئی فصل کے پھل ہیں اسے نوش فرمائیے۔ چند دانے اُٹھا کر امامؑ نے نوش کئے بس ایک گھونٹ شربت کیا لیا تھا۔ اک بار امامؑ اٹھے ہاتھ سے قبا کو ٹھیک کرنا چاہا تو ہاتھ کانپنے لگا غلام نے جلدی سے قبا کو درست کر دیا ابھی مڑے تھے حجرے تک پہنچتے پہنچتے چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا چہرے کا رنگ سبز ہو گیا مامون نے پوچھا کہ کہاں چلے بیٹھیے کہا جہاں تو نے بھیجا ہے وہیں جا رہا ہوں۔ بستر پر لیٹے تھے کہ حالت بگڑنے لگی شہادت کا وقت قریب آ گیا ابوصلت کو وصیتیں کیں سب کچھ بتایا کہ کہاں دفن کیا جاؤں گا کہاں قبر بنے گی ابوصلت حیران ہوا کہا سب تو خاندان آپؑ کا مدینہ میں ہے بیٹا آپؑ کا سات برس کا محمد تقی علیہ السلام بھی مدینے میں ہے۔ کہا گھبراؤ نہیں ابوصلت جب مامون ایک خیمہ لگوا دے اور اس میں میرا جنازہ رکھا ہو تو ایک بچہ آئیگا پردے کو ہٹا دینا وہ اندر جائے گا وہی مجھے غسل دے گا۔ غسل دے کر وہ پردہ ہٹا کر باہر آئے گا کہے گا نماز جنازہ پڑھو جنازہ تیار ہے۔ نماز جنازہ وہی بچہ پڑھائے گا۔ ابوصلت معصوم کو معصوم غسل دیتا ہے وہی نمازِ جنازہ پڑھاتا ہے گھبرانا نہیں۔ علیؑ ابن ابی طالبؑ کے اٹھارہ بیٹے اور اٹھارہ بیٹیاں تھیں اور اس کے بعد تاریخ میں صرف ساتواں امامؑ جس کے اٹھارہ بیٹے اور اٹھارہ بیٹیاں تھیں سب سے بڑے امام رضاؑ بھائیوں میں اور بیٹیوں میں فاطمہؑ سب سے بڑی جنہیں معصومۂ قم کہتے ہیں۔ جب بھائی رخصت ہوا تھا تو بہن حجرے میں رات بھر جاگتی رہی کبھی صحن خانہ میں کبھی دروازے تک کہتے ہیں یہ بہن بھائی کو بہت چاہتی تھی

جب بھائی کی بہت دن تک خبر نہ آئی تو بہن چلی مدینہ سے اور ابھی قم تک سواری پہنچی تھی کہ امام رضاؑ کی شہادت ہوگئی قم کا بادشاہ مومن تھا حاکم وہاں کا پورے شہر میں سیاہ جھنڈے لگے ہوئے تھے چھ بھائی بہن کے ساتھ آئے تھے اور یہ سارے بھائی شہید ہوئے اور چہل قبر میں جہاں آپ زیارت کرتے ہیں وہیں قبریں ہیں معصومۂ قُم کی عماری کا پردہ ہٹا تو دیکھا دور دور تک سیاہ جھنڈے لگے ہیں تو گھبرا کر پوچھا کہ کیا اس شہر کا سردار مر گیا سارا شہر سیاہ پوش کیوں ہو گیا ہے سب چپ کوئی کچھ نہیں بولتا۔ بہن ہے نا اکدم سے بھائی کے مرنے کی خبر کیسے دے دیں۔

سردار قم نے اپنی بیوی سے کہا سیدانی آ رہی ہے شہزادی آ رہی ہے بڑا اہتمام کرو ایک بڑا خیمہ لگوا دیا گیا چاروں طرف قناطیں لگیں سردار نے کہا جتنی تمہاری محلّے کی عورتیں ہیں خاندان کی عورتیں سب کو استقبال کیلئے بلا لو۔ عماری وہاں اُترے جہاں چاروں طرف پردے لگے ہوں عورتیں بی بی کو اُتاریں اور خیمے میں ایک مسند لگا دو گاؤ تکیے لگا دو شاہزادی کو شاہانا طریقہ سے بٹھانا اور سب ہاتھ جوڑے ہوئے کنیزوں کی طرح حلقہ کیے رہنا۔ لیکن خیال رہے سب کالے کپڑوں میں جانا بال کھلے رہیں پرملال چہرہ ہو۔ سردار کی بیوی نے سیاہ لباس پہنے تمام عورتوں نے سیاہ لباس پہنے جب عماری اتری تو بیبیوں نے حلقہ کیا عماری سے ہاتھ تھام کر سردار کی بیوی نے شہزادی کو اُتارا کئی کنیزیں آگے بڑھیں استقبال کیلئے ساری سیاہ پوش عورتوں نے حلقہ بنایا شہزادی کے گرد اور حلقہ میں لے کر شہزادی کو چلیں۔ کیا شان ہے کس شان سے امامؑ کی بہن جا رہی ہے اشقیاء کا نرغہ نہیں ہے ہاتھوں میں تازیانے نہیں ہیں بہت ہی اہتمام سے بہن کو عماری سے اُتارا گیا لیکن جب شہزادی اتری تو ایک ایک کا چہرہ دیکھا آنکھ سے آنسو بہہ رہے ہیں بال کھلے ہیں کہا تم لوگ سیاہ پوش کیوں ہو آنکھوں میں آنسو

کیوں ہیں کیا مصیبت تم لوگوں پر آئی ہے کہا شہزادی پہلے اس مسند پر بیٹھ جایئے شاہزادی مسند پر تشریف فرما ہوئیں پھر سردار کی بیوی کھڑی ہوئی ہاتھ جوڑے کہا شاہزادی ہم سب مل کر آپؑ کے بھائی کا پرسہ دیتے ہیں آپؑ کا بھائی مارا گیا۔ بے وطنی غریب الوطنی میں بھائی مارا گیا شہزادی بے ہوش ہوگئیں کہتے ہیں سترہ روز بھائی کو روئی سترہ دن کے بعد قم میں بہن مرگئی وہیں قبر بنی بہن بھائی کی شہادت سن کر برداشت نہ کرسکی۔ میں کہوں گا شاہزادی آپؑ نے بھائی کی شہادت کی خبر سنی آپ بے ہوش ہوگئیں اللہ ایک وہ بہن جو تلہ زینبیہ پر کھڑی ہوئی۔ اے پسر سعد یہ زہراؑ کا لال مرا ما نجایا اور اس کے گلے پر خنجر اور تو دیکھ رہا ہے۔ یہ ایک بہن یہ ایک بھائی یہ زینبؑ یہ بہن یہ ایک بھائی حسینؑ ایک بہن ایک بھائی وہ قید خانۂ شام وہ بھائی سید سجادؑ وہ بہن سکینہؑ ارے یہ محبت کرنے والا بھائی یہاں بہن کا لاشہ اور بھائی کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ارے یہ بھائی کیا کرے ہائے امام رضاؑ ہائے امام سجادؑ۔

---

# آٹھویں مجلس

بِسْمِ اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

ساری تعریف اللہ کے لیے درود اور سلام محمدؐ و آلِ محمدؐ کے لیے

خیال یہ تھا کہ جتنے بھی غزوات ہوئے ہیں سب کا ذکر ہو جائے گا لیکن خیبر نے اتنی مہلت نہیں دی چونکہ سب سے طویل سب سے اہم لڑائی پیغمبرؐ نے یہی لڑی اور لڑائیاں جو ہوئیں ان میں اتنے فوائد حاصل نہیں ہوئے جتنے خیبر میں حاصل ہوئے اس لیے سب لڑائیوں کی سرتاج ہے جنگِ خیبر۔

اور اسی لئے دیر لگی ہم کو درِ خیبر تک پہنچنے میں مولاؑ تو بہت جلدی پہنچے لیکن ہم ذرا دیر میں۔ میدانِ جنگ علیؑ کا میدان جنگ۔ صرف اتنا ہی نہیں کہ جنگ کا میدان جب تک لشکر اور پیغمبرؐ گھر واپس نہ آجائیں تب تک میدانِ جنگ۔ یہ بھی علیؑ نے سمجھایا کہ میدانِ جنگ اسلام کا کہاں تک ہے۔ خیبر وہ لڑائی ہے کہ جس جنگ کے بعد ایک خاتون نے کہا کہ اب ہم نے پیٹ بھر کے کھجوریں کھائیں گویا علیؑ کا میدان جنگ مسلمانوں کی بھوک کو بھی مٹاتا ہے علیؑ کا میدان جنگ مسئلہ بھوک کو بھی ختم کرتا ہے صرف تلوار نہیں چل رہی تھی بلکہ رزق بھی عطا کر رہا تھا صرف رزق نہیں جن کے پاس گھر نہیں تھے بعد خیبر ان کے گھر بنے اور صرف گھر نہیں بنے بلکہ در بنے اور در نہیں بنے بلکہ دروں میں جواہرات ٹکے اس لیے کہ خیبر میں اتنا سونا ملا اتنے جواہرات ملے اور جن کے پاس پہننے کو لباس نہیں تھے انھیں لباس ملے اس لیے کہ ایک قلعہ تو صرف

کپڑوں کے تھانوں سے بھرا ہوا تھا وہ قیمتی سامان ملا اس لیے کہ یہودی ذخیرہ اندوز
ہوتا ہے بنیا ہے بنیا۔ ساری عمر جمع کرتا ہے جو کچھ جمع کیا تھا عمر بھر میں ایسا لگتا ہے کہ
ساری محنت یہودیوں نے مسلمانوں کیلئے کی تھی۔ اب فارمولہ اُلٹ گیا ہے مسلمان
اکٹھا کرتے ہیں زرمبادلہ جب جمع ہو جاتا ہے تو سب یہودی لے جاتے ہیں اب
چاہے وہ راکٹ بنا کے اڑادے آسمانوں میں محنت مسلمانوں کی عیاشیاں یہودیوں کی
پیغمبرؐ نے اسی لئے خیبر بتائی تھی کہ تم کو یہ نہیں کرنا ہے کہ تم احمق بن جاؤ اور یہودی تمہیں
لوٹے بلکہ اگر یہودی کلمہ نہ پڑھے جزیہ نہ دے اس کو لوٹو۔ تم آقا ہو یہودی آقا نہیں علیؑ
کے میدانِ جنگ نے یہ بھی سمجھایا کہ تمہیں اپنا سفر یہودیوں کے ساتھ اس دنیا میں کیسے
طے کرنا ہے اور ابھی تک مسلمان زبانی تو بہت کچھ کہتے ہیں یہودی بہت برا ہے لیکن
دوستیاں نہیں ختم ہوتیں اور دوستی میں بھی اپنے حقوق جو اسلامی ہیں ان کو بھی نہیں دیکھا
جاتا یہ بڑے مسئلے ہیں اور یہ مسئلے خیبر ہی حل کرسکتی ہے مالدار ہو گئے خیبر کے بعد غربت
ختم ہوگئی تو مادّی نقطۂ نظر سے اس پر سب کو خوش ہونا چاہیئے کہ سب کو فوائد پہنچے اب ہم
اگر خیبر کے رموز اور فضیلتِ علیؑ بیان کریں تو اس میں کسی کو بولنے کا حق نہیں آپ کو
دولت ملی آپ کو مال ملا اسلام کو دولت ملی اسلام کے پاس مال آ گیا پریشانیاں اسلام کی
دور ہوگئیں اور وہ سب اپنی جگہ ہم کو فضیلت علیؑ پڑھنے دیجیئے ہم نے خیبر سے مال نہیں
چنا ہم نے فضیلتِ علیؑ کی دولت چنی وہ مال ختم ہوا جو مال خیبر سے آیا تھا وہ مال اب نہ رہا
علیؑ کی فضیلتوں کی دولتیں آج بھی تقسیم ہو رہی ہیں لوگ دہن میں ان موتیوں کو آج بھی
بھر رہے ہیں اب یہ اللہ کی مرضی تھی کہ جو فاتح ہے اس کے ناز صفحۂ گیتی تک پہنچ رہے
ہوں اور جبرئیلؑ کو اللہ کا حکم ہو کہ پروں کو بچھا دو ورنہ آج کہیں ایسا نہ ہو کہ زمین تقسیم ہو
جائے۔ تاریخ نے اس پر بحث شروع کی کہ جب ضرب علیؑ اتنی شدت سے آ رہی تھی تو

جب پر جبرئیلؑ تک آئی تو کیا ضرب جبرئیلؑ کے پروں کو لگی۔ مورخین نے کہا ہاں تین پر جبرئیلؑ کے کٹ گئے ایسی شدید ضرب تھی علیؑ کی۔ تو ایک دوسرا اٹھا اور کہا کہ ایسا کیسے ہو سکتا ہے کہ معصوم کی ضرب سے جبرئیلؑ کے پر کٹ جائیں، جو امینؑ بھی ہے، جو سید الملائکہ ہے اس کے پر کیسے کٹ سکتے ہیں بس جناب بات تھی پر کی تو بحث چلی بے پر کی اور جب یہ بحث چلی تو علماء نے بھی اس بحث کو منبر سے کسی نہ کسی صورت سے پیش کیا تو خطیب اعظم مولانا سبط حسن صاحب اعلیٰ اللہ مقامہٗ جو بانیٔ خطابت ہیں کہتے ہیں اُن کا جیسا خطیب اب تک پیدا نہ ہوا جو پہلے خطیب ہیں ہماری خطابت کے ان سے بھی یہ سوال ہوا کہ کیا جبرئیلؑ کے پر کٹ گئے تھے خیبر میں۔ نزاکت یہ تھی کہ مجلس میں ہمیشہ دو طرح کے لوگ شریک ہوئے کوئی بھی بحث ہو تو ہمیشہ موافق اور مخالف مل جائیں گے۔ تو ظاہر ہے کہ مولانا کو تو معلوم ہے کہ دونوں طرح کے لوگ بیٹھے ہیں ایک وہ جو کہتے ہیں کہ پر کٹ گئے ایک وہ جو کہتے ہیں کہ نہیں کٹے پر۔ تو انھوں نے کہا کہ صاحب علیؑ کی ضرب اتنی شدید تھی کہ جبرئیلؑ کے پر کٹے پر نہیں کٹے اس میں بہت نزاکت ہے اگر کہتے ہیں کہ پر نہیں کٹے تھے تو ضرب شدید نہیں تھی اگر کٹے تو معصوم کے پر کیسے کٹے تو انھوں نے دلیل دی انھوں نے کہا کہ آپ یہ سوچ رہے ہونگے کہ جبرئیلؑ کے پر کٹے پر نہیں کٹے تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ دو کام ایک ساتھ ہو جائیں تو یہ اس کے اختیار میں ہے کہ انسان دو کام ایک ہی وقت میں دو کام جو ایک دوسرے کے مخالف ہوں انسان نہیں کر سکتا تضاد کو اس طرح جمع نہیں کر سکتا لیکن اللہ کے اختیار میں ہے تو انھوں نے دلیل دی کہ ابراہیمؑ نے اسماعیلؑ کے گلے پر چھری رکھ دی اور جب چھری رکھ دی تو چھری چلی اور جب چلی تو نشان بنا اور نشان بنا مگر ذبح نہیں ہوئے اور ذبح نہیں ہوئے مگر ذبیح اللہ ہو گئے۔

ذبح ہوئے اور نہیں بھی ہوئے۔ جبرئیلؑ کے پر کٹے پر نہیں کٹے جبرئیلؑ نے فخر کیا کہ میں نے ضربت علیؑ کے وزن کو محسوس کیا اور چونکہ معصوم ملک ہے اس لیے چھری نہیں چلی باپ چلا رہا تھا بیٹے پر تو معصوم معصوم پر چھری کیسے چلائے نہیں سمجھے ضرب معصوم کی لگ رہی ہے معصوم کو، بحث یہ ہے لیکن ایسا ہو سکتا ہے اسی بات سے میں دلیل دیا کرتا ہوں کہ آپ جب شبیہ بنتے ہیں زنجیر یا قمع کے ماتم میں کسی شہید کی قمع لگا کر زنجیر لگا کر اپنے آپ کو زخمی کرتے ہیں تو میں یہ بھی دلیل دیا کرتا ہوں کہ اپنے ہاتھ سے اپنے کو زخمی کرنا تو ابراہیمؑ سے خیبر تک دلیل موجود ہے کہا اپنے آپ پر تلوار چلائی جا سکتی ہے کیا اپنے آپ پر خنجر چلایا جا سکتا ہے تو بیٹا تو اپنا جسم ہوتا ہے اپنی روح ہے اپنی پشت ہے اپنا سینہ ہے جب باپ بیٹے کی گردن پر چھری رکھ سکتا ہے یعنی اپنے آپ پر چھری رکھ کر چلا سکتا ہے تو ہم تلوار اپنے سر پر کیوں نہیں رکھ سکتے۔ بھئی دیکھا یہ جا رہا ہے کہ نیت قربانی کی ہے۔ یہ نہیں دیکھا جاتا کہ کونسا کام کیسے ہو رہا ہے نیت دیکھی جاتی ہے جب یہ کہہ دیا کہ کاش روز عاشورہ اے حسینؑ ہم آپؑ کے ساتھ ہوتے تو یہ قمع یہ زنجیر یہ ماتم یہ بتا رہا ہے کہ جملہ زبانی نہیں ہے اور یزید کے لشکر میں نہ ہوتے۔ تلوار کھانا آسان نہیں ہے نہ کہ اپنے ہاتھ سے مار لینا۔ (صلوٰۃ)

علیؑ کی ضرب چلی جبرئیلؑ نے پر بچھایا۔ خیبر ختم ہوئی سونا بٹا اسی میدان جنگ میں بٹا اور نبیؐ نے کہا علیؑ کے ہاتھ سے بٹے گا اور ہر مسلمان نے کہا کہ ہم سب نے علیؑ کی اس مٹھی کے دیئے ہوئے سونے کو گھر میں لا کر تولا تو سب کا حصہ برابر نکلا۔ یعنی علیؑ کا میدانِ جنگ عدل کو بھی قائم کرتا ہے۔ علیؑ کا ایک نام ہے قسیم قسیم کے معنی بانٹنے والا قسیم اسے کہتے ہیں جو برابر برابر تقسیم کرے۔ یعنی کسی کا حصہ کم زیادہ نہ ہو قسیم النار والجنۃ جس کی جتنی جنت اس کی اتنی جنت جس کی جتنی نار اس کی اتنی نار علیؑ تقسیم

کریں گے کم زیادہ نہ ہوگا اسی لیے عباس بن ربیعہ آئے میدانِ جنگ میں صفین کے۔ کہا علیؑ کی طرح لڑ رہے ہو تو سردار لشکر نے کہا نہیں اگر یہ پتہ لگانا ہے کہ یہ علیؑ ہیں تو لاشوں کو اُٹھوالو اور وزن کرو دونوں حصوں کو اگر جسم کے دونوں حصے برابر ہیں تو یہ علیؑ ہیں اور اگر ذرا سے بھی کم اور زیادہ ہیں تو پھر یہ علیؑ نہیں ہیں تو علیؑ جب اپنی تلوار سے تقسیم کرتے تھے تو دونوں حصے برابر ہوتے تھے۔ یہ علیؑ کا میدانِ جنگ ہے تو نبیؐ نے کہا مالِ غنیمت علیؑ اپنے ہاتھ سے تقسیم کریں گے ابھی میدان جنگ ہے خیبر کا کہ اطلاع ملی پیغمبرؐ کو کہ چودہ برس کا بچھڑے ہوئے بھائی جعفرؑ حبشہ سے واپس آرہے ہیں۔ مدینہ آئے تو پتہ چلا پیغمبرؐ خیبر میں ہیں تو کہا مجھے مدینہ اچھا نہیں لگ رہا ہے بغیر پیغمبرؐ کے۔ میں یہاں نہیں رکوں گا میں خیبر جارہاہوں اور سیدھے خیبر آئے اور جب پیغمبرؐ کو پتہ چلا کہ جعفرؑ آرہے ہیں تو پیغمبرؐ نے کہا تمام مسلمان استقبال کو جائیں۔ دیکھئے مال بکھرا پڑا تھا مال غنیمت تقسیم ہورہا تھا مگر پیغمبرؐ نے سارا مال چھوڑا اور استقبال جعفرؑ کو چلے۔ ادھر جعفرؑ کو جب پتہ چلا کہ پیغمبرؐ پیدل آرہے ہیں تو جعفرؑ سواری سے اتر گئے۔ ادھر سے جعفرؑ چلے ادھر سے پیغمبرؐ چلے۔ ان کے پیچھے حیدرؑ چلے ایک مقام پر ایک منزل پر بھائی نے بھائی کو دیکھا دوڑ کر جعفرؑ کو باہوں میں لے لیا خیال رہے برابر کے قد تھے جعفرؑ کا قد بھی بڑا حسین تھا رسولؐ کا قد بھی بڑا حسین تھا اور پیغمبرؐ کے قد کا یہ معجزہ ہے کہ اگر لاکھوں میں کھڑے ہونگے تو سب کے قد سے ایک بالشت اوپر پیغمبرؐ کا قد نظر آئے گا اور پیغمبرؐ کے مقابل جب بھی ابوطالبؑ کا کوئی بیٹا آیا تو پیغمبرؐ کی پیشانی کا بوسہ لیا اور جعفرؑ کو اپنی ایک بانہہ میں لے کر جعفرؑ کے شانے پر اپنے ایک شانے کو رکھا اور دوسری طرف مڑ کر حیدرؑ کو دیکھا اور دوسرا ہاتھ حیدرؑ کے شانے پر رکھا اب منظر یہی لکھا مورخ نے کہ کبھی جعفرؑ کی طرف دیکھا کبھی حیدرؑ کی طرف دیکھا اور حدیث بیان کی کہ مجھے ۱۴ سال کے

بعد حبشہ سے جعفرؑ کی واپسی کی زیادہ خوشی ہے یا خیبر کی فتح کی زیادہ خوشی ہے۔(صلوٰۃ)

کون بتائے کہ فتح خیبر کو جعفرؑ کے کارنامے کے برابر کر دیا ورنہ پتہ کیسے چلتا کہ ابو طالبؑ کا دوسرا بیٹا کتنا بڑا کام کر کے آیا ہے نہیں سمجھے آپ یعنی دونوں کاموں کو برابر کر کے یہ بتایا کہ یہ جو کچھ ہوا ہے یہ سب ابو طالبؑ کے بیٹوں کے کارنامے ہیں، رسولؐ اللہ اور مال غنیمت کی طرف جب واپس آئے تو جتنا جتنا حصہ سب کو مل رہا تھا اتنا ہی حصہ اٹھا کر جعفرؑ کو دے دیا تو مورخ نے لکھا کہ پہلی بار ایسا ہوا کہ جو جنگ میں شریک نہیں ہوا اس کو بھی اتنا ہی ملا جتنا سارے مجاہدوں کو ملا۔ تو سمجھو تو امت اور ہے گھر والے اور ہیں۔ گھر والے اور نہ ہوتے تو پیغمبرؐ دونوں بھائیوں کو ہاتھوں میں لیکر دونوں کے سر اپنے سینے سے لگا کر کچھ دیر تک کھڑے ہو کر فرشتوں کی نگاہ میں تصویر نہ کھنچوا رہے ہوتے۔ خیبر کے میدان میں تین بھائیوں کی تصویر کھنچی جو مومنین کے دل پر نقش ہو گئی کیا ضرورت تھی کہ دو جوانوں کو بانہوں میں لے کر اتنی دیر کھڑے رہیں بتایا کہ میرے پہلو میں دو جوان اچھے لگتے ہیں۔(صلوٰۃ)

جنگِ خیبر فتح ہوئی اور تاریخی انعام دیا کیا انعام کہ تمہارے چاہنے والے کامیاب۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ انھیں جنتوں میں حکومتیں ملیں ہیں ان کے سر پر تاج ہیں اور وہ منبرِ نور پر بیٹھے ہیں منبر ہوتا ہی علیؑ کے چاہنے والوں کا ہے۔ وہاں بھی یہاں بھی۔ یہ انعام علیؑ کو تھا فتح خیبر کا۔ دوسرا بھائی تبلیغ کر کے اسلام پھیلا کر چودہ برس کے بعد آیا تو اس بھائی کو انعام دیا کہا اے جعفرؑ تمہیں بھی آج فتح خیبر کے دن ایک انعام دیتے ہیں تمہیں ایک نماز بتاتے ہیں۔ اور وہ نماز یوں پڑھی جائے گی اور جو بھی اس نماز کو پڑھے گا ابھی مصلے سے نہیں ہٹے گا کہ مراد آئے گی۔ وہی نماز نمازِ جعفر طیارؑ کے نام سے مشہور ہے اس کی تفصیلات کتابوں میں اس لیے نہیں تھیں کہ اردو میں فارسی میں عربی میں اب تک

کسی نے جعفر طیارؓ پر کتاب نہیں لکھی۔ باتیں کرنا اور ہیں کام کرنا اور ہے۔ پہلی بار میں نے جعفر طیارؓ کی سوانح حیات لکھی چھپ گئی ہے لیکن پہلی کتاب ابھی پریس سے آئی ہے انشاء اللہ آپ چاہیں گے تو کتاب مل جائے گی اس میں مَیں نے پہلی بار نمازِ جعفر طیارؓ پڑھنے کا طریقہ دے دیا اس لیے کہ یہ نماز دوپہر میں ظہر اور عصر کے درمیان پڑھی جاتی ہے جلالی نماز ہے اور جب بھی کوئی مایوسی ہو کسی بھی مسئلے میں کسی کو تو اس نماز کو پڑھ کر دیکھے یہ نماز پیغمبرؐ کی عطا کی ہوئی جعفرؓ کو ایک تحفہ ہے دیکھئے نماز کی قبولیت سے پتہ چلتا ہے کہ پیغمبرؐ نے جعفرؓ کی محنت کے صلہ میں کتنا بڑا انعام و اکرام دیا ہے اگر بے اثر ہو جائے وہ نماز تو پھر جعفر کی تبلیغ کا محنت کا گویا اثر ختم ہو گیا اور میں نے آزمایا ہے اتنی عظیم نماز ہے جب دل چاہے آپ اس نماز کو پڑھ کر دیکھیں علیؑ کا میدانِ جنگ اور نماز۔ نماز سمجھ میں نہیں آتی سوائے اس گھر کے۔ عالم اسلام کی کسی اور شخصیت کا نام لے کر بتائیے نمازِ فلاں۔ نماز تو خدا کی ہوتی ہے نمازِ الٰہی نمازِ خدا۔ پیغمبرؐ نے یہ بھی بتایا نمازِ فاطمہ زہرؑا بھی ہوتی ہے نمازِ جعفرؓ طیار بھی ہوتی ہے۔ یہ عظمت سامنے رکھی تھی آج میرے ذہن میں یہ نکتہ آیا نمازِ جعفرؓ طیار۔ ایک نماز علیؑ کو بھی دی یہ کیا ہے اللہ نے کہا بھی نہیں پیغمبرؐ نماز تو ہماری ہوتی ہے یہ جعفرؓ کو دے دی ایک میری کنیز خاص کو دے دی اب انھیں کے نام سے پکاری جائے گی ہاں نماز وہی نماز ہے جوان کے نام سے پکاری جائے۔ نماز کا اپنا کوئی نام کہاں ہے۔ نماز کا تو اب تک نام ہی نہیں رکھا گیا نماز تو فارسی لفظ ہے اور یہ زرتشتیوں کے عبادت کے طریقے کا نام ہے آتش پرست لوگ آگ کے سامنے بیٹھ کر روتے تھے جب وہ آگ کے سامنے بیٹھ کر روتے تھے تو اسے کہتے تھے نم آز۔ نم کہتے ہیں آنسوؤں کو آز کہتے ہیں آگ کو۔ ہم آنسوؤں سے آگ بجھا رہے ہیں یعنی حسد کی آگ بجھا رہے ہیں بدعت کی آگ بجھا رہے ہیں گناہوں کی آگ بجھا

رہے ہیں تو یہ ہے۔نم آز۔ ایرانی جب آئے تو پیغمبرؐ نے کہا الصلوٰۃ تو انھوں نے کہا
ہمارے یہاں تو الصلوٰۃ نماز کو کہتے ہیں سارے ایرانی بولنے لگے ہم نماز پڑھنے
جارہے ہیں ہم نماز پڑھنے جارہے ہیں ہر وقت اُٹھتے بیٹھتے سلمان فارسی بولتے ہم نماز
پڑھنے جارہے ہیں تو سب نماز بولنے لگے اب کوئی الصلوٰۃ نہیں کہتا اب سب نماز کہنے
لگے۔تو اب سمجھ میں آیا کیا ہے نماز مختصر ترین تعارف یہ ہے نماز کا۔ دو بھائیوں کا عمل
ایک محمدؐ دوسرا علیؑ ایک نے پڑھائی دوسرے نے پڑھی تب سمجھ میں آئی کیا ہے نماز اس
سے پہلے کسی نے کسی کو پڑھتے نہیں دیکھا پہلی بار پیغمبرؐ نے پڑھی نہ جائیں پیچھے علیؑ تو نماز
نہیں بنتی پیغمبر کھڑے ہوئے نماز پڑھنے تو پہلی بار پیچھے علیؑ آ گئے ظہر کا وقت تھا پیغمبرؐ
کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے اب سارے کفار دیکھ رہے تھے ادھر پیغمبرؐ آئے۔ پیچھے
بارہ سال کا ایک لڑکا آیا اور برقع پوش ایک خاتون آئیں منظر لوگوں نے یہ دیکھا تین
آدمی کعبہ کے سامنے پیغمبرؐ چچازاد بھائی علیؑ رسولؐ کی زوجہ خدیجہؑ اور منظر یہ دیکھا کہ کافی
دور پر ابو طالبؑ تلوار لیے ہوئے ٹہل رہے ہیں بھئی قرآن کی آیت جا کر پھر سے پڑھ
لیجئے گا نماز قائم کرو پڑھنا اور ہے قائم کرنا اور ہے پڑھی پیغمبرؐ نے قائم ابو طالبؑ نے
کی۔ پہلے پیغمبرؐ نے پڑھا اور قائم کیا ابو طالبؑ نے۔تلوار لیے ٹہل رہے ہیں کفار دہل
رہے ہیں۔ یہ کیا عمل ہے پہلی بار یہ دونوں عمل دیکھے خیبر علیؑ کا میدان کارزار نماز
جماعت ابو طالبؑ کا میدان جنگ۔بات سمجھے نہیں غزوات میں آدھا لشکر نماز پڑھتا تھا
آدھا لشکر جنگ کرتا تھا برستے تیروں میں نماز ہوتی تھی قرآن کی آیت۔آیت ابھی
آئی نہیں ابو طالبؑ نے عمل کر کے دکھایا آدھا لشکر نماز پڑھ رہا ہے آدھا لشکر حفاظت کر
رہا ہے آدھے لشکر میں محمدؐ علیؑ خدیجہؑ نماز پڑھ رہے ہیں آدھا لشکر ابو طالبؑ حفاظت کر
رہے ہیں۔نماز ہو رہی ہے اور دشمن سے حفاظت کیلئے ابو طالبؑ حفاظت کر رہے ہیں

اور ایسے میں جعفرؑ آ گئے کہا بیٹا دیکھو تمہارا بھائی کیا کر رہا ہے کہا جاؤ تم بھی جا کر جماعت کی تعداد کو بڑھا دو پھر بتاؤں اگر ابوطالبؑ کی اولاد نہ ہو تو نماز جماعت نہیں بنتی ابوطالبؑ کے گود کے پالے نے نماز پڑھنا بتایا۔ ابوطالبؑ کی گود کے پالوں نے جماعت بنانا بتایا کس کی ہمت تھی جس جماعت میں جعفرؑ، حیدرؑ ہوں تو جماعت پر حملہ کر دے۔ یہ ابوطالبؑ تلوار لئے کیوں گھوم رہے ہیں بھتیجے کی حفاظت کیلئے بیٹوں کی حفاظت کیلئے نہیں جو بیٹوں کو محمدؐ کی قتل گاہ پر لٹا دے وہ بیٹوں کی حفاظت کے لئے تلوار لے کر نہیں گھومے گا اب پتہ چلا ابوطالبؑ نے بتایا اگر میرے گھر کی بہو گھر سے باھر نکلے تو مرد تلوار لے کر ساتھ چلتا ہے عورت اکیلے نہیں جاتی۔ (صلوٰۃ)

علیؑ کا میدانِ جنگ اور نماز۔ ہے کسی میں مجال کہ اگر کسی سے پوچھا جائے کہ میدانِ جنگ میں نماز کیا ہے تو علاوہ اہلِ بیتؑ کے اور کوئی سمجھا سکتا ہے۔ کہہ تو دیا شکوہ میں اقبالؔ نے:۔

کلمہ پڑھتے تھے ہم چھاؤں میں تلواروں کی

کہنا آسان ہے ہوئی کوئی ایک نماز بھی تو میدانِ جنگ کی دکھاؤ۔ تو اب اگر نماز کے رُخوں کو دکھائیں تو کسی مسلمان کو حق نہیں کہ اعتراض کا گوشہ تلاش کرے ان کا عمل دیکھو جوان کا عمل (تمہاری مرضی سے عمل نہیں ہوگا) اور وہی وقت تھا کہ خیبر کی واپسی پر مقام صہبا پر پیغمبرؐ پر وحی کے آثار نمودار ہوئے کہ ایک بار دوڑے علیؑ پیغمبرؐ کو ہاتھوں پر لیا سر کو زانو پر رکھا اتنی دیر تک وحی آتی رہی کہ سورج غروب ہو گیا عصر کا وقت نکل گیا جب پیغمبرؐ پر وحی آ چکی آنکھیں کھولیں کہا علیؑ عصر کی نماز پڑھی کہا ہاں آنکھوں کے اشارے سے پڑھی، نماز پڑھی جاتی ہے نا رکوع اور سجدے سب پلکوں کے اشارے سے ہوتے ہیں کہا نہیں علیؑ اُٹھو میرے سامنے نماز پڑھو ارے رات کے آثار تھے پڑھو اور اک بار

پیغمبرؐ نے کچھ پڑھ کر اشارہ کیا اے آفتاب پلٹ میرے علیؑ نے ابھی نماز نہیں پڑھی آفتاب پلٹا پھر دن آیا علیؑ نے نماز پڑھی ادھر علیؑ نے نماز ختم کی آفتاب ڈوب گیا کہ جیسے کوئی آگ کا گولہ سمندر میں گرے۔۔۔(صلوٰۃ)

اسے کہتے ہیں ردِ شمس اور جب آپ خیبر سے مدینہ کی طرف واپس آئیں تو مسجدِ ردِّ شمس بنی ہوئی ہے ہر شیعہ سنی نے پیغمبرؐ کا یہ معجزہ لکھا کہ پیغمبرؐ نے علیؑ کیلئے آفتاب کو پلٹایا۔اس میں کیا کوئی بحث کرے گا کہ علیؑ کی نماز قضا ہوگئی قضا کیا چیز ہے قضا تو علیؑ سے بھاگتی ہے۔آپ اس پر کیا بحث کریں گے جنہوں نے دی ہے نماز اِس پر کج فکر کوئی ایسی بات دیکھ لے ماسٹر مین تو آپ ہیں نہیں تو آپ ماسٹر سے کہیں گے تجھے یہ نہیں معلوم کہے گا بڑا نا خلف شاگرد ہے جب تجھے راز نہیں معلوم تو اعتراض کیا کر رہا ہے۔یہی بات سمجھانے کیلئے موسیٰؑ کے پاس خضرؑ کو بھیجا گیا تھا۔بچے کو قتل کر دیا موسیٰؑ گھبرا گئے کہ اچھے خاصے کھیلتے ہوئے بچے کو قتل کر دیا تو جب موسیٰؑ جیسا نبی خضرؑ جیسے عالم پر اعتراض کر دیتا ہے تو گدھے عالم اگر علیؑ پر اعتراض کر دیں تو۔۔۔ارے جب موسیٰؑ صبر نہ کر سکیں تو تم کیا صبر کر سکو گے علیؑ کے معاملے میں علم کے معاملے میں بے صبری نہیں چلتی صبر چاہیئے کہ پتہ لگاؤ علم کی تھاہ کیا ہے تو موسیٰؑ نے کہا کیا بات تھی تو خضرؑ نے کہا بڑا ہو کے اپنے والدین کو تکلیف پہنچانے والا تھا۔اس لیے قتل کر دیا۔حقوق والدین کی حفاظت کی تھی خضرؑ نے۔موسیٰؑ کی سمجھ میں نہیں آیا تو آپ کی بھی سمجھ میں نہیں آئے گا کہ علیؑ نے کیا کیا،ںؑ نے بتایا کہ یہ وحی کیا ہے نماز آئی کیسے بذریعۂ وحی آئی بھیجتا کون ہے اللہ۔اللہ نے کہا میری عبادت کرو۔جب وحی آ رہی ہو اور پیغمبرؐ کی اطاعت کی منزل آ جائے سر زانو پر ہے کیا سر کو ہٹا کر نماز پڑھنے لگتے تو تاریخ میں علیؑ وہابی لکھا جاتا۔۔۔اب یہ لکھا گیا کہ محبِ رسولؐ تھے اطاعت رسولؐ میں کامل تھے۔دو چیزیں ٹکرا

گئیں اطاعت نبی اور نمازِ علیؑ نے بتایا کہ اطاعتِ نبیؐ افضل ہے نماز سے۔ جب اطاعت نبیؐ نہیں تو نماز کیا سمجھ میں آئے گی ارے جب نبیؐ سے بھاگو گے تو وہ بتائے نماز پڑھو تو تم سنو گے کب تم تو بھاگ گئے۔ نہیں سمجھے۔ یعنی نبیؐ مانگ رہے ہیں وہ کہہ رہے ہیں قلم کاغذ لاؤ یہ کہہ رہے ہیں ہذیان ہو گیا جب آپ نبیؐ کو نہیں مانیں گے وہ لاکھ کہیں نماز پڑھو آپ کہیں گے ہذیان ہو گیا۔ سمجھو تو پہلے اطاعت لازم ہے اطاعت کامل ہو جائے تب جو نبیؐ کہے گا اس پر عمل کرو گے تو وہ جائز۔ علیؑ نے یہ سکھایا نہ علیؑ کی نماز قضا ہوئی یہ آپ کو سکھانے کیلئے تھا معجزہ اور اس میں ایک ادا تھی وہ ادا یہ تھی کہ ہمیشہ علیؑ وقت نماز کا انتظار کرتے تھے۔ اللہ کو یہ کہاں منظور کہ یہ انتظار کرے وقت نماز کا یہ ہمارے محبوب کا محبوب ہے تو آج نماز سے اللہ نے کہا اب تو آج علیؑ کا انتظار کر۔ بھئی کیا یا نہیں کیا۔ روز علیؑ نماز کو پڑھتے تھے آج نمازِ علیؑ کو پڑھ رہی تھی۔ پڑھ لے علیؑ کو تا کہ تو نماز بن جا۔ تو خیبر میں جعفرؑ کو نماز انعام میں ملی تو آج نماز کو علیؑ انعام میں ملا۔ یہی وجہ ہے کہ کعبہ میں ایک آدمی نماز پڑھ رہا ہے خضوع اور خشوع کے ساتھ جب وہ پڑھ چکا تو علیؑ نے اسے بلا لیا کہا خوب نماز پڑھی نماز اور کعبہ میں اور خضوع اور خشوع کے ساتھ لیکن یہ تو بتا کہ تو نے جو کچھ ابھی پڑھا اس کے باطن سے بھی واقف ہے کہا کیا نماز کا بھی باطن ہے میں تو ظاہر ہی ظاہر سمجھتا تھا۔ جو ظاہر سمجھ کے پڑھتے ہیں وہ ظاہرداری کرتے ہیں نماز کے باطن کو بھی تو سمجھو۔ آپ نے فرمایا میرے پیغمبرؐ پر کوئی تنزیل ایسی نہیں ہوئی جس کی تاویل نہ ہو۔ نماز بھی تنزیل ہے اس کی بھی تاویل ہے اس نے ہاتھ باندھ کر کہا نماز کا ظاہر تو یہ عمل ہے جو میں نے ابھی کیا مولا نماز کا باطن کیا ہے، علیؑ نے کہا ظاہر نماز کا قیام ہے سجدہ ہے رکوع ہے باطن میں ہوں علیؑ۔ اگر میں نہیں تو نماز نہیں۔ یقین کے ساتھ پڑھو نماز۔ یقین سے پڑھنے کیلئے اہلِ بیتؑ کو دیکھو

کہ کیسے پڑھتے تھے نماز۔ چوتھے امامؑ نماز پڑھ رہے ہیں راوی نے کہا آپ سے زیادہ نماز پڑھتے کسی کو نہیں دیکھا۔ کہا لاؤ صحیفۂ فاطمہؑ کہا پڑھ علیؑ میرے دادا نماز کیسے پڑھتے تھے میں تو اس کا ذرہ برابر ادائیگی نہیں کر سکا جیسی نماز میرے دادا علیؑ نے پڑھ دی۔ کائنات میں آدمؑ سے لے کر خاتم تک علیؑ جیسی نماز کسی نے نہیں پڑھی۔ صرف میدانِ جنگ کا مجاہد نہیں محراب عبادت کا عابد بھی ہے علیؑ۔ اور مسجد میں نماز پڑھنا آسان ہے صفین میں برستے تیروں میں جیسے ہی نماز کا وقت آیا علیؑ نے تلوار روکی یہ ہے علیؑ کا میدانِ جنگ۔ تلوار روکی کہا مالک اشتر اذان دو کہا مولا شدت کی گھمسان کی لڑائی ہے دشمن بڑھتا چلا آ رہا ہے آپ نماز کیلئے کہہ رہے ہیں کہا مالک لڑ کس لیئے رہا ہوں ابھی ہو گی نماز۔ یوں ہی نہیں اقبالؔ نے کہہ دیا۔ علیؑ نے اس گھمسان میں نماز پڑھ کر اور پڑھا کر بتایا یعنی دونوں عمل بتائے۔ اقیموا الصلوۃ نماز قائم کرو نماز قائم کرنے والے ابو طالبؑ ہی یا علیؑ۔ اس گھرانے نے تو حق ادا کر دیا۔

ادھر پیغمبرؐ ٹھہرے اور سردار خیبر کی بیوی نے کہا منت مانی تھی کھانا کھا لیجئے ادھر جبرئیلؑ نے آ کر بتایا بکری کے گوشت میں زہر ملایا گیا ہے ہاتھ نہیں لگایئے دسترخوان پر لیکن صحابی رسولؐ بُریدہ نے اُٹھا کر کھا لیا بغیر پیغمبرؐ سے پوچھے علیؑ اُٹھے ناراض ہو کر کہا بُریدہ تمہیں نہیں معلوم دسترخوان پر جب نبیؐ بیٹھا ہو تو سبقت نہیں کرتے تم نے نافرمانی کی۔ بُریدہ ناراض ہو گئے علیؑ باہر چلے گئے جلال میں جانا تھا کسی کام سے علیؑ کو چلے گئے بریدہ نے کھانا کھایا زہر نے اثر کیا دم توڑا مر گئے غسل ہوا جنازہ تیار ہوا جنازہ رکھا گیا خیبر کے میدان میں۔ نبیؐ سے اصحاب نے کہا نمازِ جنازہ پڑھا دیجئے صفیں بن گئیں جماعت تیار ہو گئی نبیؐ آئے جنازے کے قریب کھڑے ہو کر کہا میں کیسے پڑھا دوں جب تک علیؑ معاف نہ کر دیں نماز جنازہ نہیں ہو سکتی۔ جو علیؑ والا نہیں اس کی نماز جنازہ

نہیں ہوسکتی۔ اگر علیؑ معاف نہ کریں تو صحابی کا بھی گناہ معاف نہیں ہوسکتا۔ علیؑ کو اختیار ہے کہ نماز پڑھا دیں تو زندہ مردہ ہو جائے کہتے ہی نماز جنازہ اسے ہیں جو مردہ ہو تو امتحان جنازہ میں علیؑ کا لیا گیا۔ جنازہ میں زندہ لے کر آئے نمازِ جنازہ پڑھا دیجئے علیؑ نے پڑھا دی۔ کہا جنازہ کو دیکھئے تو چادر ہٹا کے زندہ تھا کہا لے جاؤ جنازہ کو گاڑ دو جس کو علیؑ کہہ دیں مردہ پھر اس کو رکھا نہیں جاتا لے جاؤ گاڑ دو۔۔۔

پیغمبرؐ چلے جنگِ خیبر ختم ہوئی کہا علیؑ تم جاؤ فدک سے ہوتے ہوئے آؤ، اب جس علاقے سے جاگیر خیبر سے ہوتے ہوئے گذرے۔ شاہراہوں پر ہجوم لگ گئے مردوں اور عورتوں کے، فاتح خیبر آرہا ہے اس نے مرحب کو مارا حارث کو مارا عنتر کو یاسر کو مارا اشتیاق میں لوگ دیکھنے آئے اور اتنے دیوانے ہوئے جلال علیؑ کو دیکھ کر کہ جس کے پاس جو تھا لٹا رہا تھا جس جاگیر سے گذرے ہر سردار نے اتنی دولت قدموں میں ڈال دی اتنے اونٹ دیئے کہ ستر اونٹ ہو گئے اور اتنا مال ملا کہ ہر اونٹ پر لدا ہر اونٹ پر صندوق ہر صندوق میں زربفت کے تھان سونا چاندی جواہرات سے صندوق بھرے ہوئے اور پوری قطار ایک رسّی میں بندھی ہوئی اور قنبر کی خوشی کا پوچھنا کیا خیبر میں پریشان تھے قنبر کہ سارا مال بٹ گیا مولاؑ نے کچھ نہیں لیا۔ اب جا کے اطمینان ہوا کہ جتنا میرے مولاؑ کو ملا کسی کو نہیں ملا آگے آگے قنبر مہار پکڑے سینہ تانے ہوئے یہ سارا مال میرے مولاؑ کا ہے۔ آج میرا مولاؑ بھی امیر ہو گیا۔ اب ہمارے گھر میں بھی فاقے نہیں ہونگے۔ اب دولت آ گئی اکڑتے ہوئے قنبر چلے مولاؑ گھوڑے پر قنبر مہار لیے ہوے، چلتے چلتے میدانِ خیبر ختم ہو گیا سرحد مدینہ شروع ہوئی۔ قنبر کتنے خوش تھے کہ سرحد مدینہ پر ایک فقیر بیٹھا تھا اس نے قدموں کی چاپ سنی اس نے کہا بھائی جو بھی ہو میں کئی دن سے بھوکا ہوں مجھ کو ایک روٹی دو علیؑ نے آواز سنی فقیر کی کہا قنبر اس فقیر کو فوراً روٹی دے

دو کہا مولاؐ روٹی تو دستر خوان میں ہے کہا تو دیکھ کیا رہے ہو دستر خوان دے دو کہا دستر خوان تو صندوق میں ہے کہا صندوق دے دو کہا صندوق تو اونٹ پر ہے کہا تو اونٹ دے دو کہا اونٹ تو قطار میں ہے کہا قطار دے دو۔۔۔تاجدار اودھ واجد علی شاہ بارہ بادشاہ گذرے اودھ میں پہلے برہان الملک، دوسرے شجاع الدولہ، تیسرے آصف الدولہ، آصف الدولہ کے بعد سعادت علی خاں پھر غازی الدین حیدر پھر نصیر الدین حیدر پھر محمد علی شاہ پھر امجد علی شاہ پھر واجد علی شاہ امام نے بشارت دی تھی کہ بارہ کی مبارک تعداد جو آپ کے آئمہؑ کی ہے اے اودھ والو! تمہارے بھی بارہ بادشاہ ہونگے بڑے مبارک تھے یہ لوگ، یہ عزاداری جو ہم لوگ کر رہے ہیں انھیں کی دین ہے ان کا انعام ہے ان کا تحفہ ہے کہ آج ہم سکون سے عزاداری کر رہے ہیں اور ہر بادشاہ ان کا اتنا متقی اتنا متقی کہ جب جامع مسجد بن کر تیار ہوئی تو عالمِ وقت نے کہا وہ اس کا افتتاح کرے جس کی نماز کبھی قضا نہ ہوئی ہو (یہ واقعہ واجد علی شاہ کیلئے بھی ہے آصف الدولہ کیلئے بھی ہے) آصف الدولہ آگے بڑھے کہا میں ہوں وہ آدمی۔اب کون پوچھے آصف الدولہ سے کہا میری کوئی نماز قضا نہیں ہوئی صبح کی اور پلٹ کر کہا فوج سے کہ دلیل یہ ہے کہ بچپن سے صبح اُٹھ کے پریڈ میں کراتا ہوں فوج کو۔اور چونکہ میری ڈیوٹی تھی صبح اُٹھنا وقت نماز سے پہلے۔پریڈ میں کرواتا ہوں تو کبھی میری نماز صبح کی قضا نہیں ہوئی۔کوئی عالم نہیں نکلا کہ صبح کی نہیں کی قضا۔سب نے کی قضا۔اور اسی امامباڑے میں کسی نے یہ پڑھ دیا کہ آصف الدولہ شراب پیتے تھے غفرانمآبؒ نے توبہ کروائی اودھ کے کسی بادشاہ نے شراب نہیں پی۔اور سنیئے علماء یہ کہتے تھے کہ اس خاندان سے ہم نے تقویٰ سیکھا اور اگر اس کی مثال دیکھنی ہے تو اس دور میں راجہ محمود آباد کو دیکھو کہ لوگوں نے کہا کہ درجۂ اجتہاد پر فائز تھے جس نے ساری زندگی جو کی روٹی کھائی راجہ ہو کے۔تو یہ راجہ یہ

بادشاہ جو حسینؑ کا عزادار ہوگا اس میں گناہ کبھی تلاش نہ کرو۔ اس میں گناہ ہوگا ہی نہیں اس لیے کہ وہ حسینؑ کا عزادار ہے۔ وہ مسکین وہ فقیر ویسا ہی واجد علی شاہ اتنا سخی بادشاہ امامباڑہ بنوادیا آصف الدولہ نے اس لیے کہ قحط تھا تو امامباڑہ بنوانا شروع کردیا کہ دن میں مزدور کام کرتے ہزاروں مزدور کام کرتے تھے روز تا کہ انھیں تنخواہیں ملیں اور رات کو حکم تھا کہ شرفاء آئیں اور دیواروں کو گرادیں اس کی مزدوری انھیں مل جاتی سات سال تک جب تک قحط رہا دن کو بنتا رات کو گرایا جاتا۔ شرفاء منھ چھپا کے آتے تا کہ پہچانے نہ جائیں ایسی ایسی ترکیبیں رکھیں کہ سب کو مزدوری ملتی رہے ایسے ایسے سخی لوگ گذرے ہیں ایسا ہی واجد علی شاہ بھی سخی تھا ایک دن ایسے ہی جون کی گرمی تھی گلاب کے پھول کھلے تھے باہر آئے وزیروں سے کہا یہ کہکشاں کا منظر جو رات کو نظر آتا ہے ہم زمین پر دیکھنا چاہتے ہیں۔ اسی وقت حکم ہوا جتنی شہر کی چاندی ہے اس کو کوٹا جائے اس کی کرن بنی کرن جب بن گئی تو کاٹ کر افشاں بنی گھروں میں تقسیم ہوئی عورتوں نے افشاں بنائی جب منوں افشاں بن گئی تو تمام غلاموں نے باغوں میں جا کر اس چاندی کی افشاں کو گلاب کے پھولوں پر چھڑک دیا جب سرخ پھولوں پر چاندی کی افشاں گری اور سورج کی کرنیں ایک ایک ذرے پر چمکی تو لاکھ آفتاب نظر آئے ایسا لگتا تھا کہکشاں آسمان سے زمین پر اُتر آئی ہے وزیر نے بادشاہ سے کہا کہ چلئے کہکشاں کا منظر زمین پر دیکھئے واجد علی شاہ آئے دیکھا اور کہا سبحان اللہ اور کہا لکھنؤ کے غریبوں سے کہو یہ چاندی لوٹ کے لے جائیں۔ ایک نظر دیکھ لیا اور بہانہ سخاوت کا خیبر بہانہ تھا سخاوت کا علیؑ کا میدان جنگ سخاوت کا بہانہ ہے اگر ایسا سخی نہ ہو تو علیؑ کی سخاوت کی کوئی تعریف نہیں کرسکتا منظر نگاہ میں آپ کی ہے واجد علی شاہ اک بار منبر پر مرثیہ پڑھ رہے تھے کہ اک بار یہی منظر پیش کیا اتنی تیزی سے لکھا کہ آج کوئی لکھ کے دکھادے۔

اس سائلِ کور نے کیا جو سوال　　سب پہ ظاہر ہے اُس کے جَد کا حال
بولے قنبر سے آپ نان نکال　　نان دے اے شہ خجستہ خصال

بھوکا ہے اب نہ دیر کر قنبر
جلد سائل کو سیر کر قنبر

کہا دے اُس شتر کی اس کو مہار　　بولا وہ نان ہے شتر پر بار
کہا دے دے قطار کی قطار　　بولا وہ ہے شتر میانِ قطار

سنتے ہی حکم میرِ کوثر کا
چھوڑ کر ریسمان کو سرکا

عرض کی دل میں اپنے میں سمجھا　　پوچھا حضرتؑ نے کیا سبب اِس کا
مجھ کو دے دو تو کیا کروں مولاؑ　　بحرِ بخشش ہے جوش پر تیرا

قنبر رسّی چھوڑ کے دور بھاگ کر کھڑے ہو گئے علیؑ مسکرائے کہا قنبر اتنی دور بھاگ گئے کہا ہاں مولاؑ بحرِ بخشش جوش میں ہے ایسا نہ ہو کہ فقیر سے کہہ دیں کہ قطار اور مہار کے ساتھ میرے غلام کو بھی لے جا۔ مولاؑ میں آپؑ کا دامن نہیں چھوڑنا چاہتا۔۔۔ جمل میں ایک نے کہا مولاؑ میں بیمار ہوں کہا لیکن تو میرے ساتھ جنگ میں ہے کہا صلبوں میں اور رحموں میں قیامت تک جو پیدا ہونگے ان میں نہ معلوم کتنے سپاہی ہیں جو میرے ساتھ جنگ میں شریک ہیں ہم نہیں تھے اس وقت لیکن میدانِ جنگ میں تھے تو غنیمت میں ہمارا بھی حصہ ہے تو ہمارا حصہ محفوظ ہوا اور آپ کا حصہ بھی محفوظ۔ اور جب معصومؑ کا میدانِ جنگ ہوتا ہے اپنے کو غیر حاضر نہ سمجھئے یہی ماتم دار بتاتا ہے ہم حسینؑ کے میدانِ جنگ میں ہیں عاشور کے دن اگر ماتم نہ ہو تو اس حدیث پر عمل کر کے کون دکھاتا ہم ہیں میدانِ جنگ میں اور اگر وہ اپنی پشت زخمی کرے تو ماتم دار یہ بتا رہا ہے ہم سید سجادؑ کے

ساتھ بازار شام میں دربار میں تازیانے پشت پر سید الساجدینؑ کے تو ہماری پشت بھی فگار۔ پہلے ماتم کے فلسفے کو سمجھو اور چھوڑ دو عزاداری پر تنقیدیں کرنا۔ یہ ہاتھوں میں کڑے کیوں پہنتے ہیں نیاز کیوں ہوتی ہے زنجیر کیوں پہنتے ہیں زنجیر کیوں لگاتے ہیں۔ تم سے کیا مطلب عشق کی باتیں ہیں اس میں کچھ سمجھایا نہیں جاتا۔ اس میں اصلاحیں نہیں ہوتیں یاد رکھو ثقافت اور تہذیب کی ایک ادا ہے جو عادت بری ہوتی ہے وہ آپ سے آپ مر جاتی ہے اور جس میں طاقت ہوتی ہے منوانے کی وہ شے ہمیشہ باقی رہتی ہے عزاداری میں ہر شے نفیس ہے اس لیے اب تک باقی ہے۔ ماتم کی آوازیں شام کے دربار میں وہ آوازیں جو ظالموں نے تازیانے اُٹھائے اب تک صدائیں گونج رہی ہیں سکینہؑ بی بی کی کسی رات بچی سوئی نہیں۔ ہر رات جاگنا اور بس یہ کہنا بابا۔ بابا چچا کو پکارنا اے چچا عباسؑ آپ نے سکینہؑ کی خبر نہیں پوچھی جب سے آپ گئے نہیں معلوم سکینہؑ پہ کتنے مظالم ہوئے۔ عزاداری کی بنیاد جناب زینبؑ کے ساتھ ساتھ جناب سکینہؑ نے بھی رکھی ہے۔ ہر رات اتنی گرمی قید خانے میں تھی اتنا اندھیرا تھا کہ جب بچی کا دم گھٹنے لگتا تو زندان کے در پر آ جاتی اور جب وہاں سے آسمان نظر آنے لگتا دن بھر سلاخوں کو پکڑے ہوئے شام ہو جاتی اور جب شام ہوتی تو پرندوں کو دیکھتی تو پوچھتی پھوپھی اماں یہ پرندے کہاں جا رہے ہیں۔ اے سکینہؑ یہ اپنے گھروں کو جاتے ہیں اے پھوپھی اماں یہ پرندے روز اپنے گھروں کو جاتے ہیں ہم کب اپنے گھر کو جائیں گے۔ پھوپھی اماں ہم مدینے کب جائیں گے بچی کو حسرت رہ گئی۔ جزاک اللہ آپ مجلسوں میں شریک ہوئے آپ کا ثواب جناب سیدہؑ کے پاس ہے امام صادقؑ نے فرمایا اگر تمہیں ثواب بتا دیں فرش عزاء پر بیٹھنے کا تو تم دنیا کے سارے کام چھوڑ کر صرف مجلسیں ہی کرتے رہو۔ کائنات میں اس سے بڑا ثواب کا کام معصومینؑ کی نظر میں اور نہیں۔ اس

سے بڑا عمل خدا کی نگاہ میں کوئی نہیں کہ ذکر آل محمدؐ فضائل و مصائب سنیں جائیں۔ سکینہؑ بی بی کے رونے کی صدا پورے شہر میں مشہور ہوگئی دیکھئے ایک مثل مشہور ہے کہ بچہ دشمن کا بھی اچھا لگتا ہے سکینہؑ بی بی کا بچپن تھا اور بچوں سے دشمنی نہیں تھی اور ماں کے دل میں ہر بچہ کا غم ہوتا ہے۔ بہت ظلم ہوئے مگر سکینہؑ بی بی کے رونے کی صدا نے شام کی عورتوں کے دلوں کو ہلا دیا۔ جن کی گودیوں میں بچے تھے وہ گھر میں نہیں بیٹھتی تھیں وہ کہتی ہم دیکھنے جائیں گے یہ بچی کیوں روتی ہے۔ پورے شہر کا یہ عالم ہوگیا کہ جب صبح ہوتی عورتیں برقع اوڑھتی تھیں بچوں کو گودوں میں لیتیں اور قید خانے کے دروازے پر پہنچ جاتی تھیں سکینہؑ وہاں کھڑی رہتی تھیں شام کی عورتیں کہتیں سکینہؑ بی بی تمہاری زبان بڑی اچھی ہے تمہاری باتوں میں بڑا دل لگتا ہے یہ بتاؤ تم لوگ کہاں کے رہنے والے ہو اور سکینہؑ سناتی ہم مدینہ کے رہنے والے ہیں ہمارا مظلوم باپ تھا بہت ہم کو چاہنے والا تھا ہمارا چچا بڑا بہادر تھا ہم سے بہت محبت کرتا تھا ہمارا ایک بھیا اٹھارہ برس کا ہم شبیہ نبیؐ تھا ہمارا ایک بھیا جھولا جھولتا تھا۔ یہ کہانی شام کی عورتیں روز آ کر سنتیں۔ ایک دن صبح ہوئی اور ساری عورتیں آنا شروع ہوئیں مجمع ہوگیا جب مجمع ہوگیا تو عورتوں نے پکارنا شروع کیا اے بی بی آؤ کربلا کی کہانی سناؤ سکینہؑ آؤ سکینہؑ آؤ مگر جواب نہ آیا۔ عورتیں پھر چلانے لگیں اے سکینہؑ بی بی آؤ اے سکینہؑ بی بی آؤ مگر جواب نہ آیا کچھ دیر کے بعد زنجیروں کی جھنکار کی آواز آئی اک قیدی در زندان پر آیا۔ اے عورتو! سکینہؑ مر گئی اب کہانی نہیں سن سکو گی۔ آؤ دیکھو قید خانے میں قبر بنا دی ہے۔

---

# نویں مجلس

بِسْمِ اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

ساری تعریف اللہ کے لیے درود اور سلام محمدؐ وآلِ محمدؐ کے لیے

عشرۂ چہلم کی نویں تقریر آپ حضرات سماعت فرمارہے ہیں ''حضرت علی میدان جنگ میں'' علیؑ نے زندگی کے ۳۲ برس میں ۸۷ غزوات کے میدان میں گذار دیئے اور عرصہ کل دس برس کا ہے اور یہ دس برس کی لڑائیاں ۳۲ برس کی عمر تک علیؑ نے لڑیں۔ اس کے بعد ۲۵ برس علیؑ کا وہ میدان جنگ ہے جو خاموشی کا میدانِ جنگ ہے علیؑ نے ایک اور جنگ کی اور وہ جنگ بھی جہاد بالنفس تھی دس برس تلوار سے لڑے ۲۵ برس اپنے نفس سے لڑے ان ۲۵ برسوں میں ذوالفقار کی اور علیؑ کے نفس کی لڑائی تھی ذوالفقار کہتی تھی کھینچئے علیؑ کہتے تھے اب تیری لڑائی ختم ہوئی اب مجھے لڑنے دے تنہا ۲۵ برس علیؑ نے ایک اور جہاد کیا جسے خاموش جہاد کہتے ہیں جس جہاد میں علیؑ نے کسی کا سر نہیں کاٹا لیکن علیؑ نے کج ذہنوں کی فکر کو دور کر کے جاہل ذہنوں کو اس رُخ پر موڑ دیا کہ جہاد علم کا جہاد ہے اور ہر بار اگر ۸۷ لڑائیاں لڑے تھے تو ۲۷ بار یہ لڑائی لڑے یہ علم کی لڑائی تھی اور ۲۷ بار جاہلوں کو یہ کہنا پڑا اگر علیؑ نہ ہوتے تو میں ہلاک ہو جاتا۔۔۔علیؑ نے بتایا کہ یہ محاذ بھی ہے اور آج یہ محاذ اہم ہے اس لیے کہ ایشیا میں یہی مسئلہ ہے کہ تعلیم کو کیسے عام کیا جائے جہالتوں کو کیسے مٹایا جائے ہر آدمی پریشان ہے کہ جب تک جہالتیں نہیں مٹیں گی تب تک خونریزی نہیں ختم ہوگی اور علیؑ نے بتایا کہ ہم ان جہالتوں کو دور کررہے ہیں۔ کم از

کم ان ۲۵ برسوں میں جاہلوں نے علم کی اہمیت کو تو سمجھا اور کل ۲۵ برس کے بعد ۴ برس علیؑ کی زندگی کے وہ ہیں کہ جہاں ۳ لڑائیاں ایسی لڑے کہ جو ۸۷ غزوات پر بھاری ہو گئی اس لیے کہ علیؑ کیلئے ۸۷ لڑائیاں لڑنا آسان تھا پیغمبرؐ کی زندگی میں۔ وہ ساری لڑائیاں یہودیوں سے لڑیں یا کافروں سے لڑیں اب ۴ سال مسلمانوں سے لڑنا تھا کائنات میں کوئی بھی رہنما کوئی بھی پیغمبر اپنے مخالف سے تو لڑا ہے لیکن اپنوں سے نہیں لڑا یہ بھی کائنات کا ایک واحد انسان علیؑ ہے جس نے بتایا کہ اب اپنوں سے لڑنا ہے اور میرا کمال دیکھنا کہ اپنوں سے لڑ کر اپنوں ہی سے اپنا کلمہ پڑھواؤں گا یہ منزل آتی تو پناہ مانگ لیتے مذہبوں کے رہنما کہ پروردگار یہ ڈیوٹی نہ لگا اس لیے کہ اگر ان کو ماریں گے جنہیں ہم نے مسلمان بنایا جنہیں ہم نے کلمہ پڑھوایا اگر ان کو ماریں گے تو یہ ہمیں گالیاں دیں گے ہم پر تبرا کریں گے لیکن علیؑ نے اپنے اللہ سے یہ شکوہ نہیں کیا علیؑ نے یہی کہا کہ یہ چار برس ہمیں اپنوں سے لڑنا ہے اب بھلے ہی ۷۰ برس ہم پر تبرا کرنا ہمیں پرواہ نہیں ہے۔ تو صبح قیامت تک پلٹ کر تمہیں پر تبرا نہ کروا دوں۔۔۔ (صلوٰۃ)

اب کیا کہوں دیکھئے عربوں کی تلواریں علیؑ پر کارگر نہ ہوئیں ان کے تیر علیؑ کو زخمی نہ کر سکے ان کے نیزے علیؑ کے سینہ کو چھید نہ سکے تو اب عورتوں کا کاروبار شروع کیا عرب کے کافر عورتوں کی طرح علیؑ کو ۷۰ برس تک گالیاں دیتے رہے علیؑ نے بتایا میں خیبر میں بھی مرد تھا آج بھی مرد ہوں۔ اور تم کر کیا سکتے ہو تمہارا کام کیا ہے سو اعلیؑ کو گالیاں دینے کے بھئی میں اپنا کام کر گیا کیا مشکل تھا کام اس وقت آسان تھا کہ پیغمبرؐ سرپرستی کر رہے تھے اور علیؑ اس وقت حفاظت کر رہے تھے۔ پیغمبرؐ کو قتل کر دیا جاتا بدر میں احد میں بھئی کوئی دقیقہ اُٹھا رکھا گیا تھا قتل میں کوئی دیر تھی سب مناظر آپ کے سامنے ہیں مسلمان منافقین نے بدر میں تیاری کی کہ محمدؐ کو قتل کریں گے احد میں زخمی کر چکے تھے

احزاب میں تیاری تھی خیبر میں زہر دیا گیا حنین میں تیاری تھی اور تیاری وہ نہیں کر رہے تھے محمدؐ کو قتل کرنے کی۔ یہ قتل کروانا چاہتے تھے ورنہ تنہا کیوں چھوڑ جاتے تھے۔ اب مارا جائے اب مارا جائے۔ اللہ کو پرواہ نہیں ایک علیؑ ہے محمدؐ قتل نہیں ہوگا یعنی تلواریں قریب آ گئی تھیں خنجر قریب آ گئے تھے محمدؐ کے قتل میں کوئی فاصلہ نہیں تھا لیکن علیؑ سینہ سپر بن گئے گویا محمدؐ کو بچایا علیؑ نے قتل ہونے سے علیؑ کے لئے مشکل تھا ۲۵ برس کہ کوئی اور بچائے علیؑ کو خود اپنے کو بچانا بھی تھا اور اسلام کو بھی۔ دیکھئے مشکل مرحلہ آ گیا پیغمبرؐ اسلام کو بچائیں علیؑ پیغمبرؐ کو بچائیں اب علیؑ کو اسلام بھی بچانا ہے اور اپنے کو بھی بچانا ہے۔ ۲۵ برس دشمنوں میں رہ کر علیؑ نے جی کر بتایا کہ بال بیکا نہیں کر سکے ورنہ علیؑ کو قتل کر دینا آسان تھا۔ کیا مشکل تھا بتائیے جو لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اگر فاتح خیبر تھے کیسے ہو گیا گھر جل گیا کیسے ہو سکتا ہے گھر پر حملہ ہو گیا اتنی سی بات پر تو آپ اعتراض کر دیتے ہیں کہ اگر فاتح خیبر تھے تو کیسے ہو سکتا ہے گھر جل گیا گھر پر حملہ ہو گیا۔ اگر فاتح خیبر ہی سمجھنا ہے علیؑ کو تو دلیل یہ ہے کہ ۲۵ برس علیؑ کو قتل نہ کر سکے یہ ہے دلیل فاتح خیبر ہونے کی بھئی ایک اکیلا ہے نا کیا کوئی تاریخ بتائیگی ۲۵ برس میں علیؑ کا کوئی لشکر بھی تھا کوئی مددگار بھی تھا یا تلوار کھینچی ہو جس سے جی کر دکھایا اس لیے کہ وہ دس برس اور وہ ۸۷ غزوات اگر ایسے بہادر کو گھیر کر مار دیا جائے تو پھر یہ میدان جنگ کیا رہا علیؑ کا۔ کسی نے کہا یا علیؑ ہر لڑائی کیسے فتح کر لی آپ نے ہر پہلوان کو آپ کیسے مار لیتے ہیں ایک جملہ میں جواب دے دیا کہا میں نے عربوں پر اپنی ہیبت طاری کر دی ارے بعد پیغمبرؐ وہ ہیبت ٹوٹی نہیں۔ جتنے پہلوان تھے بڑے بڑے عرب کے شیبہ، عتبہ، ولید، عمرو، مرحب، حارث، عنتر، یاسر یہ سارے بہادری تو مارے گئے اب بزدل رہ گئے تھے اب پہلوان کون ہے۔ قسم کھا کر کہتا ہوں ایک نام آیا ہے صرف پیغمبرؐ کی وفات کے بعد عرب

کے بہادروں میں کل ایک نام بہادر کا آیا (نام نہیں لوں گا) ایک بہادر آیا بس اور جب ہم کہتے ہیں علیؑ فاتح خیبر تھے تو جواب میں وہ نام لیا جاتا ہے۔ وہی بہادر جو سہارا تھا اسلام کے لشکر کا اسی سے کہا گیا قتل تمہیں کرنا ہے علیؑ کو۔ جب میں سلام پھیروں تمہاری تلوار چل جائے مسجد نبوی میں علیؑ قتل ہو نگے۔ اسماء بنت عمیس سن رہی تھیں جہاں پلان بنا تھا اپنے بیٹے کو بلایا محمدؑ کو کہا یہ والی آیت قرآن کی پڑھ دینا علیؑ کے سامنے جا کر۔ ارے اتنا خطرناک دور کہ علیؑ تک یہ پیغام نہیں پہنچایا جا سکتا کہ آپ کے قتل کا پلان ہے۔ یہ آیت پڑھ دینا۔ جاسوسی نظام اتنا تیز ہے کہ اسماء کو بھی معلوم ہے تو علیؑ نے کہا جواب میں یہ آیت پڑھ دینا ان کی کیا مجال ہے کہ وہ ہمیں قتل کر دیں علیؑ نے جواب میں ایک اور آیت پڑھ دی جانے کیا گھبراہٹ ہوئی وہ تو تیار تھے۔ سلام پھیرا گیا تو ظاہر ہے سلام ختم ہوتے ہی تلوار چلنا تھی بجائے اس کے پلٹ کر کہا وہ جو کام تم سے کہا تھا وہ کرنا نہیں نام لے کر کہا۔ اب آپ کو کیا سمجھاؤں سلام کے فوراً بعد مڑنا پڑا۔ جب کہا کہ جو تم سے کہا تھا وہ نہیں کرنا۔ اب علیؑ آئے کہا کیا کہا تھا کیا کہا تھا اس سے۔ ہم نے کہا تھا اس سے کہ آج علیؑ کو قتل کر دے۔ کہا اس سے یہ کرتا مجھے قتل، پلٹے، اُٹھایا مسجد نبوی میں پٹخ دیا ٹانگ اُٹھا کے گُدی میں پھنسا دی اس کو میدانِ جنگ میں اکھاڑے میں علیؑ بند کہتے ہیں۔۔۔ یہ کہہ کر چلے گئے اس سے کہو اب یہ چھڑا کے صرف دِکھا دے اس بند کو کھول کر دکھا دے غور کیا آپ نے علیؑ نے بتایا ہم میدانِ جنگ میں لڑے ہیں تم لوگ مسجد کے صحن کو میدان جنگ بنانا چاہ رہے ہو۔ وہ دن اور آج کا دن مسجدیں میدانِ جنگ بنی ہوئی ہیں ان کی مسجد پر ان کا قبضہ ہو گیا ان کی مسجد پر ان کا قبضہ ہو گیا۔ علیؑ چاہتے تو نکال دیتے کہا نہیں جسے تم نے ہیرو بنایا تمہارا ایک اور ہیرو اس ہیرو کو معزول کر دے گا۔ نہیں سمجھے۔ غلطی کی واپس آئے کلمہ گو مسلمانوں کو قتل کیا کسی

ہیرو نے کہا اس کو معزول کر دو وہ کرنے والے تھے معزول لیکن وہ اکڑ کر باہر آئے کہا اگر ہم معزول ہو گئے فوج کی سپہ سالاری کون کریگا۔ کہنے والے کا جب اپنا دور آیا اسنے معزول کر دیا۔ جملہ یہ ہے کہ ہم بہت ہیرو مانتے ہیں بس انکی ایک غلطی کہ اس کو معزول کیا یہ ناپسندیدہ ہے کیوں اس لیے کہ جس کو بعد علیؑ پیش کیا تھا شجاعت میں وہ معزول ہو گیا (دوں جملہ) قسم کھا کر بتاؤ ۷۸ غزوات میں پیغمبرؐ کی زندگی میں علیؑ کے بعد بڑا بہادر کوئی نہیں تھا کبھی پیغمبرؐ نے شجاعت کے میدان میں علیؑ کو معزول کیا۔ پتہ چلا جو خدائی نمائندہ ہوتا ہے معزول نہیں ہوتا وہ پہلے دیکھ لیتا ہے کہ اس میں کوئی خامی تو نہیں ہے تب ہی تو شجرہ دیکھا جاتا ہے۔ آدمؑ سے لے کر خاتم تک جو پیغمبر آیا اعلیٰ نسل سے آیا۔ امامت کی شرط یہ ہے کہ بنی ہاشمؑ سے ہو اور بنی ہاشمؑ میں بھی شاخ عبدالمطلبؑ میں ہو اور شاخ عبدالمطلبؑ میں ہو اور ہاشم سے اوپر بھی شاخ کنانہ سے ہو اور شاخ کنانہ بھی شاخ عدنان سے ہو۔ شاخ عدنان بھی شاخ ابراہیمؑ سے ہو۔ صرف قریش کی شرط نہیں تھی شاخوں کی شرط تھی طہارت اور پاکیزگی کی شرط ہے یہ شرط اس لیے رکھی گئی کہ ہم نے یہ پابندیاں نہیں لگائیں کہ یہ سارے افراد شادیاں کہاں کریں گے۔ ہم نے انھیں اتنی عقل دی ہے کہ اپنے بچے کیلئے ایسی ماں تلاش کریں جس کے دودھ میں خامی نہ ہو۔ علیؑ کے چار برسوں کو تاریخ نے کہا ناکام۔ علیؑ ناکام اس لیے کہ چار برس میں تین لڑائیاں لڑیں اور وہ بھی اپنوں سے کوئی فتوحات علیؑ کے دور میں نہیں ہوئیں۔ کتنا احمق ہے مورّخ یعنی چار برسوں میں علیؑ نے کوئی فتوحات نہیں کی کوئی بیرونی زمین اپنے ملک میں علیؑ نے شامل نہیں کی۔ تو ذرا قسم کھا کر بتا دو جو ۷۸ غزوات رسولؐ نے لڑے تھے اس میں کون سے ملک رسولؐ نے فتح کیئے تھے۔ ایران کیا پیغمبرؐ کی زندگی میں فتح ہوا مصر کیا پیغمبرؐ کی زندگی میں فتح ہوا روم، شام، فلسطین، عراق کون سا ملک پیغمبرؐ کی زندگی میں

فتح ہوا۔ پیغمبرؐ ملک فتح کرنے نہیں آئے تھے۔ ذہن فتح کرنے آئے تھے جتنے ذہن بچ گئے تھے انھیں علیؑ نے فتح کرلیا چار برسوں میں۔ زمینوں کی حکومت ختم ہوئی ذہنوں پر علیؑ کی حکومت باقی ہے۔ اب کوئی بحث نہیں کہ کس فرقے سے ہے اگر ذہین ہے تو علیؑ کی باتیں کرتا ہے جاہلوں کی باتیں نہیں کرتا ہے۔ اور کوئی نہیں کر سکا ایسی حکومت کتنی دور ہے یہاں سے بنگال اور وہاں کا سب سے بڑا ادیب شاعر دانشور رابندر ناٹھ ٹیگور بس مل گیا اس کو نوبیل (Nobel) پرائز۔ ادب کا نوبیل (Nobel) پرائز اب تک ایشیا میں کسی کو نہیں ملا واحد آدمی ہے ابھی تک گیتا انجلی پر ملا اس کی سب سے بڑی کتاب گیتا انجلی کتابیں بہت لکھیں اس نے افسانے بھی لکھے ناول بھی لکھا ڈرامے بھی لکھے بہت کچھ لکھا میٹرک فیل تھا لیکن شانتی نکیتن جیسا ادارہ بنا کر آج بھی انگریز حیران ہیں کہ ایک بوڑھے نے ایک ندی کنارے شانتی نکیتن بنا دیا۔ ارسطو اور سقراط کی طرح یونان کی یاد کو تازہ کر دیا اور کتاب لکھی پتلی سی ۵۰ صفحے کی کتاب لکھی گیتا انجلی انگریز مجبور ہو گیا کہ ایوارڈ دیں سب سے بڑا ورلڈ (world) کا سب سے بڑا ایوارڈ۔ لیکن جب کتاب پر تحقیق ہوئی کہ پچاس صفحوں میں لکھا کیا ہے تو پتہ چلا کہ علیؑ کی نہج البلاغہ پڑھ کر انگریزی میں ترجمہ کر دیا۔ ہندو سہی علیؑ ذہنوں میں اُتر گیا۔ (صلوٰۃ، نعرہ حیدری)

سائنس کا سب سے بڑا ایوارڈ ڈاکٹر عبدالسلام نے لیا پاکستان نے کہا کہ ہاں فکر کی بڑی تھیوری دی ہے اس نے پاکستانی ٹیلیویژن نے اس کا انٹرویو لیا میں سوچ رہا تھا کس نے مدد کی اس کی لیکن جب انٹرویو ہوا تو ڈرائنگ روم دکھا دیا گیا تو پشت پر نادعلیؑ کا فریم لگا ہوا تھا۔ ہم سے کیا مطلب کوئی قادیانی ہے یا سنی ہے یا شیعہ ہے یا ہندو ہے ہم تو یہ دیکھ رہے ہیں کہ اس کے دل پر حکومت کس کی ہے۔ زمینوں کی بات نہیں کرو ذہنوں کی بات کرو زمین اور ہے ذہن اور ہے وجہ کوئی ہو طبقہ کوئی ہو جہاں علم ہوگا

حکومت علیؑ کی ہوگی جہاں جہل ہوگا سب ان کی حکومت ہوگی۔ پیغمبروں نے زمینوں پر حکومت نہیں کی ذہنوں پر اور دلوں پر حکومت کی۔ ورنہ کسی پیغمبر کی اسٹیٹ تو بتا دو یعنی سلیمان نے ملک عظیم مانگا بھی تو زمین نہیں مانگی۔ یہ نہیں کہا پوری دنیا پر حکومت دے دو۔ وہ تو کوئی بھی بادشاہ کر سکتا تھا تو پیغمبرؑ نے نئی چیز کیا مانگی کہا ہواؤں پر فضاؤں پر پرندوں پر ان کی بولیوں پر مجھے حکومت دے دو۔ کوئی زمین نہیں مانگی اگر زمین مانگتے تو پیغمبرؑ کہاں رہتے تو ہمارے پیغمبرؐ نے بھی یہی کہا کہ زمین نہیں چاہیئے ایک عرب لے کر بیٹھ جاتے کہ پیغمبرؐ کی حکومت عرب پر ہے نہیں پیغمبرؐ نے بتایا کہ لا الہ کہنے والا آگے بڑھتا جاتا ہے اور لا الہٰ کہلواتا جاتا ہے زمینوں میں مقید نہیں ہے کلمہ اور اس کے لیے تلوار اور لشکروں کی ضرورت نہیں ہے ہاں علیؑ نے کہا میں نے ہیبت طاری کر دی ہیبت طاری تھی تو ۲۵ برس کوئی بولا نہیں اور علیؑ نے کہا اب جو کام ہمیں کرنا ہے وہ کرنے دو۔ لوگ سمجھے علیؑ مزدوری کر رہے ہیں یہ علیؑ کا میدانِ جنگ تھا بتایا میرے جیسا سپاہی میرا جیسا سپہ سالار میرا جیسا وزیر۔ اب یہ بتائے گا کہ عہدہ اور منصب سب کچھ نہیں ہے ہم بھی تخت پر بیٹھ سکتے تھے ہم بھی خزانے جمع کر سکتے تھے سارا بیت المال تو ہمارے قبضہ میں ہے جاگیر بناتے غلام اور کنیزیں خدمت گار ہوتے، اسٹیٹ ہوتی لیکن بتایا قوت بازو کی کمائی محنت کی کمائی تاکہ بچوں کو بتائیں کہ کھیت کیسے جوتا جاتا ہے۔ بیج کیسے ڈالا جاتا ہے درخت کیسے سینچا جاتا ہے۔ درخت سینچ کر بتایا بچوں کو کہ پودے کو لو سے دھوپ سے بچاتے کیسے ہیں تاکہ بچوں کو بتائیں جیسے پودا یہ تم نے سینچا ہم نے اسلام کا پودا ایسے پروان چڑھایا پودے کو بچاتے ہوئے لائے اب چھتنار درخت بنا اب اس کے سائے میں سب بیٹھیں۔ پھر بچوں کو یہ بھی بتایا۔ ہاں پودا بڑا ہوتا ہے پھول آتے ہیں پھل آتے ہیں لیکن بیٹا درخت کو تنہا نہیں چھوڑ دیتے پھر خیال رکھنا ایک شاخ بھی

کٹنے نہ پائے ۲۵ برس علیؑ نے بتایا جس درخت کو پروان چڑھاتے ہیں پھر اس کی سبز شاخ کٹنے نہیں دیتے۔ ۲۵ برس میں درخت لگانا بتایا علیؑ نے سنگِ میل لگایا بھاری بھاری پتھر اُٹھا کر لے جاتے ایک ایک میل پر ایک ایک پتھر لگا کر لکھتے علیؑ کا ایک میل علیؑ کا دو میل آج محاورہ ہے سنگِ میل یہ علیؑ نے بنیاد رکھی۔ خیبر کی لڑائی ختم ہوئی تو ایک بار پیغمبرؐ کے انداز بدل گئے قبائل دب گئے قبائل آنے لگے گفتگو کرنے کیلئے وفد آنے لگے گفتگو کرنے کیلئے سردار آنے لگے۔ اب سفارتوں کے عہدے۔ یمن کا وفد آیا بنی نضیر کا وفد آیا۔ بنی سلیم کا وفد آیا۔ اب سب آ کے کہتے ہیں آپ حملہ نہ کیجئے گا کہا نہیں کریں مگر دو شرطیں ہیں۔ نماز پڑھو۔ زکوٰۃ دو۔ دیکھئے خود ہی آئے کہا حملہ نہ کیجئے گا کہا نہیں کریں گے لیکن دو شرطیں ہیں (۱) نماز پڑھو (۲) زکوٰۃ دو کہا اور اگر نہ پڑھیں کہا ایسے کو بھیجیں گے جو تمہاری گردنیں اُڑا دے گا اگر تم نے نماز نہیں پڑھی اور زکوٰۃ نہیں دی۔ یمن والے اٹھ کر کھڑے ہو گئے کہا وہ کون کہا یہ علیؑ فوراً سب نے کہا نماز بھی پڑھیں گے زکوٰۃ بھی دیں گے۔ مورخ نے لکھا علیؑ کے نام سے نبیؐ نے نماز بھی پڑھوالی زکوٰۃ بھی منوالی۔ آج جو عالمِ اسلام نماز پڑھ رہا ہے یہ علیؑ کی تلوار کا خوف ہے۔ یہ بینکوں میں جو زکوٰۃ کٹ رہی ہے یہ علیؑ کا خوف ہے۔ مورخ نے لکھا کہ نبیؐ صرف زبانی کام نکلوا لیتے تھے صرف علیؑ کی ہیبت کا ذکر کر کے۔ ایسی ہیبت تو ہو کسی کی۔ پیغمبرؐ کو علیؑ کی ہیبت پر ناز تھا۔ بعد خیبر اک بار علیؑ کو بلایا اور کہا پورے عرب میں نکل جاؤ ۳۵ آدمی لے کر اور علیؑ خیال رکھنا چپہ چپہ پر نظر رکھنا جہاں بت کدہ نظر آئے ایک بت نہ رہے۔ تین مہینہ کے اندر علیؑ نے پورے عرب کے بت خانوں کو الٹ پلٹ کر دیا۔

لڑائی کیا تھی اسلام کی لڑائی کیسے شروع ہوئی بھئی اللہ اور بتوں سے لڑائی تھی نبیؐ کہہ رہے تھے میرے اللہ کو مانو کافر کہہ رہے تھے ہمارے بتوں کو مانو اب فتح تو تب ہو گی یا

اللہ رہے یا بت رہیں۔علیؑ نے کہا اللہ رہے گا بت نہیں رہیں گے۔عرب میں بت کہاں ہیں ایسا بتوں کو توڑا کہ عرب والے پتھر سے لڑنے لگے حجر اسود بھی کھلتا ہے یہ کیوں لگا ہے یہاں۔مقام ابراہیمؑ کیوں رکھا ہے شیشہ میں بند کر کے رکھا ہے حجر اسود کو خول میں بند کر کے رکھا ہے اتنا ڈرے خبردار کسی چیز کو چھونا نہیں کیا ہیبت ہے علیؑ کی،اب ہر چیز کو چھوتے ڈرتے ہیں وہ ڈرے جو علیؑ والا نہ ہو۔جن پہ ہیبت ہو وہ ڈرے۔ہمارے تو گھر کی عادت ہے ہم نے تو عادتیں چھڑائیں ہیں اب ہم چڑھانے کو پتھر پکڑلیں کپڑا پکڑلیں لکڑی پکڑلیں چڑھو۔ہماری تو عادت ہے نہیں اس لیے کہ ہمارے اجداد نے بت پرستی نہیں کی۔نہ ابو طالبؑ نے نہ عبدالمطلبؑ نے نہ ہاشمؑ نے نہ کنانہؑ نے نہ مضرؑ نے نہ نضرؑ نے نہ لوئیؑ نے نہ غالبؑ نے نہ عدنانؑ نے نہ اسماعیلؑ نہ ابراہیمؑ نے تو ہمارے میں تو خامی آ ہی نہیں سکتی بھئی ہمارے احتیاط کون سمجھے گا۔دیکھئے بت کو سجدہ کرنا یا بت پر سجدہ کرنا محاورہ سمجھ رہے ہیں نا بت کو سجدہ ہوتا یا بت پر سجدہ ہوتا ہے؟ بت کو سجدہ ہوتا ہے نا۔بت کو سامنے رکھا اور اس کے آگے سجدہ کیا تو بت کو سجدہ ہوتا ہے نا یہ تو نہیں ہوتا کہ بت کو لٹایا اور اسی کے اوپر سر رکھ دیا۔تو بت کو اور بت پر میں فرق ہے نا۔ہم سجدہ گاہ پر سجدہ کرتے ہیں سجدہ گاہ کو سجدہ نہیں کرتے۔(صلوٰۃ)

سجدہ گاہ سامنے رکھی اور اس کے آگے ہاتھ جوڑ دیئے پھر سجدہ کرلیا یہ ہوتی ہے بت پرستی۔اسی پر پیشانی رکھ دی تا کہ کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ یہ بت پرستی ہے۔اور بت کیا ہے مٹی کا بے جان اگر ہم ذوالجناح مٹی کا بناتے تو ہوتی بت پرستی وہ ہے زندہ۔تو بت پرستی کا فلسفہ ہی لوگ نہیں سمجھے۔ہم ہوئے خوش ہماری بلی ہم ہی سے میاؤں۔ہم نے پلٹ کر نہیں کہا کلمہ ہم نے پڑھوایا اپنی محنت خود ہی سے کیسے رائیگاں کریں۔جیسے بھی ہو ہمارے ہو،جیسے بھی ہو اُمت ہماری ہو،سردار ہم ہی رہیں گے،قیامت تک۔نپٹ

لیں گے وہاں یہاں کی یہیں رہنے دو چونکہ آخرت پر یقین ہے اس لیے سردار کوئی مسئلہ نہیں ۔ ناز ہے ہمیں محبت علیؑ پر۔ اسلام کی لاج علیؑ نے رکھی پریشانی کیا۔ کون سی لڑائی ہے جس میں کسی اور نے کچھ اُکھاڑ لیا۔ خیبر علیؑ نے اُکھاڑا قلعہ ہل گیا کچھ اور بھی قلعے تھے کسی جھونپڑی کا دروازہ اُکھاڑ لیتے۔ ہاں کسی نے لکھا خیبر وہ کوئی قلعہ تھوڑی تھا پھونس کی جھونپڑی تھی اس میں مرحب رہتا تھا۔ علیؑ نے اس کا دروازہ اُکھاڑ لیا۔ تو اگر پھونس ہی کا دروازہ تھا تو آپ جاتے آپ اُکھاڑ لاتے ۳۹ دن سے آپ جا رہے تھے آپ اکھاڑ لاتے لئے ہوئے پیغمبرؐ تک آ جاتے دروازہ لے آئے۔ اگر دروازہ پھونس کا ہوتا تو پیغمبرؐ کو ایسی حدیث نہ کہنا پڑتی کل علم دیں گے مرد کو۔ غالب نے غزل میں اشارہ کیا۔ مطلع ہے غزل کا۔ یوں پڑھیئے تو غزل ہے اور ہم پڑھیں تو وہ غزل نہ رہی:-

عشق نبرد پیشہ طلب گارِ مرد تھا

آپ کو یاد ہے نا حارث کا گرز لشکر کو دھمکی دی اور بھاگا۔ لفظ دھمکی یاد ہے، اور دروازے کو کہتے ہیں باب۔ اور رجل کا ترجمہ ہے مرد۔ اور عشق الٰہی کی لڑائیاں تھیں یہ سب آپ کے ذہن میں ہے اقبالؔ نے اللہ کو عشق کہا اسلام کو عشق کہا علیؑ کو عشق کہا محمدؐ کو عشق کہا جبرئیلؑ کو عشق کہا اللہ کو عشق کہا یہی کل شاعری ہے علامہ اقبالؔ کی اور یہی سب عشق ہے علیؑ بھی عشق، خیبر فتح کرنا بھی عشق۔ یہی مولانا رومؔ نے کہا یہی جامیؔ نے کہا یہی سعدیؔ نے کہا سب عشق کی باتیں کرتے ہیں۔ یہ دنیا والے عشق کی باتیں کرتے ہیں ہم عقل کی باتیں کرتے ہیں۔ ہمارے یہاں عقل عشق ہے۔ دیکھئے غالبؔ کا پہلا مصرعہ دیکھئے گا۔ دھمکی میں مر گیا جو نہ باب نبرد تھا جس میں دروازہ توڑنے کی طاقت نہیں تھی وہ ایک دھمکی میں مر گیا۔ بھاگا۔ کیوں بھاگا۔ دھمکی میں مر گیا جو نہ بابِ نبرد تھا۔ عشق نبرد پیشہ طلبگار مرد تھا۔ اور مقطع میں بھی وہی بات کہہ دی ہے حق مغفرت

کرے عجب آزاد مرد تھا۔ مغفرت اسکی ہوتی ہے جو آزاد مرد ہوتا ہے غلاموں کی مغفرت نہیں ہوتی۔

ایک جنگ ہے علیؑ کی جس کو کہتے ہیں جنگِ ذاتِ سلاسل۔ سلاسل عربی میں کہتے ہیں زنجیروں کو۔ علیؑ زنجیر میں باندھ دیں یا علیؑ زنجیریں کاٹ دیں۔ یہ ہے اسلام کی پوری تاریخ۔ ایک بدو آیا اور آ کے جھک گیا پیغمبرؐ کے سامنے کہا کیا خبر لائے ہو کہا قبیلہ بنی سلیم بارہ ہزار جمع ہوئے ہیں۔ زوردار تیاریاں ہیں۔ زرہ بکتر پہنے ہوئے قسمیں کھائی ہیں بتوں کی۔ لات وعزیٰ کی قسمیں کھائی ہیں تلواریں چمکائی ہیں کہ ہم مدینہ پر حملہ کریں گے اور حملہ کر کے محمدؐ کو قتل کر دیں گے علیؑ کو قتل کر دیں گے ادھر وہ خبر دے کر گیا۔ ادھر پیغمبرؐ کی آنکھ سے آنسو بہنے لگے اب کون پوچھے کہ پیغمبرؐ کی آنکھ سے آنسو کیوں بہہ رہے ہیں۔ اتنی دیر میں ناقے پر علیؑ آئے ناقہ سے کود پڑے۔ دوڑتے ہوئے آئے اپنی عبا کے دامن سے آنسوؤں کو پونچھا یا رسولؐ اللہ آپ کو خدا کسی غم میں نہ رُلائے کہا یا علیؑ یہ خبر آئی ہے ابھی یہ کہتے تھے کہ جبرئیلؑ امین آئے کہا اس سے پہلے کہ وہ آئیں آپ حملہ کر دیجئے قبیلۂ بنی سلیم پر آپؐ نے چار ہزار کا لشکر بنایا۔ سردار سے کہا جاؤ ان سے لڑو اور بے لڑے نہ آنا لشکر گیا سردار گیا ان کا سردار حارث بن مقیدہ۔ نو پہلوان ان کے پاس تھے انھیں ناز تھا کون لڑے گا۔ نام پوچھا کہا یہ نام کہا تم سے ہمارا کیا جھگڑا۔ تم کیوں آئے تمہارے اجداد ہمارے اجداد سب سے ہمارے پرانے تعلقات ہیں تم کیوں آئے ہو دشمنی محمدؐ سے ہے تم سے کوئی دشمنی نہیں ہے۔ کہا اچھا جب کوئی دشمنی نہیں ہے تو واپس جاتے ہیں۔ پیغمبرؐ نے کہا واپس کیوں آ گئے۔ کہا سرکار انھوں نے کہا تم سے کوئی دشمنی نہیں ہے کہا ہم نے تو کہا تھا بے لڑے نہ آنا پھر گیا لشکر پھر گیا لشکر وہی خیبر کی طرح ہمیشہ چوتھا نمبر علیؑ کو ملے کہا علیؑ جاؤ۔ چار ہزار کا لشکر علیؑ نے چار ہزار میں سے

۳۷ آدمی چن لئے اور لشکر سے کہا تم میرے ساتھ آؤ یا نہ آؤ ۳۷ جاں نثار میرے ساتھ جائیں گے لشکر چلا علیؑ نے کہا انتخاب میں نے کیا ہے راستے کا سب جانتے تھے میدانوں سے علیؑ چلے پہاڑی سے۔ چٹانوں پر گھوڑے دوڑ رہے ہیں راستہ خطرناک ہے وادی کا نام ہے وادیٔ رمل اس لیے اس جنگ کو تین ناموں سے جانا جاتا ہے۔ جنگ یابس، جنگ وادی رمل جنگ ذات سلاسل۔ وجہیں الگ الگ ہیں ابھی عرض کروں گا کہ تین نام اس کے کیوں ہیں۔ علیؑ چلے مڑ کے نہیں دیکھا پیچھے لشکر آ رہا ہے کہ نہیں جب نیت کر لیتے تھے جنگ کی تو پیچھے مڑ کر نہیں دیکھتے تھے۔ لشکر نے کہا یا علیؑ ان راستوں پر سانپ بہت ہیں درندے بہت ہیں راستہ خطرناک ہے لشکر کو ڈرایا۔ علیؑ نے کہا ڈر رہے ہو۔ نہیں آنا ہے نہیں آؤ۔ نہ جائیں تو کیا کریں۔ اور علیؑ کا گھوڑا ایسا سرپٹ چلا اس لیے کہ گھوڑا آج کے دن کے انتظار میں تھا سیف بن ذی یزن شاہ یمن کا بھیجا ہوا تحفہ تھا۔ گھوڑے کا نام تھا مرتجز۔ رنگ تھا سیاہی مائل سُرخ۔ مرتجز مرتجز کا لفظ عربی میں بنا ہے رجز سے رجز کے معنی ہیں وہ بادل جو گرجتے ہوئے آئیں جن میں بجلی چمکے اور بادل گرجیں تو وہ بنتا ہے مرتجز جب یہ گھوڑا چلتا تھا تو لگتا تھا بجلی چمک رہی ہے اور بادل گرج رہے ہیں اس لیے اس کا نام مرتجز تھا اور سیف نے تحفہ دیا تھا عبدالمطلبؑ کو اس وقت پیغمبرؐ پانچ برس کے تھے اور کہا تھا یہ میرا تحفہ اس تک پہنچا دینا جو عرب میں ایک پیغمبرؐ آنے والا ہے تو عبدالمطلبؑ نے کہا وہ پیدا ہو چکا ہے وہ میرا پوتا ہے تو سیف نے کہا کاش میں ان کے ساتھ میدانِ جنگ میں جنگ کر سکتا۔ لیکن گھوڑا اس لئے دے رہا ہوں تا کہ جہادِ پیغمبرؐ میں مَیں بھی شریک ہو جاؤں تو مرتجز کربلا تک رہا۔ ایمان لانا ڈھول بجانا نہیں ہے کہ تلوار لہراتے آؤ۔ کلمہ پڑھتے ہوئے آؤ سید بھی مسلمان تھا ابوطالبؑ پیدائشی مسلمان تھے۔

اعلان ضروری نہیں ہے کہ ہم نے کلمہ پڑھا ہم ایمان لے آئے ہیں کون ڈھونڈتا پھر رہا ہے کہ سید کس کا نام ہے جب تک تاریخ میں مرتجز کا نام ہے سید کی مدح ہوتی رہے گی۔ جانے کیسا گھوڑا بھیجا کہ قرآن نے آواز دی۔ وَالْعٰدِیٰتِ ضَبْحاً فَالْمُوْرِیٰتِ قَدْحاً فَالْمُغِیْرٰتِ صُبْحاً۔ قسم تیز دوڑتے گھوڑوں کی۔ کافی تھا نہیں پورا سورہ گھوڑے کیلئے۔ قسم ہے تیز دوڑتے ہوئے گھوڑوں کی قسم ہے ان کے سموں سے نکلتی ہوئی چنگاریوں کی۔ قسم ہے ان کے نتھنوں سے فرفر آواز آنے کی۔ قسم ہے ان کے منھ سے گرتے ہوئے جھاگ کی۔ فَالْمُغِیْرٰتِ صَبْحاً۔ قسم ہے صبح ہوتے ہوتے غنیم کی فوج پر حملہ کرنے کی۔ پوری رات علیؑ چٹانوں پر دوڑے سموں سے چنگاریاں نکل رہی تھیں۔ گھوڑوں کے منھ سے جھاگ نکل رہا تھا اور صبح نماز کے وقت علیؑ دشمن پر حملہ کر رہے تھے۔ ادھر پیغمبرؐ صبح کی نماز پڑھانے مسجد میں آئے تو یہ سورہ جبرئیل امینؑ لے کر آئے آج سورہ پڑھے وَالْعٰدِیٰتِ ضَبْحاً فَالْمُوْرِیٰتِ قَدْحاً فَالْمُغِیْرٰتِ صُبْحاً۔ نماز ختم ہوئی صحابہ نے کہا کہ کیا نیا سورہ آگیا کہ کہا سنا نہیں کہا کس کے لئے آیا کہا علیؑ کے گھوڑے کیلئے آیا۔ اب کوئی قرآن سے پوچھے یہ علیؑ کے گھوڑے کی مدح قرآن کس لئے کر رہا ہے۔ تو کیا جواب دے گا اللہ یہی جواب دے کہ جب رہوار ایسا ہے تو شہ سوار کیسا ہوگا۔ صلوٰۃ۔ یہ انسان بڑا سرکش ہے جانور کی تعریف کر کے اللہ نے کہا انسان بڑا سرکش ہے۔ علیؑ صبح کی نماز پڑھ کر دشمن کے سر پر پہنچ گئے بارہ ہزار کا لشکر حارث بن مکیدہ جوان کا سب سے بڑا پہلوان اور سردار تھا اس نے کہا کون کہا علیؑ ابن ابی طالبؑ کہا ہم تو تمہیں قتل کرنا چاہتے تھے کہا ہم آگئے دیکھیں کون کسے قتل کرتا ہے کہتے یہ ہیں کہ علیؑ نے صبح کی نماز پڑھ کر علیؑ نے تیغ کھینچی۔ تو وادی پابس کی زمین کو لہو سے رنگ دیا۔ نو پہلوان مقابل کو آئے۔ نو کے نو قتل ہوئے۔ دہائی لشکر دینے لگا جب

ہاتھ جوڑ لیئے سب نے۔ ہتھیار ڈال دیئے۔ کہتے ہیں جتنا خیبر میں مال غنیمت ملا تھا کہتے ہیں اتنا مال اس لڑائی میں ملا۔ لیکن علیؑ نے جتنا لشکر بچا تھا سب کو زنجیروں میں باندھا۔ کمر میں زنجیریں باندھیں اور ہر زنجیر کڑی سے کڑی ملی اور قیدیوں کو زنجیر میں باندھ کر لائے علیؑ۔ پہاڑیوں سے اترنا تھا کوئی ادھر بھاگ جاتا کوئی ادھر۔ اس لیے اسے ذاتِ سلاسل کہتے ہیں وہ لڑائی جو زنجیروں میں بندھ گئی۔ علیؑ ہی زنجیروں میں باندھے علیؑ ہی غلامی کی زنجیریں کھولیں۔ جب تک پیغمبرؐ کی خدمت میں نہ چلے جاؤ گے زنجیر نہیں کٹے گی۔

تین میل مدینہ سے رہ گئے تھے علیؑ مسجد ارطاف؟ پر سواری پہنچی تھی قیدیوں کو لے کر کہ پیغمبرؐ کو اطلاع ہوئی کہ علیؑ آ رہے ہیں تو علیؑ کے استقبال کیلئے پیدل چلے۔ علیؑ مرتجز پر بیٹھے ہوئے آ رہے ہیں کہ اک بار علیؑ کو پتہ چلا کہ پیغمبرؐ پیدل آ رہے ہیں علیؑ گھوڑے سے کود پڑے جیسے ہی علیؑ گھوڑے سے کودے دوڑ کر پیغمبرؐ کے پیروں کو چومنا شروع کیا۔ ادھر پیغمبرؐ نے شانے کو پکڑا پیشانی کو بوسہ دیا کہا علیؑ گھوڑے سے کیوں اُتر گئے کہا آپؐ پیدل آ رہے تھے کہا علیؑ گھوڑے پر بیٹھو۔ کیا آپؐ کو رسالت کی ادائیں دکھائیں اور حکم الٰہی سے یہ ہوا اللہ کا محبوب پیغمبرؐ۔ پیغمبرؐ کا محبوب علیؑ اک تسلسل ہے۔ کہا گھوڑے پر بیٹھو علیؑ کو گھوڑے پر بٹھایا لشکر پورا پیچھے آگے مرتجز اس پر علیؑ بیٹھے ہوئے اور اک بار لجام فرس کو نبیؐ نے پکڑا اور گھوڑا لے کر چلے۔ سوار۔ گھوڑا۔ نبیؐ لے کر چلے۔ پیچھے پیچھے جلوس۔ یہ چلا ذوالجناح آگے ذوالجناح۔ مرتجز کا نام ہے ذوالجناح اس کا خطاب ہے ذوالجناح کربلا تک آیا۔ سیاہی مائل سرخ طویل قامت۔ بولے تو ایسے کہ بادل گرجا۔ چلے تو ایسے بجلی کڑکی بادل میں مرتجز۔ آگے آگے نبیؐ لگام تھامے ہوئے۔ اور یہ کہتے ہوئے چلے وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحاً فَالْمُوْرِيٰتِ قَدْحاً فَالْمُغِيْرٰتِ صُبْحاً...... الخ

بتایا پیغمبرؐ نے اس جلوس میں صرف نبیؐ شامل نہیں بلکہ خدا بھی شامل ہے قرآن بھی شامل ہے قرآن اور اہلِ بیتؑ ساتھ ہیں جو قرآن کہے وہی نبیؐ کہیں وہی اہلِ بیتؑ کہیں اگر گھوڑا قرآن کی نظر میں متبرک ہے تو نبیؐ کی نظر میں بھی اللہ کی نظر میں بھی وَالْعٰدِیٰتِ ضَبْحاً فَالْمُوْرِیٰتِ قَدْحاً فَالْمُغِیْرٰتِ صُبْحاً اس کے بعد کہا اے علیؑ آج تمہاری وہ فضیلتیں بیان کرتا وہ فضیلتیں بیان کرتا کہ تم جدھر جدھر سے گذرتے لوگ تمہاری قدم کی خاک کو اُٹھا کر سر پر رکھتے غور نہیں کیا آپ نے احد میں انعام ملا لا فتیٰ الا علی لا سیف الا ذوالفقار خندق میں کل کفر کے مقابل کل ایمان جا رہا ہے واپس آئے آج علیؑ کی ایک ضربت عبادت ثقلین پر بھاری ہے۔ خیبر میں انعام کل علم اس کو دوں گا جو مردہو کرار غیر فرار ہو خدا اور رسولؐ اس کو دوست رکھتے ہیں وہ خدا اور رسولؐ کو دوست رکھتا ہے اللہ اس کے ہاتھ پر فتح دے گا۔ واپس آئے کہا علیؑ تمہارے چاہنے والوں کو اللہ نے دنیا سے بڑی بڑی ۱۲ حکومتیں دے دی ہیں اور منبر نور پر تمہارے غلام تمہارے چاہنے والے بیٹھیں گے جائیں تو انعام آئیں تو انعام لڑائی کو حصار میں حدیث کے لئے لیا ادھر سے حدیث ادھر سے حدیث بیچ میں علیؑ کا میدانِ جنگ۔ یہ لڑائی جو ہوئی ایسا لگا جیسے حدیثیں ختم ہو گئیں تو چاہا کہ قیامت تک کہ ساری حدیثوں کو جمع کر کے ایک جگہ دے دیں اور اس کے آگے کیا۔ وہ کہتا وہ کہتا اگر آج وہ کہہ دوں اگر آج وہ کہہ دوں تو لوگ تمہاری خاکِ قدم کو اُٹھا کر سر پر رکھیں گے لیکن یا علیؑ میں ڈرتا ہوں اپنی امت سے اگر میں وہ کہہ دوں تو تمہیں وہی کہنے لگیں گے جو عیسائی عیسیٰؑ کو کہتے ہیں۔ یا رسولؐ اللہ نُصیریوں کے لئے راستہ کھول دیا۔ کتنی احتیاط کی رسولؐ نے وہ نہیں کہوں گا وہ نہیں کہوں گا مگر ڈرتا ہوں امت سے اگر کہہ دیا تو پوری امت یا علیؑ تمہیں وہ کہنے لگے گی جو عیسائی عیسیٰؑ کو کہتے ہیں۔ نہیں غور کیا آپ نے اتنے فضائل

پیغمبرؐ نے بتائے علیؑ کے پھر بھی کروڑ ہا کروڑ تقیہ میں رہ گئے۔ تقیہ ہی تو ہے کہ پیغمبرؐ نے چھپا لئے علیؑ کے فضائل بتائے نہیں۔ بتا دیتا۔ اگر بتا دیتا تو تمہاری خاک قدم یہ امت اپنے سر پر رکھتی لیکن ڈرتا ہوں تمہارے بارے میں بھی سب وہی کہنے لگیں گے جو عیسیٰؑ کے بارے میں عیسائی کہتے ہیں نہیں غور کیا آپ نے جن پر اعتماد تھا انھیں بتا دیا۔ ہمیں سب معلوم ہے ہماری قدر کیجئے ہمیں سب معلوم ہے اس کے باوجود ہم علیؑ کو خدا نہیں کہتے ہمیں سب معلوم ہے مسلمانوں کو کچھ نہیں معلوم ہمیں سب معلوم ہے ہمیں سلمانؓ نے بتایا ہمیں بوذرؓ نے بتایا۔ ہمیں قنبرؓ نے بتایا۔ ہمیں میثمؓ نے بتایا۔ ہمیں کمیلؓ نے بتایا۔ ہمیں عمارؓ نے بتایا۔ ہمیں رشیدؓ نے بتایا۔ ہمیں کربلا والوں نے بتایا ہمیں سب معلوم ہے اس کے باوجود ہم خدا نہیں کہتے۔ نہیں مانا تھا نصیری تو بہک گیا۔ علیؑ کو خدا کہنے میں مزہ نہیں کوئی مزہ نہیں علیؑ خدا جیسا اس میں کیا مزہ علیؑ کسی کے جیسا نہیں علیؑ علیؑ ہے علیؑ علیؑ ہے مثال کی کیا ضرورت ہے۔ (صلوٰۃ)

علیؑ کو خدا کہنے میں مزہ نہیں بلکہ مزہ اس میں ہے کہ سب کچھ فضائل بیان کر دیئے اور زمانے نے پھر الزام لگایا۔ یہ شیعہ علیؑ کو خدا کہتے ہیں یہ سننے میں مزہ آتا ہے۔ ہم نہیں کہتے مگر دنیا کہتی ہے کہ یہ شیعہ خدا کہتے ہیں۔ نہیں پتہ آپ کو یہ الزام ہم پہ نہیں ہے یہ سارا غصہ اللہ پہ نکل رہا ہے غصہ یہ ہے کہ اللہ نے قرآن میں کسی اور کو اسد اللہ کیوں نہیں کہا غصہ یہ ہے کہ کسی اور کو عین اللہ کیوں نہیں کہا کسی اور کو لسان اللہ کیوں نہیں کہا کسی اور کو جنب اللہ کیوں نہیں کہا غصہ یہ ہے۔ قرآن میں دیکھا آنکھیں قرآن میں دیکھا ہاتھ قرآن میں دیکھا پیر قرآن میں دیکھا چہرہ۔ دیکھئے قرآن والے چہرے سے علیؑ کو نہ ملایئے ورنہ آپ نے دیکھا کہاں؟ اقبالؔ نے کہا مومن اللہ کا ہاتھ بن جاتا ہے مومن اللہ کا ہاتھ بن جائے اور کل ایمان اللہ کا ہاتھ نہ بنے۔ انصاف کیجئے اور پھر اگر

کوئی ربط نہیں تھا اللہ سے تو پھر کعبہ میں کیوں ظہور پذیر ہوتے ۔ پوری کائنات میں ہم نے نہیں سنا آدمؑ سے لے کر عیسیٰؑ تک اور بھی لوگ ہیں رام ہیں کرشن ہیں کرشن جی کھیت میں پیدا ہوئے رام جی ایودھیا میں پیدا ہوئے اب تک جھگڑا چل رہا ہے ۔ دیکھئے مسلمانوں کو ہٹ جانا چاہیئے بابری مسجد سے اگر مسجد بنی رہی تو ہندو کہنے لگیں کہ ہمارا رام بھی اللہ کے گھر میں پیدا ہوا ۔ پھر کیا کریں گے مسلمان ۔ چھوڑو ہٹاؤ مندر ہی رہنے دو تاکہ وہ کہیں کہ مندر میں رام جی پیدا ہوئے ارے اپنا فخر کیوں کھونا چاہ رہے ہو کہ علیؑ کعبہ میں پیدا ہوا جانے دو مسجد کو کعبہ کو بچا کر رکھو علیؑ کی جائے ظہور ۔ اور پہلے مندر ہی تھا تو چھوڑو اس کو ۔ کرشن جی کھیت میں پیدا ہوئے مہاتما بدھ پٹنہ میں پیدا ہوئے ۔ اور پیغمبر مثلاً ابراہیمؑ پہاڑی گپھا میں پیدا ہوئے یہ علیؑ کعبہ میں کیوں ظاہر ہوئے اور کعبہ میں کیا اللہ رہتا ہے کیوں اس نے اپنا گھر بنایا ہے ۔ ایک ہیڈ کوارٹر مقرر کیا ہے جب ہیڈ کوارٹر مقرر کیا ہے تو اس نے یہ بھی بتایا کہ ہیڈ کوارٹر چلائے گا کون کعبہ میں اس لیے پیدا کیا کہ بتایا کہ قیامت تک ہمارے ہیڈ کوارٹر کا مالک علیؑ رہے گا ۔ ۹۹۹ نام ہیں اللہ کے خبیر نام ہے اللہ کا عالم نام ہے اللہ کا ستار نام ہے اللہ کا غفار نام ہے اللہ کا وکیل نام ہے اللہ کا ۔ نام تو سب یاد ہیں آپ کو ۔ اور ادھر ہم نے کہا علیؑ کو ۔ علیؑ رب ہیں ۔ غصے سے کہا کافر ہو ۔ ہم نہیں کہہ رہے ہیں امام شافعی نے کہا شافعی مر گیا اب تک تو نہ پتہ چلا اس کو کہ اس کا رب علیؑ ہے یا اللہ ہے ۔ شافعی نے کہا پورا سعودی عرب امام شافعی کی فقہ پر چلتا ہے اور بھی تمام افریقہ کے ممالک تو چار ہی تو مصلے ہیں چار ہی فقہ ہیں ۔ سبطِ ابنِ جوزی اور کئی علماء کے بارے میں یہ مشہور ہے کئی سے یہ واقعہ کہ درس دیتے تھے شیعہ سنی اہلِ حدیث وہابی سبھی ان کے درس میں شریک ہوتے لیکن فکر سب کو یہ تھی کہ یہ شیعہ ہیں یا سنی علم سب کو پسند ہے مگر یہ پتہ لگانا چاہتے تھے کہ یہ شیعہ ہیں یا سنی تو سب نے مل کر

یہ طے کیا کہ آج ان سے یہ پوچھ لیا جائے تا کہ یہ فرار نہ اختیار کرسکیں۔ بیچ مجمع میں سوال کرلیا کہ یہ تو بتائیے قبلہ کہ آپ بعد نبیؐ، نبیؐ کے نائبین کتنے مانتے ہیں کہنے لگے ارے تین بار چار چار کہا ہے چار چار آٹھ اور چار ۱۲! پھر باہر نکل کر جھگڑا کرنے لگے کہ یہ تو طے ہی نہیں ہوسکا کہ شیعہ ہیں یا سنی کہنے لگے کل پھر پوچھیں گے۔ کہنے لگے قبلہ یہ بتائیے کہ نبیؐ کے خلیفہ کون ہیں۔ یہ سوال تھا۔ اب بھرے مجمع میں کہنے لگے کہاں یاد کتنی بار کہا وہ جس کی بیٹی جس کے گھر میں۔ اب سنی کہنے لگے دیکھا حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ ہیں ان کی بیٹی ان کے گھر میں ہے۔ کہنے لگے کیا بات کر رہے ہو انھوں نے کہا وہ جس کی بیٹی اس کے گھر میں۔ یعنی نبیؐ کی بیٹی علیؑ کے گھر میں کہنے لگے ہاں۔ یہ واقعہ سبط ابنِ جوزی کے نام سے مشہور ہے مر گئے کھلا ہی نہیں کیا تھے دونوں نے نماز پڑھی ایک نے ہاتھ کھول کے ایک نے ہاتھ باندھ کے۔

تو بہت سے لوگ اس طرح کی زندگی گذار رہے ہیں کہ کسی کو نہ پتہ چلے کہ آپ علیؑ والے نہ بنیں اس لیے قدرت نے یہ انتظام رکھا کہ کوئی فرقہ اسلام کا ایسا نہیں ہے جس میں علیؑ نہ ہوں۔ کچھ لوگ مشہور ضرور ہیں لیکن ایک فرقہ میں پائے جاتے ہیں دوسرے میں نہیں پائے جاتے ہیں۔ تیسرے میں نہیں پائے جاتے اور چوتھے میں نہیں پائے جاتے۔ علیؑ واحد وہ ہے کہ کوئی فرقہ ایسا نہیں جو نہ مانے حد یہ ہے کہ نصیریوں کا خدا بن کے کہیں چوتھا بن کے اور کہیں پہلا بن کے۔ اور کہیں سرتاج اولیاء بن کے صوفیاء میں۔ علیؑ ہر جگہ سرتاج۔ چوتھا صحیح ختم تو شریعت ہوئی علیؑ پر نا۔ دیکھئے مزے کی بات یہ چوتھے علیؑ آخری شریعت کس کی باقی رہے گی۔ تم مانو یا نہ مانو چل رہی ہے شریعت علیؑ کی فقہ بھی علیؑ شریعت بھی علیؑ کی۔ علم بھی علیؑ کا اخلاق بھی علیؑ کا ہر شے علیؑ کی مسلمانوں کے پاس۔ کوئی اس میں حصہ دار نہیں جیسے میدانِ جنگ میں کوئی حصہ دار نہیں۔ آئے مدینہ

مرتجز کو لئے ہوئے سورہ پڑھ کے سنایا کہا یہ سورہ علیؑ کے نام۔ یہ ہے وہ شہ سوار جس کا ہے یہ رہوار قرآن نے محفوظ کرلیا۔ واحد وہ انسان ہے کائنات میں علیؑ جس کی بہادری کی تعریف تو کی ہی اللہ نے بلکہ اس کی تلوار اور اس کے گھوڑے کو بھی قرآن کا موضوع بنا دیا۔ سورۂ حدید میں ذوالفقار کی تعریف کی والعادیات میں گھوڑے کی تعریف کی یعنی علیؑ سے کوئی چیز بھی منسلک ہو جائے وابستہ ہو جائے تو اللہ قرآن میں اسے سورۂ بنا دیتا ہے۔ تو انسان اگر علیؑ سے وابستہ ہو جائے تو اللہ کی نظر میں اس کی کیا عظمت ہوگی۔ گھوڑا قرآن کا موضوع بن گیا قسم کھائی قسم اس شے کی کھائی جاتی ہے جس سے محبت کی جاتی ہے جسے عزیز رکھا جاتا ہے۔ اللہ نے بہت قسمیں کھائیں بے شمار قسمیں کھائیں:-

وَالشَّمۡس وَ ضحٰهَا وَالۡقَمَرِ اِذَا تَلٰهَا۔ (سورۂ الشمس)

سورج کی قسم اور اُس کی روشنی کی قسم، اور اس کے پیچھے آنے والے چاند کی قسم۔

لَااُقۡسِمُ بِهٰـذَا الۡبَلَدِ۔ وَاَنۡتَ حِلٌّ بِهٰـذَا الۡبَلَدِ ٥ وَوَالِـدٍ وَّمَا وَلَدَ ٥ لَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَان فِیۡ کَبَدٍ (سورۂ بلد)

میں اس شہر مکہ کی قسم کھاتا ہوں، اور تم اس شہر میں موجود ہو مجھے اس کی چہار دیواری کی قسم، اور قسم ہے باپ کی اور قسم ہے بیٹے کی، ہم نے بے شک انسان کو کڑی مشقت کے لیے پیدا کیا۔

وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الۡبُرُوۡجِ ٥ وَالۡیَوۡمِ الۡمَوۡعُوۡدِ ٥ وَشَاهِدٍ وَ مَشۡهُوۡدٍ (سورۂ البروج)

قسم ہے برجوں والے آسمان کی، اور اس دن کی جس کا وعدہ کیا گیا ہے اور میں شاہد و مشہود کی قسم کھاتا ہوں یعنی گواہی دینے والے کی اور اس کی جس کی گواہی دی گئی

وَالتِّیۡنِ وَالزَّیۡتُوۡنَ وَطُوۡرِ سِیۡنِیۡنَ وَهٰذَا الۡبَلَدِ الۡاَمِیۡنَ (سورۂ التین)

قسم ہے انجیر کی اور زیتون کی اور طورِ سینا کی اور اس امن والے شہر کی۔

لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ (سورۃالحجر)

اے رسولؐ تمہاری جان کی قسم، وہ یقیناً اپنے نشہ میں لڑکھڑا رہے ہیں۔

نٓ وَالْقَلَمِ وَمَايَسْطُرُوْنَo مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ (سورۃالقلم)

میں ن کی قسم کھاتا ہوں میں قلم کی قسم کھاتا ہوں میں اس تحریر کی قسم کھاتا ہوں جو مستقبل میں لکھی جائے گی۔آپ اپنے ربّ کی نعمت کے سبب دیوانے نہیں ہیں۔

۸۷ قسمیں کھائی ہیں اللہ نے۔تو گھوڑوں کی بھی قسمیں کھائیں۔

وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًاo فَالْمُوْرِيٰتِ قَدْحًاo

قسم ہے سرپٹ دوڑنے والے گھوڑوں کی۔

عادیات کے معنی معلوم ہیں آپ کو۔تیز دوڑتے ہوئے گھوڑے،علاّمہ اقبالؔ نے کہا:-

دشت تو دشت ہیں دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے
بحرِ ظلمات میں دوڑا دیئے گھوڑے ہم نے

ظلمات کے معنی تو معلوم ہیں آپ کو۔ یہ گھوڑے اندھیروں میں دوڑائے گئے ہیں،لیکن علیؑ نے روشنی میں دوڑائے ہیں،وہ اندھیروں میں بھٹکتے رہے،،بحرِظلمات میں دوڑتے رہے نہ علم کا نور نہ قرآن کی روشنی ملی۔تو اسلام جیسا پھیلا ویسا پھیلا جب ظلمات میں گھوڑے دوڑے تو اسپین تک گئے پھر واپس آ گئے۔علیؑ ذہنوں کو واپس نہیں جانے دیتے علیؑ والا پلٹتا نہیں۔جہاں ہے پھر ثابت قدم ہے یہ علم کی طاقت ہے یہ محبتِ علیؑ کی طاقت ہے کہ ایک جانور کی بھی تعریف کر دی تو پھر اس کی نسل وفادار بنی اسے فارس کہا جاتا ہے۔فارس یعنی فراست،گھوڑے سے بڑھ کر فراست کسی جانور کے پاس نہیں یہی مرتجز حسینؑ کے ساتھ ساتھ آیا اسی لئے دو محرم کو چلتے چلتے رک گیا۔کیوں رک گیا

کہا خوشبو پاتا ہوں اس زمین کی حسینؑ رک گئے گھوڑا رک گیا۔ تین دن پانی بند رہا
سب پیاسے تو گھوڑا بھی پیاسا گھوڑے نے شکوہ نہیں کیا میں بھوکا ہوں نبیؐ کا رہوار علیؑ
کا رہوار بچپن میں حسینؑ بیٹھ چکے تھے پانچ برس کے تھے کہ ایک دن رسولؐ مسجد سے
نکلے تو دیکھا حسینؑ مرتجز کی، ذوالجناح کی پیشانی پر ہاتھ پھیر رہے ہیں۔ رک گئے کہا
حسینؑ کیا یہ گھوڑا تمہیں پسند ہے کہا نانا یہ گھوڑا ہمیں بہت اچھا لگتا ہے بیٹھو گے حسینؑ اس
پر بیٹھو گے گود میں لیا اور جیسے ہی نبیؐ نے چاہا کہ حسینؑ کو اس پر بٹھائیں ذوالجناح پہلے
بیٹھ گیا۔ حسینؑ کو بٹھا کے آہستہ آہستہ اُٹھا پانچ برس کی عمر گھوڑا حسینؑ کو لئے ہوئے
کاوے پر کاوہ کاوے پر کاوہ بچپن کا یہ منظر اس کو ایسا یاد تھا کہ ایسا نہ ہو کہ حسینؑ گر جائیں
تو میری وفا پر ضرب لگے گی۔ اک بار دیکھا میرا سوار دونوں ہاتھوں سے میری گردن کو
تھامے ہے سمجھ گیا۔ آہستہ آہستہ بیٹھ گیا آج حسینؑ کو میری مدد کی ضرورت ہے حسینؑ کو
زمین پر اُتار دیا۔ ابنِ سعد نے کہا اس کو پکڑ لو یہ رسولؐ اللہ کا گھوڑا ہے چاروں طرف
سے کمندیں ڈالی گئیں لیکن اس نے کمندوں کو توڑ دیا۔ تیروں کی بارش کر دو اس پر اگر
قابو میں نہیں آ رہا ہے جیسے ہی کمان کڑکی ابنِ سعد نے کہا خبردار تیر نہ چلانا رسولؐ اللہ کا
گھوڑا ہے۔ اگر قابو میں نہیں آتا ہے تو یہ دیکھو یہ جاتا کہاں ہے یہ کرتا کیا ہے پورا لشکر
دیکھ رہا ہے لیکن ۷۸ آدمی مارے ٹانگوں سے کچل کر دانتوں سے کھینچ لیا گھوڑوں سے
اور کچھ کو کچل کر مار ڈالا جب گھیرا جانے لگا تو کبھی اِدھر جائے کبھی اُدھر جائے ایسے میں
اس نے محسوس کیا کہ زمین ہل رہی ہے۔ زمین لرز رہی ہے دوڑا مقتل کی طرف لیکن
جب پہنچا تو پہچان نہیں پایا۔ کہتے ہیں لاشے سونگھتا تھا رک رک کر سونگھتا تھا کون ہے میرا
آقا۔ لیکن جب لہو کی سرخی پائی اپنی پیشانی کو رنگ لیا سات بار حسینؑ کے لاشے کے
گرد طواف کیا باگیں کٹی ہوئی اور اب دوڑتا ہوا چلا خیمہ گاہ کی طرف ٹاپوں کی آواز آئی تو

سکینہؑ بی بی نکلیں پھوپھی اماں بابا کا رہوار آیا ہے۔ بی بیاں باہر آ گئیں رہوار کو گھیر لیا ہر ایک پوچھتی تھی اے اسپ وفادار آ قا نہیں آئے سوار کو کہاں چھوڑ آئے سکینہؑ نے مرثیہ پڑھا۔ اے اسپ وفادار بابا کے بابا کو کہاں چھوڑ آیا۔ کہتے ہیں اس طرح رویا ذوالجناح جیسے کوئی ماں اپنے جوان بیٹے کو روتی ہے۔ کہاں گیا ذوالجناح کہاں چلا گیا امامؑ سے پوچھا گیا کہا اس نے اپنے آپ کو چھپا لیا۔ وہ اشقیاء کے ہاتھ میں نہ آنے پائے اور وہ آئے گا وہ امامؑ وقت کے ساتھ آئے گا اہلِ حرم اسیر ہوئے قید خانے میں آئے۔ شبِ چہلم ہے۔ قیدی بلائے گئے جتنی دیر سید سجادؑ دربار میں رہے جناب زینبؑ درِ زندان پر پریشان رہیں۔ میرا بیٹا نہیں آیا۔ دربار میں سید سجادؑ بیٹھے حداد کو بلاؤ حداد آیا یہ ہتھکڑیاں بیڑیاں اس قیدی کی کاٹ دو۔ ہتھکڑیاں کٹیں بیڑیاں کٹیں لیکن جب طوق کٹنے لگا۔ تو چیخ چیخ کر روئے حداد ضربیں آہستہ لگا جب طوق کٹا تو حداد بھی رونے لگا زخم ایسا تھا ہڈیاں نظر آ رہی تھیں۔ کیوں بلایا ہے یزید کہا زر و جواہر سے بھرے ہوئے وہ صندوق جو رکھے تھے وہ لاؤ ایک صندوق دوسرا صندوق تیسرا صندوق ساتوں صندوق یہ کیا ہے کہا ہم نے اپنے خزانے کا قیمتی ترین مال آپ کو پیش کرنے کیلئے بلایا ہے کہا یہ کیوں کہا آپ کے باپ حسینؑ کا خوں بہا کہا یزید میں کون ہوں حسینؑ کا خوں بہا لینے والا یہ مال اپنے پاس رکھ محشر میں جب رسولؐ خدا آئیں تو یہ مال انھیں پیش کرنا کہنا یہ آپ کے نواسے کا خوں بہا میں آپ کو دیتا ہوں میں کون ہوں خوں بہا لینے والا فاطمہؑ زہرا کو خوں بہا دے دینا۔ اور کیا بات ہے کہا ہم نے قید سے آپ کو آزاد کیا۔ آپ اپنے وطن واپس جائیے کہا ہم ابھی کوئی فیصلہ نہیں کر سکتے جب تک ہم اپنی پھوپھی اماں سے نہ پوچھ لیں۔ آئے سید سجادؑ پھوپھی نے بھتیجے کو آتے دیکھا پھوپھی بھتیجے سے لپٹ گئیں کہا میرے لال بہت دیر کر دی کیا بات ہوئی۔ کہا دیکھئے نا ہتھکڑیاں کٹ

گئیں۔ یہ طوق کٹ گیا پھوپھی اماں ہم آزاد ہو گئے یزید پوچھ رہا ہے آپ مدینہ جائیں گی کہا بیٹا ابھی ہم کہیں نہیں جائیں گے یزید سے کہو ابھی ہم اپنے وارثوں کو روئیں گے ہم اپنے بھائی کو رو نہیں سکے یزید سے کہو ایک مکان خالی کر کے دے جہاں ہم اپنے حسینؑ پر روئیں گے۔ قاتل کے دارالحکومت میں زینبؑ نے پہلا عزاخانہ بنا دیا۔ وہیں عزاداری قائم کردی۔ آج ہی کے دن تو عزاداری کی بنیاد رکھی ہے زینبؑ نے۔

---

# دسویں مجلس

بِسْمِ اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

ساری تعریف اللہ کے لیے درود اور سلام محمدؐ وآلِ محمدؐ کے لیے

حضرت علیؑ میدانِ جنگ میں۔ دسویں تقریر آپ حضرات سماعت فرما رہے ہیں۔ یہ موضوع بڑا وسیع تھا، بہت گوشے اور بہت رخ تھے، اس موضوع کے کچھ جزئیات ایسے تھے کہ جن پر گفتگو ہوئی اور زیادہ گوشے ایسے ہیں کہ جن پر گفتگو باقی ہے۔ علیؑ کا میدانِ جنگ ایک درسگاہ تھا اور درسگاہ ہے کل بھی علیؑ میدانِ جنگ میں عالم انسانیت کو انسانیت کا درس دے رہے تھے میدان تھا جنگ کا مگر جنگ کا درس نہیں دیا بلکہ امن کا درس دیا اور دنیا کا کوئی لڑنے والا یہ نہیں کرسکا کہ وہ جنگ کرے اور امن کا پیغام سنائے یہ واحد انسان علیؑ تھے کہ جنہوں نے برستے تیروں میں خون کی بارش میں انسانیت کو امن کا پیغام دیا صرف یہی نہیں بلکہ علیؑ کے میدانِ جنگ نے اسلام کو پروان چڑھایا۔ علیؑ کے میدانِ جنگ سے اسلام مستحکم ہوا صرف اسلام نہیں بلکہ علیؑ نے بتایا کہ میں وہ شجاع ہوں کہ آج تک مجھے کوئی زیر نہیں کرسکا۔ اگر میں مادّی لڑائیاں لڑ رہا ہوتا تو کوئی تو کبھی مجھے گرا لیتا۔ علیؑ نے میدانِ جنگ سے فرار اختیار نہ کرکے بتایا کہ کوئی ایسی طاقت ہے جس کے لیے میں یہاں ثابت قدم ہوں۔ میرے قدم یہاں سے نہیں اکھڑتے اگر کسی لڑائی میں علیؑ دولت جمع کرتے تو دنیا کہتی کہ مادّی نقطۂ نظر سے علیؑ لڑ رہے تھے ہر میدان میں کروڑوں کی دولت سامنے تھی اور جب جنگ ختم ہوتی علیؑ ٹھوکر

مار کر خزانے کو ہٹ جاتے اور بتاتے تھے کہ دولت کے لئے نہیں لڑ رہا ہوں اللہ کے لئے لڑ رہا ہوں۔ (صلوٰۃ)

دنیا جان گئی خدا ہے علیؑ نے خدا کو منوالیا تلوار سے نہیں اپنے کردار سے۔ علیؑ نے میدانِ جنگ میں ۸۷ غزوات میں بغیر لشکر کی مدد کے تنہا ہر میدان کو فتح کر کے یہ بتایا کہ اطاعتِ رسولؐ کیا ہے میدان میں ثابت قدم رہ کر بتایا خدا ہے تنہا لڑ کر رسالتؐ کو مستحکم کیا کسی پر ظلم نہ کر کے امامت کو مستحکم کیا۔ ہر ایک کو برابر حصہ دے کر عدالت کو مستحکم کیا۔ برستے تیروں میں سجدہ کر کے عبادت کو مستحکم کیا۔ خیبر کی ساری دولت فقیروں میں لٹا کر سخاوت کو مستحکم کیا۔ کسی مظلوم پر تلوار نہ اٹھا کر کسی عورت کو دکھ نہ پہنچا کر کسی بچے کو پامال نہ کر کے علیؑ نے شرافت، نجابت اور سیادت کو مستحکم کیا۔ یہ ہے علیؑ کا میدانِ جنگ۔ کیا کوئی کائنات کا ایسا بھی موضوع ہے جس موضوع پر میدانِ جنگ میں علیؑ نے اپنے کردار سے یہ نہ بتایا ہو کہ اس کی اصل کیا ہے بدر سے حنین تک کوئی خطبہ نہیں دیا، نہ عدالت پر خطبہ، نہ توحید پر خطبہ، نہ رسالتؐ پر خطبہ، نہ امامت پر خطبہ، نہ عبادت پر خطبہ، نہ شرافت پر خطبہ، نہ نجابت پر خطبہ، نہ سخاوت پر خطبہ، کردار سے بتایا، کیا ہے رسالت، کیا ہے امامت، کیا ہے عدالت، کیا ہے عبادت، علیؑ کی خاموشی بھی تعلیم بن جاتی ہے بہت کم بولتے تھے ایسا لگتا تھا علیؑ بہت سنجیدہ انسان ہے علیؑ بولتے ہی نہیں تھے علیؑ ضروری بات کرتے تھے رجز پڑھا اس کا نام پوچھا کہا وار کر اس نے وار کیا، علیؑ نے جواب میں وار کیا اور دھاک جما دی پہلے وار میں دوسرا وار علیؑ کو نہیں کرنا پڑتا تھا۔ موقع ہی نہیں دیتے تھے کہ علیؑ پر دوسرا وار کیا جائے۔ اور شان یہ میدان جنگ میں جانے کی کہ کبھی پشت پر زرہ نہیں پہنی۔ پشت پر خالی کرتہ آگے زرہ سینہ پر زرہ۔ پوچھ لیا کسی نے ایسا کیوں ہے؟ کہا وہ دن علیؑ کی زندگی میں نہ آئے کہ جب علیؑ کا دشمن

پشت پر آ جائے۔ عرب میں مشہور ہو گیا تھا ہر آدمی یہ کہتا تھا عجیب شہ سوار ہے عجیب مجاہد ہے جیسے سامنے دیکھتا ہے ویسے پیچھے دیکھتا ہے۔ دو آنکھیں آگے لگیں ہیں دو آنکھیں پیچھے لگی ہیں۔ وہ تو پیچھے بھی ویسے ہی دیکھتا ہے۔ پشت پر وار دو ہی طریقہ سے ہو گا یا دشمن پشت پر آئے یا مجاہد دشمن کو پشت دِکھائے۔ دیکھئے علیؑ نے اپنے لہو سے تاریخ لکھ دی کائنات میں قسم کھا کر یہ بات میں بتا رہا ہوں کہ پھر نسل علیؑ میں جتنے لوگ آئے بچوں نے بھی پشت پر وار نہیں کھایا۔ علیؑ اکبرؑ قاسمؑ عباسؑ مصائب نہیں پڑھ رہا ہوں۔ دیکھئے علی اصغرؑ نے بھی تیر کا وار سامنے سے روکا ہے۔ یوں میدانِ جنگ بناتے ہیں، علیؑ کا میدانِ جنگ دس برس کا نہیں جب تک کربلا تب تک علیؑ کا میدانِ جنگ۔ علم اُٹھایا میدانِ جنگ میں تو لاج رکھ لی میدان جنگ میں علمداروں کی۔ علم کیسے اٹھاتے ہیں۔ علمدار کا انعام کیا ہے ہم ایسے علم لے کے نہیں جائیں گے پہلے تو اعلان کر کہ علمدار کا مرتبہ کیا ہے ڈگری تو بتا تو اللہ نے کہا اس سے پہلے کسی بادشاہ نے کیوں نہیں کہا بڑے بڑے بادشاہ تھے روم کے بادشاہ تھے یونان کے بادشاہ تھے ایران کے بادشاہ تھے سب کے جھنڈے تھے نام تھے جھنڈوں کے لیکن علمدار کی تعریف کہیں نہیں آئی ایران کے بڑے بڑے بادشاہ جمشید، فریدوں، رستم، سہراب بڑے بڑے بہادر گزرے کسی علمدار کا نام یاد آرہا ہے؟ روم کے بڑے بڑے قیصر گزرے کسی علمدار کا نام یاد آرہا ہے؟ اگر اسلام نہ ہوتا تو علمدار کا نام میدانِ جنگ میں گم ہو جاتا۔ اسلام نے علمدار کو مستحکم کیا اتنا مستحکم کیا کہ علمدار کی وجہ سے علم مستحکم ہو گیا۔ اور علیؑ نے چاہا کہ اللہ اعلان کروائے اُپنے نبی سے کہ علمدار کی پہلی تعریف کیا ہے تو پہلی تعریف اللہ نے دی کہ کل علم مرد کو دیں گے۔ بھئی ایسی تعریف ہے کہ جب تک یہ لفظ رہے جب تک علم رہے جب تک علیؑ کا میدان جنگ رہے اب علم وہی اٹھائے گا جو مرد ہو گا۔ صرف بات یہیں

ختم نہیں ہو گئی بات آگے بڑھی کرار بڑھتا جائے۔ جھنڈے لپیٹ کے واپس نہ آجائے۔ منزل تک جائے اور فرار اختیار نہ کرے اور پھر انعام اللہ و رسولؐ اس سے محبت کرتے ہیں۔ جو علم اُٹھاتاؑ ہے اور وہ اللہ رسولؐ سے محبت کرتا ہے جہاں علم ہے وہاں اللہ و رسولؐ سے محبت ہے ورنہ سب دعوے ہیں جھوٹے علیؑ نے انعام لے لیا میرا میدانِ جنگ وہاں تک جہاں تک علم۔ کیا زرہ کی بات کرتے ہو کب پہنی زرہ میں نے۔ بدر میں پہنی ہوگی ہاں احد میں پہنی ہوگی لیکن اس کے بعد تو بتاؤ زرہ پہنی علیؑ نے ہاں زرہ تھی علیؑ کے پاس مقوقس نے بھیجی تھی مصر کے بادشاہ نے ایک کڑی سونے کی ایک کڑی چاندی کی ایک کڑی سونے کی ایک کڑی چاندی کی۔ کائنات میں ایسی زرہ کسی کے پاس نہیں تھی زرہ نبیؐ کو بھیجی گئی تھی نبیؐ ہر اچھی چیز علیؑ کو دے دیتے تھے چاہے تلوار ہو چاہے زرہ ہو۔ نبیؐ نے جب اولاد کو پیار نہ کیا بیٹی بیاہ دی تو تلوار کیا ہے زرہ کیا ہے۔ جو بھی آئے بُھنا ہوا تیتر بھی کوئی پکا کے دے جائے تو حدیثِ طیر بن جائے اور پورا تیتر رکھا ہے پلیٹ میں اور بیٹھے ہیں کھا نہیں رہے ہیں ام سلمیٰؓ کہہ رہی ہیں نوش فرمایئے میں کیسے نوش فرماؤں ہاتھ اٹھائے کہا پروردگار اس وقت روئے زمین پر جو تیرا پسندیدہ بندہ ہو اسے بھیج دے۔ دروازے سے آواز آئی السلام علیک یا رسولؐ اللہ اُمّ سلمیٰؓ دروازہ کھولو علیؑ آگئے۔ (صلوٰۃ)

لیکن اگر کوئی تنہائی میں بلائے بس آپ ہونگے اور کوئی نہ ہوگا اور کسی کو نہ بلایئے گا آپ سے کچھ بات کرنی ہے چاہے آپ کا کوئی کتنا ہی قریبی ہو پاس نہ آئے آپ سے بات کرنی ہے اس تنہائی میں بھی گھبرا گئے وعدہ تنہائی کا تھا معراج میں آیئے تنہائی میں گھبرا گئے محبوب تو ہے نہیں اللہ سمجھ گیا۔ پردہ ہلا۔ ہاتھ دیکھا۔ (صلوٰۃ)

بہت پسند ہے محمدؐ تم کو علیؑ۔ بہت عشق ہے تم کو علیؑ سے۔ لڑائیاں ہوتی تھیں اتنی دیر

تک بیٹھے رہتے ہیں پتہ نہیں کیا باتیں ہوتی ہیں دونوں بھائیوں میں رات گزر جاتی ہے۔ ارے کیا باتیں ہوتی ہیں تمہارے ہی تو مسائل ہیں میدانِ جنگ کے مسائل ہیں۔ اور یہی نپٹائے گا مسئلے۔ علیؑ کو سمجھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس لیے علیؑ کو بار بار سمجھاتا ہوں تا کہ تم سمجھو۔ اب بھی نہیں سمجھ میں آرہا ہے آپ کو کیسے سمجھائیں۔ ارے دیور کو سمجھا کے بھاوج کو سمجھا رہے تھے۔ اب سمجھ میں آ گیا۔ ایسا دیور نہیں دیکھا جس کی ۱۹ بھاوجیں ایک ہی گھر میں ہوں دیور مشکل میں تھا ایک بھاوج کے بہت سے دیور تو ہوتے ہیں لیکن ایک دیور اور بھاوجیں بہت سی۔ اور پھر جاتے جاتے یہ سب تمہارے حوالے کیسی مشکل منزل تھی۔ یعنی گھر کے جھگڑے میدان میں آ گئے کتنی نازک منزلوں سے علیؑ گزرے ہیں۔ ہر چیز پسند کی نبیؐ علیؑ کو دیتے تھے۔ زرہ بھی دی۔ دے تو دی زرہ اور جب عقد کا وقت آیا بیٹی کی رخصت کا وقت آیا تو کہا سلمان علیؑ کو بھیجو علیؑ آئے۔ علیؑ! فاطمہؑ کو رخصت نہیں کرا رہے ہو۔ کہا رخصت کیسے کراؤں ولیمہ کے پیسے نہیں ہیں۔ کہا تمہارے پاس مال کیا ہے کہا ایک تلوار ایک گھوڑا ایک زرہ کہا گھوڑا تو کام کا ہے میدانِ جنگ میں کام آئے گا تلوار بھی کام آئے گی لیکن تمہیں زرہ کی کیا ضرورت۔ جاؤ زرہ بازار میں بیچ دو ایک کڑی سونے کی ایک کڑی چاندی کی۔ جب ہی تو لکھا تاریخ نے جیسا زہراؑ کا ولیمہ ہوا عرب میں ویسا ولیمہ کسی کا نہیں ہوا۔ تین دن ولیمہ ہوا جب ولیمہ کی بھینٹ چڑھ گئی زرہ تو میدانِ جنگ میں علیؑ بغیر زرہ کے آئے ایک کرتہ ذرا رسالت پر یقین دیکھئے۔ جب زرہ بکوائی ہے تو علیؑ کو میدانِ جنگ میں زرہ کی ضرورت نہیں۔ فرمایا پھر کسی میدانِ جنگ میں مجھے زرہ کی ضرورت نہیں پڑی تو تلوار نے ذوالفقار نے بھی دیکھا اب تو یہ زرہ بھی نہیں پہنتے۔ عاشق ہے علیؑ کی باتیں کرتی ہے علیؑ سے پہلو میں رہتی ہے ہر وقت چپکی رہتی ہے۔ ایک کرتہ میں آئے تو تلوار

نے کہا جب میں نے سارا ٹھیکہ لے لیا ہے میدان جنگ کا تو کہیں ایسا نہ ہو کہ علیؑ کو میدانِ جنگ میں زرہ کی ضرورت پڑ جائے تو تلوار نے کہا کیا مجال کوئی تیر آ جائے کوئی بھالا آ جائے کوئی نیزہ آ جائے میں تو ہوں تو علیؑ کے جسم پر کوئی تیر آنے سے پہلے دو ٹکڑے کر دیتی تھی۔ تلوار کے وار کو کاٹ دیتی تھی اس لیے کہ ذوالفقار اس پہ مچلی ہوئی تھی کہ میں عصائے موسیٰؑ سے کم نہیں ہوں کہ وہ اگر سانپ آئیں تو انھیں نگل جائے تو پھر تیر کیا ہیں میرے لئے بھالے کیا ہیں میں نگل جاتی ہوں۔ اس نے کبھی پانی نہیں پیا، پیاس لگی تو خون سے پیاس بجھائی۔ خوب لڑی خوب لڑی مگر وہی بات تلوار کاٹتی ہے مگر ہاتھ چاہئے علیؑ کے سوا کوئی چلا بھی نہیں سکا، بعدِ نبیؐ، عباسؑ بن عبدالمطلبؑ نے دعویٰ کیا تھا سب تبرکات میرے ہیں۔ خلافت کے دربار میں مقدمہ پیش کیا تھا جتنے ہتھیار چھوڑے جتنے ناقے چھوڑے سب کچھ میرا۔ علیؑ نے کہا ہاں آیئے گا مسجدِ نبوی میں۔ سب دے دوں گا لے جایئے گا سارا سامان منگوا کر ڈھیر لگا دیا۔ کوئی علیؑ سے یہ کہہ دے کہ مجھے یہ چاہیئے اور علیؑ دیں نہ۔ میدانِ جنگ میں مقابل نے کہا علیؑ آپ بہت سخی ہیں کہا صحیح سنا۔ کہا تو پھر تلوار دے دیجئے مجھے۔ علیؑ نے پھینک دی تلوار کہا یہ لے میدانِ جنگ میں تو سوال کرے اور علیؑ جیسا سخی تیرے سوال کو رد کر دے۔ لا اِلٰـہ اِلا اللّٰہ۔ میدانِ جنگ میں تلوار سپاہی کی جان ہوتی ہے۔ تو علیؑ نے یہ بھی بتا دیا کہ :-

کافر ہے تو شمشیر پہ کرتا ہے بھروسہ

مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی

اقبالؔ نے صحیح کہا۔ علیؑ تو امیرالمومنینؑ تھے، لیکن علیؑ نے دے کے بتایا کہ یہ تیغ نہ بھی آتی میدان سے پھر بھی یوں ہی لڑتا اور اکثر جب بہت خوش ہوتے رسولؐ اللہ اور کوئی کہتا آپ نے میدان جنگ میں علیؑ کو اکیلے ہی بھیج دیا تو رسولؐ اللہ مسکرا کے کہتے کہ اگر

پورا عرب بھی علیؑ سے آجائے لڑنے تب بھی میرا شیر فاتح واپس آئے گا۔ (صلوٰۃ)

کیا ناز تھا نبیؐ کو علیؑ پر اس ناز کو کوئی نبیؐ سے پوچھے اور حنین کی لڑائی میں اس ناز کو پیغمبرؐ نے دیکھا اب تو آخری لڑائی ہے پہلی لڑائی بدر اور آخری حنین۔ ذرا بتایئے یہ خطاب کائنات میں کس کا ہے۔ فاتح بدر و حنین۔ یعنی پہلی سے لے کر آخر تک کا فاتح ایک۔ ہے کوئی تو اس کا نام بتاؤ آج تک کسی کا خطاب آپ نے سنا فاتح بدر فاتح احد فاتح خندق فاتح خیبر ۷۸ تھیں کوئی ایک لڑائی کسی کے ساتھ جڑ جائے۔ بعد میں آیا فاتح ایران۔ فاتح یونان۔ فاتح اسپین میں کہہ رہا ہوں تصور میں کوئی نام آیا ارے کسی کو کہیں جس کے دور میں حاکم ہے مدینہ میں بیٹھا ہوا تاریخ نے لکھا ان کے دور میں فتح ہوا۔ تو یہ تو مدینہ میں ہیں اور فاتح تو سعد بن ابی وقاص ہے جو فتح کر کے آیا وہ فاتح یا یہ فاتح تو پہلے معاملہ طے کر لو۔

تو سب علیؑ کے ہاتھ میں پہلی لڑائی میں کتنے تھے ۳۱۳ اور یہاں آخری لڑائی میں چودہ ہزار کا لشکر ہو گیا اسلامی لڑائی میں چودہ ہزار کا لشکر ہو گیا چودہ ہزار کا لشکر لے کر پیغمبرؐ چلے اور کافروں کا لشکر وہ تو چلے تھے جان کی بازی لگا کر یعنی پورے قبیلے کے قبیلے مع اپنے چھولداریاں جانور حد یہ ہے کہ مرغیاں سارا سامان اونٹوں پر لدا ہوا عورتیں بچے سب لے کر حملہ کرنے آ رہے ہیں اتنا بڑا لشکر جو چودہ ہزار نے دیکھا کہا یہ تو جی توڑ کر لڑیں گے یہ تو اپنے گھر جلا کر آئے ہیں یہ تو میدان میں کود پڑیں گے یلغار لشکر کی دیکھ کر کوئی نہیں ٹھہرا چودہ ہزار میں چودہ بھی نہیں بچے۔ یہ حنین صرف تاریخ میں نہیں ہے بلکہ سورۂ توبہ نواں سورہ ہے پوری حنین پڑھ لیجئے کہ کوئی نہیں ٹھہرا پتہ نہیں چلا کہ گئے بھی تھے یا نہیں زمین پر نہیں تھے وجود نہیں تھا سات یا آٹھ آدمی رہ گئے تھے وہ بھی رشتہ دار۔ ایسی لڑائی قیامت کی یلغار۔ واحد لڑائی کہ جس میں پیغمبرؐ نے گھوڑا منگایا۔ زرہ بکتر

پہنی دستانے لوہے کے پہنے۔ سر پر دوخود رکھے کمر میں تلوار لگائی ہاتھ میں نیزہ لیا گھوڑے پر سوار ہوئے۔ بغیر لشکر کا سپہ سالار۔ کیسا کیسا پیغمبر کا مذاق اُڑایا ہے پروانے تھے پروانے تھے۔ پروانوں کی شان تو یہ ہے گرتے جاتے ہیں مرتے جاتے ہیں یہ پروانے عجیب شمع میدانِ جنگ میں پروانے وہاں پہاڑیوں پر بھئی پروانہ تو شمع کی لو میں ڈال دیتا ہے اپنے آپ کو۔ بھئی لوگ کہتے ہیں شمع بجھی تو پروانے بھاگے یہاں جل رہی ہے شمع رسالتؐ روشن ہے ارے جب جلنے پر بھاگے ہوئے ہیں تو بجھنے پر کیا ہوگا۔ تو عباس بن عبدالمطلبؑ جو حضورؐ کے چچا ہیں ایسے میں حضورؐ نے کہا ارے ان کو پکارو پکار رہے ہیں اے اصحاب شجرہ تم نے تو قسم کھائی تھی تم نے تو بیعت کی تھی شجر کے نیچے کہ حضورؐ کو چھوڑ کے بھاگیں گے نہیں۔ کہاں بھاگے جاتے ہو واپس آؤ۔ جیسے کان میں آواز ہی نہیں جاتی سب بہرے ہو گئے ہیں تو نبی نیزہ لے کر میدانِ جنگ میں کود گئے پہلی لڑائی جس میں نبیؐ نے آکر رجز کا پہلا شعر پڑھا سنو یہ نہ سمجھنا کہ میں مجبور ہوں اور اکیلا ہوں میں عبدالمطلب کا شجاع بیٹا ہوں۔ اور پہلا آدمی جس نے وار کیا نبیؐ پر اس کو نیزہ کی انی میں پرو لیا نبیؐ نے بس جو نبیؐ آئے میدانِ جنگ میں تو علیؑ نے اب جو تلوار کھینچی اور جو لشکر پر حملہ کیا تو تیس ہزار کو کاٹ کر رکھ دیا اس لڑائی میں سردار جو تھا وہ ابو جرول تھا اور ابو جرول اونٹ پر بیٹھا تھا کیسے کیسے مقابل علیؑ کے آئے ہیں مرحب جیسے عمر جیسے تو ابو جرول کو بھی آنا تھا اونٹ پر عجیب بات یہ ہے کہ اونٹ پر آیا لیکن مرحب کو مارا ویسے ہی ابو جرول کو مارا کہ سر سے تلوار چلی۔ اب مجھے بتاؤ کہ علیؑ کا قد کتنا بڑا ہے دو ٹکڑے کر دیا ابو جرول کو بڑا شجاع تھا ابو جرول۔ اب جو واپس آئے اتنا مال بھیڑ بکریاں گائے اونٹ جب سامان بٹنے لگا جانے کہاں سے پروانے آگئے۔ نبیؐ نے کیا کیا نبیؐ نے کہا کہ جو تازے مسلمان ہوئے ہیں مکہ کے ان کو ڈبل دو جو فتح مکہ والے

ہیں ان کو ڈبل دو نئے والوں کو خوب خوب مال ملا پرانے والوں نے جھگڑا شروع کیا۔ یہ کیا یہ تو نئے ہیں ہم ہجرت کر کے آئے ہیں ہم بدر میں تھے ہم احد میں تھے۔ تھے بھی یا نہیں؟ تو اب نبیؐ نے یہ نہیں کیا کہ اب جھگڑا کر رہے ہیں تو ان کا ڈبل کر دو۔ ایک عجیب بات ہے کہا یہ مال لے کے ابھی واپس مکہ چلے جائیں گے تم یہ بتاؤ تمہیں مال چاہیئے یا نبیؐ چاہیئے ہم تمہارے ساتھ مدینہ چلیں گے۔ ایسی جگہ گھڑے تھے کہ چاہیں تو واپس مکہ چلے جائیں اپنے وطن میں رہیں جا کے بھئی پورا عرب فتح ہو چکا آخری لڑائی تھی اب عرب جو ہے شاہِ عرب کا ہے سارے بت خانے مسمار ہو چکے اب کوئی کافر رہا نہیں۔ وہ جو ایک آدھ رہ گئے ہیں بے مال سب چپ رہے بس انصار بولے نہیں یا رسولؐ اللہ ہم آپؐ کو چاہتے ہیں۔ کہا اگر تم نے چاہا ہے تو سنو قیامت تک ہم مدینہ میں رہیں گے کیا یہ تمہارے لئے فخر کی بات نہیں ہے۔ سب راضی ہو گئے مال لے کر مکہ والے گئے کیوں دیا نئے آئے تھے۔ لو اور نبیؐ کی سخاوت دیکھو یعنی جتنی لڑائیاں ہوئیں ہیں سب تمہاری وجہ سے لیکن آج تمہیں مالا مال کر کے بھیج رہے ہیں۔ یہ ہے اسلام یہ ہے حنین۔ سب اطمینان سے فتح ہو گیا عرب پورا فتح ہو گیا اب نبیؐ کو یہ کام کرنا ہے اب تمہاری نظر میں ہے نا یہ ایک سپاہی۔ بدر یاد ہے احد یاد ہے خندق یاد ہے خیبر یاد ہے حنین یاد ہے یہ ایک سپاہی نہ ہوتا تو تم کہاں ہوتے تو اب ذرا مجھے انعام دینے دو۔ میں اس کو ایک انعام دے رہا ہوں تمہارا کام ہے مان لینا۔ تو لو میں نے انعام دیا۔ من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ کبھی اس نے مال لیا کسی میدانِ جنگ سے۔ سب تمہیں دیا نہ اپنا گھر کبھی نہیں بھرا نہ۔ تو میں اس کو اپنا وارث بنا رہا ہوں صرف اس لئے تا کہ تم میرے بعد گمراہ نہ ہو۔ جس کو اتنا سا علیؑ برداشت نہ ہو سب کے حافظے کمزور ہو گئے۔ سب ایک دوسرے سے پوچھ رہے ہیں تم کو یاد ہے۔ تم کو یاد ہے۔ ہم تو

بوڑھے ہو گئے ہم کونہیں یاد ہے۔ کہا اچھا تو جاؤ پھر چہرہ چھپاتے پھرو گے۔ تمہیں یاد ہے جاؤ تمہارا حافظہ۔ اب آپ سمجھے ایک چیز آتی ہے تو ایک چیز جاتی ہے یا قرآن حفظ کرلو یا آنکھوں میں چمک بھی ہے اس کا حافظہ بھی ہے۔ غدیر کو یاد رکھو غدیر صلہ ہے۔ ۸۷ غزوات کا کہ علیؑ نے اسلام کو کہاں سے کہاں پہنچا دیا۔ اپنے میدانِ جنگ سے۔ اب موقع تھا کہ کوئی سنا دے۔ تو بھرے دربار میں کوئی سنا دے تو کہا شہزادیٔ کونین حضرت فاطمہ زہراؑ نے، آج تم کیا بات کرو گے کیا میں جانتی نہیں کہ تم ہر میدانِ جنگ میں ہوتے تھے لیکن جب جنگ کی آگ بھڑکتی تھی تو میرے بابا علیؑ کو آگے کرتے تھے تمہیں بچا لیتے تھے تمہیں یہ احسان یاد نہیں۔ آج وہ احسان تم بھول گئے ہو اور اسکے بعد کہا جب بھی تمہیں بچانے کیلئے نبیؐ نے علیؑ کو بھیجا تمہیں اپنے پاس رکھا اور علیؑ کو جنگ کی آگ میں بھیج دیا اور تم اس احسان کو بھول گئے لیکن تمہارا کیا عالم تھا کہ جب علیؑ جاتے میدانِ جنگ میں کسی بڑے پہلوان کے مقابل تو تم خوشیاں مناتے اور آپس میں ایک دوسرے سے گلے مل کر کہتے تھے آج علیؑ کا لاشہ آئے گا۔ آج علیؑ کی لاش آئے گی کون بول رہا ہے بھرے دربار میں نبیؐ کی بیٹی بول رہی ہے فاطمہؑ زہرا بول رہی ہیں۔ ہے کوئی جو اُٹھ کر کوئی ایک بات کاٹ سکے شاہزادیؑ میدانِ جنگ کی تاریخ لکھوا رہی ہیں۔ تم یہ کہتے تھے آج علیؑ کا لاشہ آئے گا لیکن جب میرا شوہر اس پہلوان کو مار فاتح واپس آتا۔ تو تم اس کو یوں دیکھتے جیسے عید کا چاند دیکھتے ہو وہ شیر کی طرح ایسے آتا جیسے جنگل میں برستی بوندیوں میں شیر جھوم جھوم کر چلتا ہے۔ یہ شوہر پہلو میں تھا اور نبیؐ کی بیٹی علیؑ کا قصیدہ پڑھ رہی تھیں۔ فاطمہؑ نے بتایا میں معصومہؑ ہوں لیکن علیؑ کی فضیلتیں پڑھنا بھرے دربار میں کتنا ثواب ہے۔ جملہ دے رہا ہوں اگر کوئی یہ کہے کہ میدانِ جنگ پڑھا کیا پڑھا ضمیر اختر نے لڑائیاں پڑھیں؟ یہ میرا موضوع نہیں ہے فاطمہ زہراؑ کا دیا

ہوا موضوع ہے اور شہزادی نے بتایا کہ جب علیؑ کی دشمنی شباب پر ہو تو علیؑ کا میدانِ جنگ پڑھو۔

حضرت فاطمہ زہراؑ نے کہا کہ میرا شوہر ہر میدانِ جنگ فتح کر کے آیا ۲۵ سال کی خاموشی کوئی جنگ نہیں کوئی لڑائی نہیں جملہ قیمتی دے رہا ہوں۔ بعد نبیؐ ۲۵ سال فتوحات ہوئیں بہت فتوحات ہوئیں اسلام بہت دور تک پھیل گیا مجھ کو یہ بتا دیجئے کہ علیؑ مانے ہوئے سپہ سالار تھے کسی لڑائی میں علیؑ کو سپہ سالار بنا کر کیوں نہیں بھیجا گیا؟ ایک سوال ہے تاریخ سے۔ ایران فتح ہوا اسپین فتح ہوا یہ فتح ہوا وہ فتح ہوا لیکن کسی میدانِ جنگ میں علیؑ نہیں گئے، بس دو ہی چیزیں ہیں یا حکومت وقت نے علیؑ کو عہدہ سپرد نہیں کیا یا انھوں نے عہدہ نہیں لیا۔ دو میں سے ایک ہی بات ہے اگر حکومت نے عہدہ نہیں دیا تو اس کی وجہ حکومت بتائے۔ علیؑ مانے ہوئے سپہ سالار جو ۸۷ لڑائیاں لڑے ہوئے آپ نے کیوں نہیں بھیجا اس کو۔ ڈر رہے تھے آپ۔ عہدہ دیتے ہوئے آپ ڈر رہے تھے آپ کے دھیان میں کیا یہ تھا کہ علیؑ ایران فتح کرنے جائیں گے ایسا نہ ہو کہ علیؑ ایران میں حکومت قائم کرلیں۔ ایسا نہ ہو کہ اسپین لشکر لے کر جائیں تو وہاں سے اعلان کر دیں میں نے صوبہ الگ کر لیا۔ کوئی خوف تھا دل میں اس لیے نہیں بھیجا۔ کہا نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ تو پھر وہ بات بتا دیجئے آپ نے کہا ہوگا تو علیؑ نے منع کر دیا ہوگا۔ بھئی دوسری وجہ یہ ہے آپ نے کہا ہوگا یا علیؑ لشکر جا رہا ہے ہم چاہتے ہیں آپ سپہ سالار بن کر جائیں اور یہ فتح آپ کے نام لکھی جائے تو علیؑ نے کہا ہوگا ہم نہیں جاتے۔ دو میں سے ایک بات کا فیصلہ کرلو اگر علیؑ نے منع کر دیا تو وجہ بتا دو علیؑ نے کیوں منع کر دیا۔ تو علیؑ نے اس لیے منع کیا ہوگا کہ پیغمبرؐ کی حیات میں ۸۷ غزوات لڑنا وہ جہاد تھے یہ لڑائیاں ہیں۔ علیؑ جہاد کرتا ہے لڑائیاں نہیں لڑتا اب جس کا دل چاہے فاتح بن جائے۔ یہ بتاؤ

قرآن سے ثابت کر کے یہ جہاد ہے یا نہیں۔ غور کیجئے گا قرآن میں ذرا فتح ایران قرآن میں دکھاؤ۔ اسپین کی فتح قرآن میں دکھاؤ۔ بدر میں قرآن میں دکھاتا ہوں احد میں قرآن میں دکھاتا ہوں خندق میں قرآن میں خیبر، حنین سب قرآن میں ہے، اب قرآن میں اسپین کی فتح تم دکھادو ایران کی فتح تم دکھا دو اس لیے علیؑ نہیں لڑے کہ قرآن میں یہ لڑائیاں نہیں تھیں۔ اب پتہ چلا کہنا آسان ہے قرآن کافی ہے اگر کافی تھا تو قرآن میں دکھاتے ہاں حدیث سنائی تو وہ بھی ایک حدیث ہے ہاں ترکی فتح کرے گا قسطنطنیہ جائے گا۔ آیت میں تو نہیں ہے قسطنطنیہ، بھئی ساری لڑائیاں قرآن میں ہیں۔ کسی ایک کو دکھا دو لیکن اسی قرآن میں کہا۔ اے نبیؐ آپ لڑ چکے کافروں سے ہو چکی لڑائیاں کافروں سے۔ اب اعلان کیا اللہ نے کہ اب لڑیئے مارقین سے قاسطین سے ناکثین سے۔ کافروں سے ہو چکیں لڑائیاں، پیغمبرؐ اب تلوار کھینچئے اور لڑیئے مارقین سے قاسطین سے ناکثین سے۔ یہ کون لوگ ہیں ان سے لڑیئے جو کلمہ پڑھ کر آپ سے بغاوت کر چکے ہوں ان سے لڑیئے جو آپ سے بیعت کر کے بیعت توڑ چکے ہوں ان سے لڑیئے جو اسلام میں رہ کر خارجی ہو چکے ہوں اُن سے لڑیئے، تین گروہ ہیں قاسطین سے لڑیئے مارقین سے ناکثین سے۔ نکثِ بیعت یعنی جو بیعت کر کے بیعت توڑ چکے ہوں ان ناکثین سے لڑیئے۔ پیغمبرؐ تو گئے۔ ۱۰ ہجری میں گئے کافروں سے لڑے یہودیوں سے لڑے۔ عیسائیوں سے نہیں لڑے۔ قرآن کہہ رہا ہے نہیں مارقین سے لڑیئے قاسطین سے لڑیئے ناکثین سے لڑیئے۔ اب جو لڑے مارقین سے قاسطین سے تو پیغمبرؐ لڑ رہا ہے۔ ۲۵ سال علیؑ چپ رہے ۲۵ سال کے بعد علیؑ کی بیعت ہوئی۔ مسلمانوں نے کہا ہم بیعت کرنے آئے ہیں علیؑ نے کہا مسجد میں ہوگی بیعت، منبر پر ہوگی، مجمع میں ہوگی۔ مجمع اتنا کہ ایک کے اوپر ایک چڑھے جاتے ہیں پیروں پر پیر

رکھے دیتے ہیں اتنا مجمع یہ تھا امام۔سب نے مل کر خلیفہ مانا۔سقیفہ کی طرح جھگڑا نہیں ہوا کون بنے گا کون نہیں بنے گا انصار کہیں ہم میں سے مہاجر کہیں ہم میں سے۔بس علیؑ آئے تو مجمع وہی تھا۔دیکھ چکا تھا مناظر منبر آنے والا آیا پیغمبرؐ کی جگہ چھوڑ کر ایک زینے کے بعد بیٹھا پھر دوسرا آنے والا آیا دوسرا بیٹھا پھر تیسرا آیا زینے ختم ہو گئے زمین میں بیٹھا انھوں نے کہا نبیؐ یہاں بیٹھتے تھے۔نبیؐ کا زینہ چھوڑ کے نبیؐ کا زینہ چھوڑ کر نبیؐ کا زینہ چھوڑ کر۔علیؑ آئے پہلے زینہ کو روندا دوسرے زینہ کو روندا تیسرے زینہ کو روندا۔ چوتھے پر بیٹھ گئے اب مجمع چہ میگوئیاں کرنے لگا ارے یہاں بیٹھ گئے ارے پیغمبرؐ کی جگہ بیٹھ گئے۔علیؑ نے کہا کیا ہو رہا ہے جو کہنا ہے اُٹھ کر کہو۔اسی لیے میں کہتا ہوں۔علیؑ کے فضائل میں کوئی شک کرے کوئی شک ہو اُٹھ کر کہو اِدھر اُدھر جا کے نہیں۔تو اب کس میں ہمت تھی اُٹھ کر کہتا بیٹھے ہی بیٹھے کہتے ہیں یا علیؑ وہ ہوا یہ کہ نبیؐ کی جگہ آپ بیٹھ گئے اور ہر آدمی جگہ چھوڑ کر بیٹھا اور آپ ان کی جگہ بیٹھ گئے کہا لکڑی کا منبر ہے یہاں بیٹھ گیا تو کیا ہوا یہ لکڑی کا منبر ہے یہاں بیٹھ گیا تو کیا ہوا میں تو پشت نبوت پر قدم رکھ چکا ہوں۔(صلوٰۃ)

اب کیا کوئی کہے بیعت ہونے لگی۔علیؑ نے نہج البلاغہ میں کہا میرے بچے کچل گئے حسنؑ اور حسینؑ اژدھام میں کچل گئے۔اتنا مجمع آیا گرے پڑ رہے ہیں میری آواز بیٹھ گئی۔ہر ایک چاہ رہا تھا کسی طرح میرے ہاتھ پر بیعت کر لے اسے کہتے ہیں خلیفہ کی بیعت۔چھپ کر راتوں کو نہیں ہوئی۔۔۔اسی لئے حسینؑ نے کہا تھا آجا میدان میں آ۔ کیا یہاں اندھیرے میں کہہ رہا ہے حسینؑ یزید (لعین) کی بیعت کر لو۔اس لئے علیؑ نے کہا تھا روشنی میں آؤ یہ کام روشنیوں کے ہیں تب پتہ چلے گا سب نے علیؑ کی بیعت کی تھی یا علیؑ نے سب کی بیعت کی تھی۔ایک آیا بیعت کی دوسرا آیا بیعت کی واپس بلاؤ پھر آیا پھر بیعت کرو۔پھر کرو۔تم دونوں بیعت کرو۔یاروں کو بار بار بلایا جا رہا ہے ابھی دو

ہیں پریشان نہ ہوں سب کے مرنے کے بعد علیؑ خلیفہ بنے ہیں۔ گھرا گئے کیوں بار بار کہا
اِس لیے بار بار کیوں کہ تم لوگ میری بیعت توڑ دو گے۔ تم توڑو گے سب سے پہلے۔
نہیں یا علیؑ ہم تو ایسا نہیں کریں گے۔ چلے گئے۔ اعلان کیجئے۔ اب نبیؐ ہو تو قتل کرے نا
اب جو قتل کرے وہی ہے۔ لیکن بیعت توڑنے والوں کو مرد نہیں ملا سہارے کیلئے
عورت کو میدانِ جنگ میں لائے۔ پہلی لڑائی جو علیؑ نے لڑی بعد پیغمبرؐ ۲۵ برس کے بعد وہ
ناکثین سے بیعت ٹوٹنے کی وجہ سے یہ جمل کی لڑائی ہے جس میں ۳۵ ہزار کا لشکر تھا
کوفے امام حسنؑ کو بھیجا عمار یاسرؓ ساتھ تھے جسے لڑنا ہے وہ آئے۔ جرنیل نے خط لکھا ام
سلمہؓ کو چلو گی۔ کہا سنو تم بھی نہ جانا۔ کہا کیوں۔ بھول گئیں وہ رسولؐ کو جب وضو کرایا جا
رہا تھا۔ میں پانی ڈال رہی تھی اُم سلمہؓ نے کہا میں پانی ڈال رہی تھی تو رسولؐ نے کہا تھا۔
تم میں سے ایک تم میں سے ایک علیؑ سے لڑے گی۔ تمہیں یاد ہے میرے ہاتھ سے لوٹا
چھوٹ گیا تھا۔ میں نے کہا تھا وہ یا رسولؐ اللہ میں تو نہیں۔ کہا نہیں تم نہیں۔ تو اب کون
ہے؟ اب یہ بھی میں بتاؤں۔ چلے۔ ابھی ایک آدمی اپنے گھر سے نکلا تھا ایک اونٹ
لے کر اُس اونٹ کی بھیانک شکل دیکھ کے خوف آتا تھا ایسی اس کی شکل تھی۔ مروان
نے کہا کیا نام ہے اس اونٹ کا، بدّو نے کہا میں پیار سے اسے عسکر کہتا ہوں۔ کہا بیچو گے
کہا کیوں کہا تمہاری والدہ کیلئے اماں کیلئے کہا کیا بات کرتے ہو ابھی میں اپنی اماں کو گھر
چھوڑ کے آ رہا ہوں میری اماں ہی کا تو اونٹ ہے میری اماں کیلئے تم اونٹ خریدو گے۔
اونٹ کے پیچھے پیچھے لشکر چلا، حوآب کے قریب سب آئے، کتّے بھونکنے لگے، کہا واپس
چلو مروان نے کہا کون کہتا ہے یہ وہ جگہ ہے۔ چالیس گواہیاں قسم کھا کے قرآن کی قسم
کھا کے کافی ہے نا۔ اچھا تو پھر چلو وہ جگہ نہیں ہے تو۔ عالم اسلام میں پہلی جھوٹی گواہی۔
ان سے لڑے گا علیؑ سمجھے نا جو لوگ بیعت توڑ دیتے ہیں نہ وہ لوگ قرآن کو سمجھتے ہیں نہ وہ

ایمان کو سمجھے ہیں۔آئے علیؑ یہ کیا ہے بھائی۔ ۳۵ ہزار کا لشکر سجا ہوا اور سب کا سردار اونٹ عسکر۔علیؑ میدانِ جنگ میں ہیں۔کون آیا مقابل کون نہیں ہمیں اس کی بات نہیں کرنی۔ جو نظر آیا اس کی بات۔لیکن علیؑ آئے کیسے۔ اِطلاع ملی لشکر جم گیا بصرہ کے میدان میں۔علیؑ نے کہا ہم چلیں گے ۲۵ برس کے بعد علیؑ نے جنگی سامان منگایا۔تیار ہوئے گھوڑے پر بیٹھے کمر میں ذوالفقار لگا کر تو آج شان ہی کچھ اور ہے بدر میں آئے حمزہؑ اِدھر تو عبیدہؑ اُدھر۔احد میں آئے اکیلے خندق میں آئے اکیلے خیبر میں گئے اکیلے۔ اب علیؑ اکیلے نہیں ہیں اب علیؑ کے اٹھارہ بیٹے ہیں۔علیؑ کے بارہ بھتیجے ہیں۔علیؑ کے اٹھارہ داماد ہیں۔خاندان بہت بڑا ہے۔ جب علیؑ گھوڑے پر چلے چاروں طرف سے چالیس گھوڑے بڑھے۔ بیٹے گھوڑوں پر بھتیجے گھوڑوں پر داماد گھوڑوں پر تب مورخ نے کہا جمل کے میدان میں آفتاب یوں آیا کہ چاروں طرف ستارے گردش کر رہے تھے۔ایک ایک جوان جوانِ رعنا اب جو میدان جنگ میں آئے ادب سے سارے سوار پیچھے ہٹے جو شاہزادے تھے وہ آگے بڑھے۔علیؑ کا سپہ سالار مالک اب مالک آگے بڑھا کہا یا علیؑ کیا دیکھتے ہیں آپ لشکر کی یلغار یہ طوفان یہ سمندر دیکھ رہے ہیں آپ۔کہا علیؑ نے مجھے کوئی لشکر کی پرواہ نہیں ہے۔ مالک سمجھ رہے ہیں کہ علیؑ لشکر دیکھ رہے ہیں۔اب مالک کی سمجھ میں آیا کہ علیؑ ایک کو دیکھ رہے ہیں یہ نہج البلاغہ سے پڑھ رہا ہوں یہ تاریخ کا میدانِ جنگ نہیں ہے یہ علیؑ کی اپنی کتاب کا میدانِ جنگ ہے ایک بار کہا مالک میں اس کو دیکھ رہا ہوں اگر آج یہ میدانِ جنگ میں رہ گیا تو قیامت تک یہ مسلمان اونٹ کی پوجا کریں گے۔اب پتہ چلا کہ جمل میں کیوں آئے تھے اگر علیؑ نہ آتے تو سب نے اونٹ بنا بنا کے گھروں میں طاقوں میں رکھے ہوتے۔اس کو ہٹادو کہا مالک تمہیں معلوم ہے شیطان نے اس میں حلول کیا ہے۔عسکر میں شیطان نے حلول

کیا ہے اس کو ہٹادو کون ہٹائے سترہ حملے ہوئے۔ ایک ایک کو بھیجتے لیکن مہار اتنی لمبی کہ
دس ہزار پکڑے ہیں کٹتے جاتے ہیں۔ مرتے جاتے ہیں مہار کو نہیں چھوڑتے۔ محمد
حنفیہؒ گئے حملہ کیا واپس آئے حملہ کیا واپس آئے۔ بہت دیر ہوگئی کہا اس کو ہٹاؤ چشم زدن
میں لشکر کے سمندر کو پھاند گیا گھوڑا تلوار چلی بجلی کڑکی اونٹ گرا لوگوں نے دیکھا یہ علیؑ
ابن ابیطالبؑ ابوتراب کا بیٹا حسن مجتبیٰؑ تھا علیؑ نے بتادیا کہ علیؑ کا سجا ہوا میدانِ جنگ آج
میں نے حسنؑ کے حوالے کردیا۔ بعد علیؑ میدانِ جنگ کے مالک حسنؑ اور پھر موضوع کو
آگے بڑھا دوں کہ عبداللہؑ ابن جعفرؑ جیسے شجاع۔ محمد حنفیہؒ جیسا شجاع مسلمؑ ابنِ عقیلؑ جیسا
شجاع سب علیؑ کے پہلو میں لیکن مسلسل ایک بات بار بار تم سب بہت بہادر ہو لیکن سنو تم
سب سنو میرے حسینؑ سے زیادہ بہادر کوئی نہیں یہی وجہ ہے کہ عبداللہؑ ابن جعفرؑ نے
مدینے میں اہلِ حرم کی واپسی پر شہزادیؑ سے یہی پوچھا تھا کہ حسینؑ کربلا میں کیسے لڑے
اس لیے کہ علیؑ کہا کرتے تھے کہ حسینؑ سے زیادہ بہادر کوئی نہیں تو شہزادی زینبؑ نے کہا
کہ ہاں میں نے دیکھا میں گواہ ہوں کہ میرے بھائی نے کیسے جنگ کی۔ کون گواہی
دے سکتا تھا حسینؑ کے میدانِ جنگ کی۔ دربارِ یزید میں شمر ملعون نے اُٹھ کر کہا یزید
پلید کے سامنے کہ حسینؑ کے ۷۲ سپاہی تھے۔ ہم نے گھیر لیا ہم نے ان پر یلغار کردی۔
پرندوں کی طرح بھاگ رہے تھے۔ ہم نے انھیں مار دیا صبح لڑائی شروع ہوئی شام کو ہم
نے سب کو پامال کردیا اور امیر ہم فاتح ہیں۔ حضرت زینبؑ نے بڑھ کر آواز دی جھوٹا
ہے شمر (ملعون) تو جھوٹ بولتا ہے تو نے گھیر کر نہیں مارا کہتی ہیں یزید (ملعون) بھیج
دے اپنے نمائندے پورے ملک شام میں بھیج دے اپنے نمائندے کوفہ میں اور یہ دیکھ
کر آئیں تیرے نمائندے کون سا گھر ایسا ہے کوفہ و شام میں جس گھر سے رونے کی
آواز نہیں آرہی ہے۔ ہر گھر سے دو آدمی مارے گئے ہیں پوری مملکت کو چیلنج کر رہی ہیں

حضرت زینبؑ جاؤ دیکھو جاؤ ہر گھر سے دو آدمی میرے بھائی نے مارے ہیں۔اس کے بعد فرماتی ہیں یزید (لعین) کتنا لشکر تھا تیرا کربلا کا میدان بھر دیا تھا تو نے۔کوفہ کی دیوار سے لشکر ٹکرا رہے تھے اس کے بعد فرماتی ہیں یزید (لعین) گیارہ محرم کو جو تیری فوج واپس آئی تو کتنی تھی۔انگلیوں پر گنی گئی تھی تیری فوج اتنا مارا تھا میرے بھائی نے۔ وہ قتل عام میرے بھائی نے کیا کہ صف عزا بچھ گئی تھی ملک شام میں اور کوفہ میں۔خوب لڑے حسینؑ اجاڑ کر رکھ دیا میدان جنگ کو یزید (پلید) کے ایسے فاتح ہیں حسینؑ تاریخ چائنا لکھنے والا مورخ لکھتا ہے جب چائنا کے پورے بہادروں کا ذکر کرتا ہے پھر پورے ورلڈ کے بہادروں کا ذکر کرتا ہے۔آخری جملہ لکھتا ہے اس کائنات میں حسینؑ سے بڑا بہادر کوئی نہیں پھر جملہ لکھتا ہے ہاں کہتے ہیں مسلمان میں سب سے بہادر علیؑ تھے علیؑ سے بہادر کوئی نہیں تھا لیکن میں یہ کہوں گا کہ علیؑ جتنی لڑائیاں لڑے پانی پی کر لڑے مگر میں حسینؑ کو بہادر اس لئے مان رہا ہوں کہ حسینؑ اس وقت لڑے کہ جب تین دن کے پیاسے تھے تین دن کے بھوکے تھے اس وقت لڑے جب جوان بیٹا مارا جا چکا تھا۔جب برابر کا بھائی مارا جا چکا تھا کافر اور مشرک کہتے ہیں کہ حسینؑ کتنے شجاع تھے حسینؑ کا میدان جنگ اللہ اکبر کیا گذری ہوگی بہن پر کہ جس نے یہ منظر دیکھا کہ کربلا میں حسینؑ کی تکبیر گونجتی تھی تو بہن کا دل بڑھ جاتا تھا پردہ ہٹا کر جب حسینؑ کا حملہ دیکھتی تو فاتح خیبر کی بیٹی آج علیؑ کی جنگ دیکھ رہی تھی کتنی خوش تھی بہن لیکن وہی بہن جب چہلم کو اس ویران میدان کو دیکھ رہی ہوگی۔اب نہ حسینؑ ہیں نہ وہ شان ہے نہ حسینؑ کی تکبیریں ہیں۔اللہ آپ کو جزائے خیر دے۔چہلم گذر گیا دن ختم ہوا ذہن پر اب تک چہلم ہے کچھ آپ کو جھلک دکھا دوں چہلم کی۔عباسی خلیفہ تھا اس کی بیوی کا نام خدیجہ ہے مومنہ تھی علامہ اردبیلی نے یہ روایت لکھی۔بچپن سے سنا ہوگا آپ نے کہ کربلا کا

چہلم بہت مشہور ہے لوگ کوشش کرتے ہیں کہ چہلم کربلا میں کریں۔ چہلم کیوں مشہور ہے۔ بہن آئی تھی آج کے دن بہن آئی تھی بھائی کی قبر پر تو دنیا کے تمام چاہنے والے یہ کوشش کرتے ہیں کہ ۲۰ رصفر کو ہم کربلا میں رہیں لیکن چہلم کربلا کا اس لئے مشہور ہے وہ خاتون جسکا نام خدیجہ ہے کہتی ہے ہم نے اپنے شوہر سے کہا کہ اب کی ہم چہلم کربلا میں کرنا چاہتے ہیں ایک قافلہ تیار ہوا لوگ چلے چہلم سے ایک دن پہلے ہم کربلا کے قریب پہنچ گئے اس زمانے کا یہ دستور تھا جتنے قافلے آتے سب بیرونِ کربلا ٹھہر جاتے خیمہ لگا کے۔ جب چہلم کا دن آتا تو صبح کے وقت سب جلوس بنا کر کربلا کی طرف چلتے۔ صرف قبریں تھیں روضہ نہیں بنا تھا اس زمانے میں دور سے قبریں نظر آتیں کچی قبریں۔ لوگ جلوس کی شکل میں قبر حسینؑ کی طرف جاتے وہ کہتی ہے رات تھی کہ شور گریہ سے میری آنکھ کھل گئی میں گھبرا کے خیمہ سے باہر آگئی یہ رونے کی صدائیں کہاں سے آرہی ہیں کچھ دور مجھے اس اندھیرے میں کچھ روشنیاں سی نظر آئیں میں اس روشنی کی طرف چلنے لگی تو میں نے اپنی سمت کو دیکھا کہ میں قبر حسینؑ کی طرف بڑھ رہی تھی جب میں آگے بڑھی تو میں نے دیکھا ایک طرف سے ہزار عورتوں کا جلوس آرہا ہے آگے آگے ایک عورت کے ہاتھ میں علم ہے اور علم کے سائے میں ایک بی بی بالوں کو کھولے ہوئے اور دو عورتیں اسکو سنبھالے ہوئے اور وہ یہ کہتی ہوئی آتی ہے ولدی الحسینؑ ولدی الحسینؑ اے میرے لال حسینؑ کل تیرا چہلم ہے ماں آگئی۔ کہتی ہے میں آگے بڑھی علم لے کر جو آگے آگے جا رہی تھی میں نے اس سے پوچھا یہ کون عورتیں ہیں کہا یہ جنت کی حوریں ہیں اپنی شہزادی فاطمہؑ زہرا کو لے کر آئی ہیں تجھے معلوم نہیں علیؑ کے بیٹے حسینؑ کا چہلم ہے۔ یہ ہر سال چہلم سے ایک دن پہلے کربلا میں آجاتی ہیں یہ علم سجایا جاتا ہے یہ علم ایک حور لئے ہوئے ہے جیسے ہی قبر کے

قریب آئی خدیجہ کہتی ہیں میں جلوس کے ساتھ ساتھ چلی اک باراس بی بی نے پکار کر ایک عورت کومخاطب کیا کہا طیبہ ادھر آ میں نے حور سے پوچھا یہ طیبہ کون ہے کہا یہ جنت میں حوروں کی سردار ہےاور یہ شہزادیؑ کی خدمت گذار ہے وہ حور آگے بڑھی ادب سے شہزادیؑ کے سامنے رکی شہزادیؑ نے روکر کہا طیبہ جا جنت میں جا کر میرے بابا رسولؐ سے کہہ دے فاطمہؑ قبر حسینؑ پر آگئی ہےاور طیبہ علیؑ سے کہہ دینا حسنؑ سے کہہ دینا کہ کل حسینؑ کا چہلم ہے، خدیجہ کہتی ہے کچھ دیر نہ گذری تھی کہ اس سمت سے کئی علم نظر آئے میں نے دیکھا آگے آگے ایک بزرگ کمر کو تھامے ہوئے اے زہراؑ ترا بابا آگیا ایک پہلو میں علیؑ ایک پہلو میں حسنؑ جیسے ہی قبر کے قریب پہنچے اک بار بی بی مڑی کہا بابا یہ میرے حسینؑ کی قبر ہے بابا میرے لال حسینؑ کا لاشہ یہاں روندا گیا میرے حسینؑ کے بچوں کو یہاں ذبح کیا گیا جب چہلم آتا ہے تو فاطمہؑ کو جنت میں زینبؑ کا آنا یاد آتا ہے۔ کیسے آئیں زینبؑ جابر بن عبداللہ انصاریؓ قبر حسینؑ سے لپٹے ہوئے تھے اک بار قبرِ حسینؑ سے آواز آئی جابر ذرا قبر سے دور ہٹ جاؤ میری بہن زینبؑ آرہی ہے غلاموں سے کہہ دو نامحرم ہیں ہٹ جائیں، زینبؑ کی سواری آرہی ہے۔آئی سواری عماری رکی لیکن کہتے ہیں جناب زینبؑ نے اک بار اپنے آپ کو عماری سے قبرِ حسینؑ پر گرادیا۔ یہ بتا دیں آپ کو شاہزادی نے پہلا جملہ قبر حسینؑ سے لپٹ کے کیا کہا شاید آپ سوچ رہے ہوں کہا ہوگا بھیا بازو میں رسن باندھی گئی نہیں کہا بھیا میں بازاروں میں گئی نہیں کہا۔ بھیا میں دربار میں گئی نہیں کہا۔ پہلا جملہ یہ کہا بھیا آپ نے سکینہؑ کو میرے حوالے کیا تھا میں چلی آئی سکینہؑ نہیں آئی ہم سکینہؑ کو نہیں لا سکے قید خانے میں سکینہؑ ہم سے چھوٹ گئی سکینہؑ کی قبر قید خانے میں بن گئی۔ تین دن ماتم کیا بہن نے بھائی کی قبر پر بیٹھ کے کیسا ماتم دھوپ میں بیٹھ کے ماتم سائے میں نہیں قبر پر ہائے حسیناؑ کی صدائیں گونجتی رہیں

لیلیٰؑ نے علی اکبرؑ کا ماتم کیا ام فروہؑ نے قاسمؑ کا ماتم کیا ایک ماں بار بار ہر قبر پر جا کر پکارتی علی اصغرؑ تم کہاں ہو اس ویرانے میں تمہاری قبر کہاں چھپ گئی اے علی اصغرؑ ماں تمہیں کہاں ڈھونڈھے اللہ عجیب اربعین تھا صحرا تھا اور بی بیاں تھیں ۔سید سجادؑ تھے اور بیوائیں تھیں تین دن گذر گئے جب تیسرا دن آیا عماریاں تیار ہوئیں سید سجادؑ نے کہا پھوپھی اماں مدینہ چلئے ناقوں پر بی بیوں کو بٹھایئے۔اتنا ہی کہا اے بھیا عباسؑ کو بھیجو قناتیں تو گھیریں عماری پر کون بٹھائے گا کہاں ہیں اکبرؑ کہاں ہیں قاسمؑ پرچم لے کر عباسؑ کیوں نہیں آگے چلتے کس شان سے ہم آئے تھے اور کیسے جا رہے ہیں جب مدینہ والے دیکھیں گے کہ قافلہ کیسے گیا تھا اور آج یہ لٹا ہوا قافلہ کیسے آ رہا ہے مجھے نہیں معلوم راستہ کیسے طے ہوا لیکن یہ پتہ چلتا ہے کہ بشیر بن جزلم ۵ ہزار کا لشکر لئے ہوئے اہلِ حرم کی حفاظت کو۔لیکن یہ حکم تھا کہ جہاں اہلِ حرم رکیں لشکر کئی میل دور اترے قافلے والوں کی آوازیں لشکر کے کانوں تک نہ پہنچیں بڑا احترام ہے آج زینبؑ کا وہ زینبؑ جو بازاروں میں پھرائی گئی وہ زینبؑ جو درباروں میں پھرائی گئی آج مدینہ کی طرف بڑے احترام سے حسینؑ کی بہن کو لے جایا جا رہا ہے لیکن اللہ جیسے ہی مدینہ کے قریب سواریاں پہنچی سوادِ شہر نظر آیا مکانات نظر آئے عماری کے پردے کو ہٹا کر شہزادی ام کلثومؑ نے مرثیہ پڑھا اے نانا کے مدینہ ہمارے آنے کو قبول نہ کر ہم جب گئے تھے گودیاں بھری ہوئیں تھیں اب آئے ہیں تو گودیاں اُجڑ چکیں مانگیں اُجڑ چکیں اے نانا کے مدینہ ہم اُجڑ کر آئے ہیں زینبؑ نے حکم دیا قافلہ یہیں رک جائے قافلہ اندر نہیں جائے گا شہر میں داخل نہیں ہوگا خیمہ لگا دئے گئے قناتیں لگا دی گئیں اہلِ حرم عماری سے خیام میں اُتر گئے ایک کرسی خیمہ کے آگے ڈال دی گئی اس پر آپ کا امام سید سجادؑ کالی شال عزا گلے میں لپیٹے ہوئے یہ گلے میں کیوں لپٹی تھی گلے کو کیوں چھپا لیا تھا کرسی پر تشریف فرما تھے

اشارے سے بشیر کو بلایا کہا بشیر ہم نے سنا ہے ترا باپ بھی شاعر تھا تو بھی شاعر ہے جا جا کر مدینہ میں اعلان کر دے بس اتنا ہی کہنا ۲۸ ر رجب کو جو قافلہ گیا تھا وہ قافلہ آ گیا ہے اور بیرونِ مدینہ وہ قافلہ رکا ہوا ہے بشیر نے جا کر اعلان کیا اے اہلِ مدینہ اے یثرب کے رہنے والوں ۲۸ ر رجب کو جو قافلہ گیا تھا وہ قافلہ واپس آ گیا ہے بیرونِ مدینہ وہ قافلہ رکا ہوا ہے۔ ہر گھر کا منظر الگ تھا صغریٰؑ نے کہا اے دادی اُم البنینؑ بابا آ گئے بھیا علی اکبرؑ آئے۔ بھیا قاسمؑ آئے اب تک آئے کیوں نہیں۔ دادی ہم جائیں گے دادی کہتی ہے صغریٰؑ رُکو تم بیمار ہو میں جاتی ہوں خبر لے کے آتی ہوں یہ اس گھر کا منظر محمد حنفیہؑ بیمار بار بار غش آتے ہیں ایک بار آنکھ کھلی کہا شور کیسا ہے غلام نے کہا آپ کا بھائی آیا ہے حسینؑ واپس آ گئے کہا ہم کو اُٹھاؤ کہا بیمار ہیں آپ چل نہیں پائیں گے کہا ارے کیا کہتا ہے حسینؑ آئے اور محمد حنفیہؑ بستر پر لیٹا رہے۔ میرے بازو پکڑو غلاموں نے بازو تھاما جیسے ہی شاہراہ پر آئے ایک بار سینہ کو تھام کر وہیں بیٹھ گئے سامنے کالا علم نظر آیا کہا ہائے بنی امیہ نے حسینؑ کو مار ڈالا میرا حسینؑ زندہ نہیں ہے میرا بھائی مارا گیا۔ لو سنو عقیلؑ کی چھ بیٹیاں اسماءؒ بنتِ عقیل اُم لقمانؒ اُمِّ ہانیؒ زینب بنتِ عقیلؑ چھ بہنیں اک بار جیسے ہی یہ سنا کہ محمد حنفیہؑ نے یہ کہا کہ حسینؑ مارے گئے چادر اوڑھی چھ بہنیں چلیں ایک ساتھ چلیں راوی کہتا ہے کہ چھ بہنیں محلّہ بنی ہاشم سے نکلیں تو اک بار ان کا رخ روضۂ رسولؐ کی طرف تھا راوی کہتا ہے ہر بی بی کا ہاتھ چادر سے نکلا ہوا تھا اور روضۂ رسولؐ کی طرف ہاتھ اُٹھا اُٹھا کر کہتی یا رسولؐ اللہ آپ کے بیٹے کا پُرسہ دینے آ رہے ہیں۔ عقیلؑ کی بیٹیاں پتہ ہے علیؑ کی بہوئیں ہیں سب کے شوہر کربلا میں مارے گئے کوئی یہ نہیں کہہ رہا ہے میرا شوہر میرا شوہر سب کے منھ پر حسینؑ مارا گیا حسینؑ مارا گیا۔ قافلہ لے کے چلے گھروں کے دروازے کھل گئے مدینہ والے روتے ہوئے چلے

چیخ مارتے ہوئے چلے ایسی رقت مدینہ میں نہیں ہوئی تھی دیکھتے دیکھتے شاہراہوں پر دس ہزار کا مجمع ہوگیا۔ ہر ایک چیخ چیخ کر رو رہا تھا مکتب بند ہو گئے اسکول بند ہو گئے چھوٹے چھوٹے بچے دوڑتے ہوئے چلے عونؑ و محمدؑ آئے ہیں عونؑ و محمدؑ آئے ہیں، جوان کمر میں تلواریں لگائے دوڑتے چلے، چلو، علی اکبرؑ آئے ہیں، چلو، قاسمؑ آئے ہیں، ایک بلند قامت بی بی ایک بچے کی اُنگلی پکڑے ہوئے مجمعے میں آئی، کسی نے پکار کر کہا، ہٹو، راستہ دو مادرِ عباسؑ آ رہی ہیں، بی بی نے بشیر سے کہا مجھے حسینؑ کی خبر سُنا، اُس نے کہا، حسینؑ مارے گئے۔ اہلِ مدینہ میں رونے کا غُل اُٹھا۔

---

سوانح

# شہزادۂ قاسمؑ ابنِ حسنؑ

عربی، فارسی، اردو تاریخ میں شہزادہ پر پہلی کتاب

علّامہ ڈاکٹر سیّد ضمیر اختر نقوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اُمُّ البنینؑ سا کوئی ہوگا نہ نیک نام
فرزند جس کے چار ہوئے فدیۂ امام
(انیسؔ)

زندگانی

# حضرت اُمُّ البنین سلام اللہ علیہا

والدۂ گرامی

## حضرت ابوالفضل العباس

ابن علی علیہ السلام

تالیف

علامہ سیّد ضمیر اختر نقوی

یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرونِ ملک مقیم ہیں

مومنین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ہیں.

منجانب.



سبیلِ سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدرآباد پاکستان







۷۸۶

۱۱۰-۹۲

یا صاحب الزماں ادرکنیؑ

DvD Version

# لبیک یا حسینؑ

خصوصی تعاون: نذر عباس
رضوان رضوی

## اسلامی کتب (اردو) DVD

ڈیجیٹل اسلامی لائبریری۔

www.ziaraat.com

NOT FOR COMMERCIAL


SABIL-E-SAKINA
Unit#8,
Latifabad Hyderabad
Sindh, Pakistan.
www.sabeelesakina.page.tl
sabeelesakina@gmail.com